# فغان ایران

(یورپین سازو باز اور شرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

سنہ ۱۳۲۳ ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں سید سخاوت علی کی اہتمام سی چھپا

تعداد طبع اول ایک ہزار جلد

# فغان ایران

(یورپین سازوباز اور مشرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

۱۳۲۳ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں سید سخاوت علی کے اہتمام سے چھپا

تعداد طبع اول ایک ہزار جلد

| نمبر شمار | مضمون | صفحہ |
| --- | --- | --- |

# فہرست تصاویر

# تہدیہ

مین یہ کتاب اپنی قومی بہنون کے نام معنون کرتی ہون اور امید ہے کہ فلاح قوم مین جو اُنھون نے اپنے بھائیون کا ہاتھ بٹایا ہے یہ کتاب کچھ معین ومفید ثابت ہوگی کسی قوم کو معراج کمال پر پہونچنے کیلئے یہ ضرور ہے کہ طبقۂ اناث بھی علم کے وسیع میدان مین مساوی درجہ حاصل کرے۔ یورپ کی ترقی کا بڑا راز یہی ہے کہ وہان کی عورتین بھی مثل مردون کے زیور تعلیم سے آراستہ ہین۔ مثل مشہور ہے کہ ایک بچہ کے لئے پہلا مدرسہ اُسکے مان کی گود ہے۔ جس قوم مین یہ ابتدائی مدارس بچون کی تعلیم وتادیب کے لئے مفقود ہون وہ کیا خاک ترقی کر سکتی ہے۔ جو اصحاب تعلیم نسوان کے مخالف ہین اور خواتین اسلام کو جہالت کی تاریکی مین رکھنا پسند کرتے ہین اُنکو چاہیئے کہ چشم بصیرت سے "طلب العلم فریضۃ"

کی حدیث نبوی کو ملاحظہ فرمائین۔ طبقۂ نسوان کو کس نے اس حدیث سے مستثنیٰ کیا ہے۔ کیا اسلام مین عورتین عالمہ فاضلہ شاعرہ نہین گزری ہین یہ ظاہر ہے کہ فی نفسہ بے حجابی تحصیل کمالات علمی کے لئے ضرور نہین ہے۔ پھر نہ معلوم عقلا کو کس وجہ سے عورات کے جاہل و غافل بنانے پر اصرار ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ میری ہیچ ناچیز تالیف اس حجاب تغافل قومی کے دور کرنے مین کم و بیش مدد دیگی اور ارباب عقول کی نظرون مین کچھہ عزت قبول حاصل کریگی۔

ام الاعظم بلگرامی

۱۵۔ دسمبر ۱۹۱۳ء
خیریت آباد۔ } حیدر آباد دکن

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

# دیباچہ

مراکش جا چکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض ناتوان کب تک

مولانا شبلی کے قومی نوحہ کا یہ شعر سعدی شیراز کے مرثیہ کا ایک شعر یاد دلاتا ہے

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

فرق صرف اتنا ہے کہ وہان تاتاریون نے عباسیون کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا اور یہان روح اللہ کی امّت نے اسلامی سلطنتون کو خاک مین ملایا مگر جو اسباب خلافت کی تباہی کا باعث ہوئے وہی ان سلطنتون کی بربادی کا سبب ٹھہرے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اُدھر یورپ مین زمین کی گروی اور مسطح ہونے پر جھگڑے ہو رہے تھے اور ادھر اندلس۔ بغداد۔ اور قاہرہ کے مدارس مین کرہ ارضی رکھا ہوا تھا اور جغرافیہ پڑھایا جاتا تھا۔ اگر محمد

فرغنی کی تصانیف کا یورپین زبان مین ترجمہ نہ کیا جاتا تو یورپ علم ہیئت کی اشاعت سے محروم رہتا۔ یہ مسلمان ہی تھے جنھون نے پہلے پہل یورپ مین رصد گاہین بنائین۔ ۱۱۹۶ء مین الہیثم کے اہتمام سے منارہ رسدگاہ تعمیر ہوا مگر اندلس سے مسلمانون کے نکالے جانے کے بعد اہل اسپین کو اتنا شعور بھی نہ تھا کہ اُس منارہ کا مصرف سمجھتے۔ اُنھون نے اُسے کلیسا کا گھنٹہ گھر قرار دیا۔ کیا نصیر الدین طوسی یا ابن یونس کے بنائے ہوئے نقشہ ہاے فلکیات مسلمانون کی دماغی قابلیت کا ثبوت نہین دیتے۔ مسلمانون ہی کی کوشش سے علم مثلث نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی۔ عملی علوم مین جن کا دارومدار تجربہ پر ہے علم کیمیا کی ایجاد کا سہرا انھین کے سر رہا۔ علاوہ سائنس کے مسلمانون نے یورپ کو صنعت و حرفت کے فن۔ طرق معاشرت اور روزانہ زندگی کے آداب سکھائے۔ فن فلاحت مین آبپاشی کے مختلف طریقے بتائے۔ چوپایون کی افزائش نسل کے اصول تعلیم کئے۔ ریشم پیدا کرنے کے طریقہ بتائے۔ یورپ مین چاول شکر اور روئی کی کاشت کی بنا ڈالی۔ غرضکہ جہان پیاز تک نہ اُگتی تھی وہان زعفران لہلہانے لگا۔ اس وقت یورپ مین جو عمدہ عمدہ باغ نظر آرہے ہین وہ مسلمانون ہی کی بدولت نصیب ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانون نے یورپ پر وہ احسان کیا ہے کہ تاریخ کے صفحون سے

کبھی نہین مٹ سکتا - ہر قسم کی صنعت و حرفت اُنہین نے تعلیم دی - بلکہ باردو اور توپ خانہ بھی اُنھین نے ایجاد کیا پہلی توپ جو بنائی گئی وہ ڈھلی ہوئی نہ تھی بلکہ موٹے آہنی پتھرون سے بنائی گئی تھی - جہازرانی کے لئے قطب نما ایجاد کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانون کو جہازرانی اور تجارت سے خاص دلچسپی تھی - تجارت کی ترقی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث کے زمانہ مین جو محصول صرف تجارتی مال سے وصول ہوتا تھا اُسکی تعداد (۸۳۵۰۰۰۰) آٹھ کرور پینتیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی جو اُس زمانہ مین یورپ کے کل سلاطین کی آمدنی سے بڑھی ہوئی تھی - ایک ہزار سے زیادہ تجارتی جہاز تھے اور تقریباً دنیا کے کل مشہور بندرگاہون مین فیکٹریان قایم تھین - قسطنطنیہ - بحر اسود - بحر قلزم - بلکہ ہندوستان - چین اور افریقہ کے سواحل تک اُن کے جہاز جاتے تھے - تجارتی معاملات مین مسلمانون کی قابلیت کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ دسوین صدی مین جب یورپ جہالت کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تھا - ابوالقاسم نے اصول تجارت پر ایک بڑی مبسوط کتاب لکھی تھی - مختصر یہ ہے کہ مسلمانون کی ترقی کا ایک وہ عالم تھا کہ :-

ہر کوچہ معلمی ستادہ　　ہر گام فلاطنے فتادہ
بازارگیان او خردمند　　ہم عقدکشا و ہم رسد بند

ادباسغس مجسطی آفرینند　　　اطفال شف در آستینند

یا ایک زمانہ یہ آرگا ہے کہ رینان صاحب اپنی کتاب اسلام وسائنس مین ایک نقل لکھتے ہین کہ ایک دفعہ ایک فرینچ سیاح نے ایک اسلامی سلطنت کے وزیراعظم سے پوچھا کہ اُس شہر کی آبادی کس قدر ہے تو اُس کا جواب یہ ارشاد ہوا کہ وَاللّٰہُ اَعلم بالصواب۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسلمانون نے اپنے ہاتھون یہ گت بنائی۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ روس و جاپان کی لڑائی سے جو گویا یوروپ اور ایشیا کا مقابلہ تھا ایک اچھا سبق لیتے سینکڑون برس کے ادبار اور ناکامی کی وجہ سے ایشیا کو دنیا کی زندہ اقوام نے مرفوع القلم اور مردہ سمجھ لیا تھا مگر اس جنگ عظیم مین جاپان نے نمایان فتوح حاصل کر کے اس یوریپین کُلیہ کی غلطی مثل روز روشن عالم پر ثابت کردی جس سے تاریخ دنیا مین بعد صدہا سال کے ایک جدید انقلاب پیدا ہوا۔ حقیقت مین وہ جلیل الشان فتحیابی جاپان کی نہ صرف اُس کے لیئے سرمایۂ افتخار تھی۔ بلکہ تمام ایشیائی حکمرانون اور اقوام دنیا کی عزت و شوکت اور قوت و استعداد حکومت کا اُس نے اعادہ معدوم کیا۔ قطرہ کا دریا بن جانا یا ذرّہ کا آفتاب ہو جانا جاپانی ترقی کی سچی مثال تھی۔ یہ لڑائی نہ صرف قومی جوش اور ہر قسم کے علوم و فنون جنگ کی ترقی کا ثبوت تھی بلکہ اور صدہا مسائل مشکل

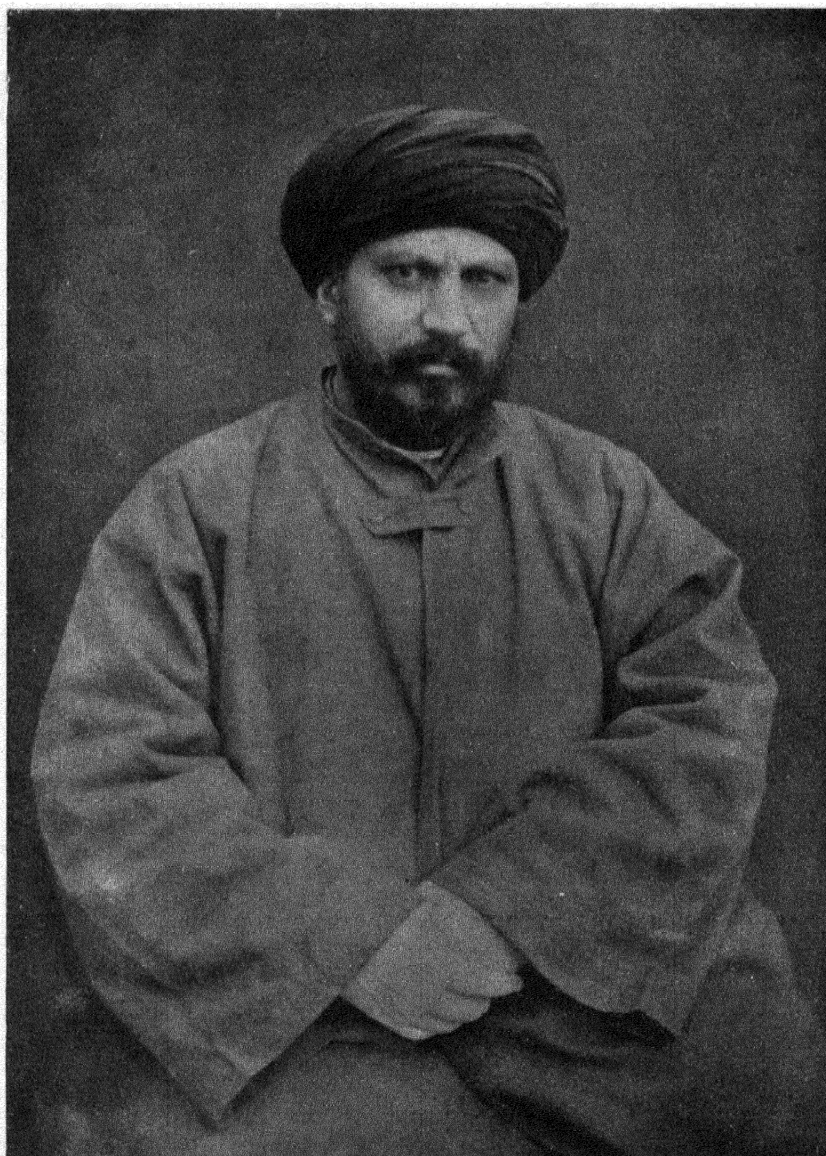
سیاست مدن اُس نے حل کر دئے۔ اس لڑائی نے مثل آئینہ یہ دکھا دیا کہ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ ایک نیم وحشی قوم قلیل عرصہ مین اپنے کو اپنی بیدار مغزی اور کوشش سے اعلے درجہ کی مہذب قوم کیونکر بنا سکتی ہے تو اس کی صحیح معیار اس لڑائی کی تاریخ تھی۔ ہماری قوم اور ملک بلکہ دنیا کے تمام ممالک اور اقوام جو ترقی کرنا چاہتے ہین بغور دیکھین اور فکر کرین کہ خدا ایک ترقی خواہ قوم کو جبکہ وہ کوشش انسانی کے فرائض کامل طور سے ادا کرے کس معراج کمال پر پہنچاتا ہے اور قومی جوش و اتحاد کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ہم مسلمانون کی گزشتہ تاریخ اور پچھلے کارنامے۔ ہمارے رہبرون کے نقش قدم تقلید کے لئے کافی تھے۔ ہمارے یہان جو کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ قایم ہوئی اُس کا مقابلہ آج یورپ کی بہتر سے بہتر کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ نہین کرسکتی۔ جو انسانی آزادی ہمنے سکھائی وہ آج فرنچ ریپبلک کو بھی نصیب نہین۔ یون کہنے کو یورپ کہا کرے کہ مساوات و حریت کا وہ معلم ہے مگر ہم اسکو تسلیم نہین کرسکتے۔ اگر یورپ نے مساوات انسانی کا سربستہ راز سمجھ لیا ہوتا تو آج بادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات مین اتنا فرق نہ ہوتا۔ یورپ کی مساوات تو یہین تک محدود ہے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی لے لی جاے مگر اسلامی مساوات اس سے کہین بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ اسلام تو یہ تلقین کرتا ہے کہ بادشاہون کے سرون کو مرصع تاجون سے مزیّن کرنے کی ضرورت نہین۔ اُن کے نشست

کے لئے طلائی تخت بیکار ہین - خدا کی مخلوق اس لئے نہین خلق ہوئی ہے کہ اپنا خون پسینہ کر کے کسی ایک بندہ خدا کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان قصر بنائے یا اسباب تعیش مہیا کرے - اس سے بڑھ کے مساوات اور کیا ہو سکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج بادشاہ تو ایک طرف اگر کسی کے پاس کچھ سکے جمع ہو جاتے ہین تو اپنے تئین فرعون باسامان سمجھنے لگتا ہے - اسلام کی اگلی سادگی اور عظمت کا پتہ گزشتہ صدی کے بعض افراد مین ملتا ہے اسلام کے روز افزون عروج اور زوال پر جب عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو عقل پر ایک عجیب سکتہ کا عالم طاری ہوتا ہے اور بالآخر فکر انسانی اس نکتہ پر منتہی ہوتی ہے کہ جو اسباب و علل زوال اسلام کے روز اول تھے - وہی سات سو برس کے بعد اور وہی آج بھی عقلاء وقت کے پیش نظر ہین اگرچہ صورت اُن کی تبدیل ہو گئی اور نام مختلف ہو گئے ہین مگر روح معنی ایک ہی ہے مثلاً زمانہ مستعصم آخر خلفاء بنی عباس مین علت زوال سلطنت کیا تھی - وہی افراط عیش پرستی اور بادشاہ و ارکان دولت کی غفلت اسکے ساتھ نفاق اور خود غرضی کی وبار عام - اختلافات باہمی کا زور و شور جو حکام و ارباب اقتدار مین ساری تھا اور سلطنت کے حق مین سم قاتل بن گیا تھا تا اینکہ تاتاری وحشی قوم نے تخت خلافت کو تباہ اور بارگاہ حکومت کو خاک سیاہ کر دیا - وہی اسباب ہمارے زمانہ مین بھی مراکش - ٹرکی اور ایران کی بربادی کا سبب ہوئے - وہی سازشون

کی گرم بازاری اور سلاطین کی غفلت شعاری وہی نفاق وشقاق ارکان دولت کا اپنے مضبوط قدم جمائے ہوئے ہے۔ ملک فروشی مین تو مسلمانون کے مثل کوئی قوم یورپ مین نہین ملسکتی۔ اغراض نفسانی پر ملک اسلام کو نثار کردینا ان کا خاص دین وایمان ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُس زمانہ مین وحشت نے اسلام پر حملہ کیا تھا اور اسکو زیروزبر کردیا۔ ہمارے زمانہ مین تہذیب نے ممالک اسلام کو ساحل فنا پر پہونچایا۔ اُس زمانہ مین ہم مہذب قوم دنیا مین شمار کئے جاتے تھے۔ اب اپنی غفلت وجہالت کی بدولت نیم وحشی کہلاتے ہین۔ مہذب مسیحی قوم نے ایک طرف تو صدہا آلات آتشی انسانی قربانی کے لئے ایجاد کئے دوسری طرف آلۂ ڈپلومیسی کی خوش کن مہذب دباریک رفتار بقیۃ السیف ممالک اسلامی پر قبضہ کرنے مین آتش بار توپون کا کام کررہی ہے۔ اگر توپ وبندوق سے اس مظلوم وبیکس کی جان بچی تو ڈپلومیسی کے نازوکرشمہ نے مارلیا۔ جب حکماے وقت وجان نثاران اسلام نے دیکھا کہ اسلام اب آخری منزل طے کررہا ہے اور قریب ہے کہ تمام روے زمین سے اُس کا جنازہ نکلے اور کوئی اُسپر ماتم کرنیوالا نہ رہے تو اُنھون نے نقد جان ہاتھ مین لیکر قومی وملکی اصلاح پر کمر ہمت چست باندہی۔ پہلا مقابلہ ان بے بضاعت حکماء وعقلاء اسلام کا جنکی پاس نہ مال وزر تھا نہ فوج نہ خزانۂ یارسے نہ مددگار سے حکمرانان ممالک

اسلامی سے ہوا جن کے ظلم وستم وعیش وغفلت وغرور ونخوت سے تمام
رعایا جان بلب تھی۔ آباد ملک ویران ہوتے جاتے تھے۔ رعایا مسیحی
ملکون مین پناہ لیتی تھی۔ مسیحی شکاری جو کئی قرن سے اس دن کے تاک
مین تھے انہون نے اس کمزوری سلطنت اور طوفان بدنظمی سے پورا
فائدہ اٹھایا اور رفتہ رفتہ اس جسم ناتوان سلطنت اسلامی کے اعضا کو کاٹ
کاٹ کر ہضم کرنے لگے۔ فدائیان اسلام بڑی دلیری سے اس مقابلہ مین
ثابت قدم رہے۔ اپنی جان عزیز کو خطرہ مین ڈالا اور ہر قسم کی مصیبت کو جھیلا
اس طبقہ شہداے ملت مین ہم پہلے سہنشاہ اقلیم حریت سید جمال الدین افغانی
کے نام نامی کو اس دیباچہ کا زیور بناتے ہین کیونکہ انہین کے جدوجہد سے
اولاً چراغ آزادی ایران مین روشن ہوا اور دستوری حکومت کی بنا پڑی۔
اصل الاصول انقلاب واصلاح ٹرکی وایران یہی شخص تھا جس کے اثرات
حمیدہ کو بعض ظالم سلاطین یورپ نے بزور شمشیر وقوت ڈپلومیسی پامال کر دیا
غالباً اُن کے حالات زندگی اس تفصیل سے دوسرے مقام پر مجموعاً
نہ ملین گے۔ اگر اس سے ہمت حریت مین مسلمانون کے جنبش نہ ہوئی تو دل چسپی
کا مزہ تو ضرور ہی حاصل کرلین گے۔

یہ سرتاج مشاہیر اسلام انیسوین صدی مین پیدا ہوا۔ اُس نے یہ محسوس
کیا کہ اسلامی سلطنتون کا بقا اُسی وقت تک ممکن ہے جب تک کہ دول



Sayyid Jamálu'd-Dín "al-Afghán"
(died March 9, 1897)

یورپ متحد نہین ہوتین ۔

چنانچہ اُس نے بخیال دور اندیشی اس بات کی سخت کوشش کی کہ مختلف اسلامی سلطنتون مین اتحاد اور ایک جہتی پیدا ہو تا کہ اس سیلاب عظیم کا انسداد ہو سکے جو عنقریب یورپ سے اُٹھنے والا ہے ۔ یہ اسی کی کوششون کا نتیجہ تھا کہ ایرانیون اور ترکون مین اچھے تعلقات پیدا ہوئے اور علماے عراق بھی سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین ماننے لگے ۔ اگر وہ شخص آج زندہ ہوتا تو غالباً اسلامی سلطنتین اس طرح برباد نہ ہوتین اور صلیب ہلال کی جگہ نہ پاتی۔ افسوس ہے کہ باہمی نفاق اور خود غرضیون نے اُسے قبل از وقت طعمہ اجل بنا دیا۔ کسی قوم کا ادبار اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اُس کے بہی خواہ ہون اُنھین زہر دیا جائے یا زندان مصیبت مین طرح طرح کی اذیتون سے ہلاک کئے جائین۔

یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا بڑے بڑے لوگ دنیا مین انقلابات کا باعث ہوتے ہین یا انقلاب عالم ایسے لوگ پیدا کرتا ہے **سید جمال الدین** افغانی جنھون نے مختلف اسلامی گروہون مین اتحاد و اخوت کی روح پہونکی ۱۲۵۴ھ مین بمقام اسد آباد جو مضافات کابل سے ہی پیدا ہوئے ۔ ان کے والد کا نام **سید صفدر** تھا اور وہ مشہور محدث سید علی ترمذی کی اولاد مین تھے ۔ سید صفدر حسینی سید تھے ۔ سید جمال الدین کے زمانۂ طفولیت مین وہ

اسدآباد سے کابل آئے۔ بچپن ہی مین سید جمال الدین نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت کا ثبوت دیا۔ جب وہ آٹھ برس کے ہوئے تو اُن کے والد نے اُنہین خود پڑہانا شروع کیا۔ دس سال مین اُنہون نے کل علوم مین تبحر حاصل کرلیا۔ علاوہ عربی صرف و نحو کے علم تحقیق۔ علم بدیع۔ علم تاریخ۔ فقہ۔ حدیث۔ علم تصوف۔ منطق۔ فلسفہ عملی و علمی علم طبعیات و موجودات عالم۔ علم ریاضی۔ علم ہیئت۔ علم طب۔ اور علم تشریحات وغیرہ ان سب علوم مین پورا عبور حاصل کیا۔

اٹھارہ برس کے سن مین وہ ہندوستان آئے اور یہان ایک سال و چند مہینہ رہکر یورپین سائنس اور اُسکے طرق سیکھ لئے۔ ہندوستان سے وہ بغرض حج مکہ معظمہ گئے اور وہان سے واپسی کے بعد امیر دوست محمد خان کے ملازم ہو گئے۔ جب دوست محمد خان نے سلطان احمد شاہ کے خلاف ہرات پر فوج کشی کی تو یہ اُن کے ساتھ تھے۔ دوست محمد خان نے سنہ ۱۸۶۴ء مین انتقال کیا اور امیر شیر علی اُن کا جانشین ہوا۔ شیر علی نے اپنے وزیر محمد رفیق خان کے مشورہ سے اپنے تینون بہائیون کو جن کے نام محمد اعظم۔ محمد اسلم۔ اور محمد امین تھے قید کرنا چاہا۔ سید جمال الدین محمد اعظم سے بہت مانوس تھے جب ان تینون بہائیون کو شیر علی کا ارادہ معلوم ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے صوبہ کو بھاگ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوئی۔ آخر کار محمد اعظم مع اپنے بھتیجے

بخارا مین پناہ لی۔ سید جمال الدین بوجہ اپنی سیادت اور ذاتی اثر کے شیر علی کے انتقام سے محفوظ رہے۔ لیکن چند روز بعد اُنھون نے وہان سے چلا جانا مناسب خیال کیا اور امیر سے دوبارہ حج کے لئے بیت اللہ جانے کی اجازت چاہی۔ اُنھین اجازت تو دی گئی مگر اس شرط پر کہ وہ ایران ہو کے نہ جائین اسلئے کہ شیر علی کو اندیشہ تھا کہ یہ وہان محمد اعظم سے کچھ سازو باز کرینگے چنانچہ سید جمال الدین ۱۸۶۹ء مین ہندوستان کے راستہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوے۔

جب وہ ہندوستان آئے تو گورمنٹ ہند نے اُن کی بڑی عزت کی مگر اُنھین سربرآوردہ مسلمانون سے ملنے نہ دیا اور اگر وہ ملے بھی تو گورمنٹ ہند نے اپنی پوری نگرانی رکھی۔ وہ یہان ایک ماہ سے زیادہ نہ رہے۔ بعد ازان گورمنٹ ہند نے اُنھین اپنے ایک سرکاری جہاز پر سوار کر کے سوئز پہونچا دیا۔ سوئز سے وہ پہلے دفعہ قاہرہ پہونچے اور وہان چالیس روز رہے۔ اپنے اثنائے قیام مین اُنھون نے وہان کی مشہور یونیورسٹی الازہر کا کئی مرتبہ معائنہ کیا اور وہان کے اساتذہ اور طلبا کے ساتھ بحثین کین اور اپنے قیام گاہ پر کئی لکچر دئے۔ بجاے مکہ معظمہ جانے کے سید جمال الدین نے یہ قصد کیا کہ قسطنطنیہ جائین چنانچہ وہان گئے اور علی پاشا وزیر اعظم اور دوسرے مشاہیر دولت عثمانیہ نے اُن کا بڑا عالیشان استقبال کیا وہان چھ مہینے کے بعد وہ انجمن

دانش کے ایک ممبر مقرر ہوئے اور ماہ رمضان ۱۲۸۷ھ مین تحسین افندی ناظم یونیورسٹی دار الفنون نے اُن کو مدعو کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ طلبا کے سامنے لکچر دین اول اُنہون نے عذر کیا اور یہ کہا کہ ترکی زبان سے وہ زیادہ واقف نہین ہین مگر آخر کار راضی ہو گئے - اُنہون نے اپنا لکچر ترکی زبان مین لکھ کر صفوت پاشا وزیر تعلیمات عامہ اور شیروانی زادہ وزیر پولیس اور منیف پاشا کو دکھایا سب نے اس لکچر کو بہت پسند کیا - بدقسمتی سے شیخ الاسلام حسن فہمی افندی سید صاحب سے بہت رشک و حسد کرنے لگے تھے اور اس کوشش مین تھے کہ کسی طرح اُنکے اثر کو مٹائین چنانچہ ایک بڑے جلسہ عام مین جہان بہت سے لایق ترکی مدبرین نامہ نگاران اخبار اور علما جمع تھے سید صاحب نے لکچر دیا - شیخ الاسلام اس تاک مین تھے کہ کوئی ایسا جملہ سید صاحب کے منہ سے نکلے جس سے وہ اُن کی نسبت کفر و الحاد کا فتوی دیسکین - سید صاحب نے اپنے لکچر مین ملک کو ایک پولٹیکل مجسمہ قرار دیکر اُسے جسم انسانی سے تشبیہ دی اور یہ بیان کیا کہ جس طرح انسان کے تمام اعضا دل و دماغ کے تابع ہین اسی طرح ہر ملک کے پولٹیکل اجزا ایک مرکزی حکومت یا بادشاہت کے زیر اثر ہین - مختلف صنعت و حرفت اور دستکاریان ملک کی جزو لاینفک ہین - مرکزی حکومت یا بادشاہت بمنزلہ دماغ کے ہے دستکار بمنزلہ ہاتھ پاؤن کے - کاشتکار بمنزلہ جگر کے - جہازران بمنزلہ پاؤن کے اور اسی طرح دوسرے اجزا - چنانچہ

انسانی سوسائٹی کا یہ مجسمہ اس طرح پر مرکب ہوا ہے کہ جس طرح جسم بغیر روح کے زندہ نہین رہ سکتا اسی طرح یہ مجسمہ بھی بغیر کسی رہبر کے باقی نہین رہ سکتا۔ اب یہ روح یا رہبر خواہ ملکوتی یعنی نبوی ہو یا فلسفیانہ قوت کا نتیجہ۔ البتہ ان دونون مین فرق یہ ہے کہ اول الذکر من اللہ ہے جو کوشش سے نہین حاصل ہو سکتی بلکہ خدا اپنے بندون مین جسپر مہربان ہوتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور آخر الذکر مطالعہ اور مراقبہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان دونون مین ایک فرق یہ بھی ہے کہ نبی سے کبھی غلطی اور خطا نہین ہوتی مگر فلسفی اکثر بہک جاتا ہے اور غلطی کر بیٹھتا ہے۔

شیخ الاسلام حسن فہمی افندی تو اس تاک ہی مین لگے تھے کہ کوئی گرفت کا موقعہ ملے۔ سید صاحب کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اُنہون نے یہ الزام لگایا کہ یہ نبوت کو صنعت وحرفت سے تشبیہ دیتے ہین اور نبی کو صانع یا دستکار کہتے ہین۔ پھر کیا تھا محراب و ممبر پر دونون طرف سے مباحثے ہونے لگے اور اخبارون مین بھی خوب مضامین چھپے سید صاحب نے اپنے بیان کی تائید مین خوب بحثین کین اور آخرکار دولت عثمانیہ نے بخیال امن اُن سے کہا کہ قسطنطنیہ سے تھوڑے دنون کے واسطے چلے جائین۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۷۱ء مین وہ مصر چلے گئے۔

اول سید جمال الدین کا ارادہ یہ تھا کہ مصر مین صرف چند روز قیام کرین

لیکن جب ریاض پاشا اُن سے ملے تو اُن کی اعلیٰ قابلیت سے بہت متاثر ہوے اور اُنہون نے گورمنٹ مصر سے ایک ہزار پیاسٹر[٥] ماہانہ اُن کے لئے الاونس مقرر کردیا یہ الاونس کسی خاص خدمت کے لئے نہ تھا بلکہ محض اس خیال سے کہ سید صاحب ایک ایسے نامی زبردست عالم تھے کہ اُن کا مثل نہ تھا گورمنٹ مصر نے اُن کی مہمانداری کی - تمام طلباء اور دوسرے لوگ جن کو اُن کی شہرت کی خبر پہونچی سب اُن سے ملنے کے لئے آنا شروع ہوے اور اُنہین ترغیب دی کہ اپنے مکان مین کوئی لکچر دین چنانچہ اُنہون نے ان شائقین کے سامنے بعض اعلیٰ مضامین پر لکچر دیے - الٰہیات - فلسفہ - علم اصول قوانین - علم ہیئت اور تصوف پر بڑی مدلل تقریرین کین -

اب مصر مین روز بروز اُن کا اثر اور اُن کی شہرت بڑھنے لگی اور اب اُنہون نے تعلیم و تدریس بھی شروع کردی اور اپنے شاگردون کو علم ادب اور اظہار مطالب کی طرف بہت توجہ دلائی اور اُنہین آمادہ کیا کہ تمدنی - مذہبی - فلسفہ اور ادب پر مضامین لکھین - اب تک مصر مین نادر دار اہل قلم بہت کم تھے صرف عبداللہ پاشا فکری - خیری پاشا - محمد پاشا مصطفے پاشا دہبی اور چند اصحاب اور مشہور لکھنے والون مین گنے جاتے تھے -

٥ - ٹرکی کا ایک نقری سکہ جو اسپین کے ڈالر کے مساوی قیمت ہے -

مگر سید کی کوششون سے اب سیکڑون زبردست اہل قلم پیدا ہو گئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگ سید کے دشمن ہو گئے اور اُن سے حسد کرنے لگے۔ قدیم وضع کے علماء کو یہ پسند نہ تھا کہ مصر مین فلسفہ کی تعلیم پھیلے اور لارڈ ویویان سفیر کبیر برطانیہ سید کی پولٹیکل مستعدی سے بہت خائف ہوا اور توفیق پاشا سے کہکر جو اُس زمانہ مین خدیو ہوے تھے مصر سے سید اور اُن کے شاگرد رشید ابو تراب کے اخراج کا حکم جاری کرا دیا یہ واقعہ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء مین پیش آیا تب سید نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور یہان آکر حیدر آباد دکن مین سکونت اختیار کی جہان انہون نے منکرین روح کے رد مین فارسی مین ایک رسالہ لکھا جو ۱۸۸۱ء مین طبع ہوا۔

۱۸۸۲ء مین مصری نوجوانن کی تحریک جسکے بانی مبانی سید جمال الدین تھے اور جسکا مقصد تھا کہ خدیو کے اسراف اور اُن کے اختیارات محدود کئے جائین اور مصر مین اغیار کی دست اندازی کا انسداد ہو آخرکار ایک بغاوت کی صورت مین ظاہر ہوئی اور عربی پاشا سرغنا بنے مگر انجام یہ ہوا کہ اسکندریہ پر گولہ باری کی گئی۔ جنگ تل الکبیر واقع ہوئی اور مصر پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ یہ لڑائی شروع ہو گورنمنٹ ہند نے بہ نظر احتیاط سید جمال الدین کو حیدر آباد سے کلکتہ بلا لیا اور وہان اُس وقت تک نظر بند رکھا جب تک کہ لڑائی ختم نہ ہوئی اور مصری فدائیون کو شکست نہ ہوئی اس کے

بعد اُنھین اجازت دی گئی کہ ہندوستان سے چلے جائین۔ وہ یہان سے اول لندن گئے اور صرف چند روز وہان ٹھہر کر پیرس چلے گئے جہان تین سال تک اُن کا قیام رہا۔

پیرس مین اُن کے دوست اور شاگرد رشید شیخ محمد عبدہٗ مصر کے مفتی معزول اُن سے آکے ملے۔ شیخ محمد اس بنا پر اپنے وطن سے نکالے گئے تھے کہ اُنھون نے ۱۸۸۲ء کے قومی ہنگامہ مین شرکت کی تھی۔ ان دونون نے ملکے ایک عربی اخبار العروۃ الوثقیٰ جاری کیا جو ہفتہ مین ایک مرتبہ شایع ہوتا تھا اور اُس مین زیادہ تر پولٹیکل مضامین گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتے تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ اس اخبار سے بہت مخالف ہوئی اُس نے اول ہندوستان مین اُس کے آنے کی ممانعت کی بعد ازان دوسرے ذرایع سے اُس اخبار کو موقوف کرا دیا پیرس مین سید جمال الدین نے فرنچ زبان بھی سیکھ لی اور یورپ کے اخبارون مین اپنے پولٹیکل خیالات پر مضامین لکھنے شروع کئے اور رینان کے ساتھ جو وہان کا ایک مشہور عالم تھا اسلام اور سائنس پر بڑی فلسفیانہ بحثین کین۔ جو پولٹیکل مضامین سید جمال الدین نے انگلستان۔ روس۔ ٹرکی اور مصر پر لکھے وہ انگلستان کے کل اخبارون نے شایع کئے۔ اُس زمانہ کے مشہور انگریز مدبرین سید کے بے انتہا معترف تھے مگر اُنھین ایک بہت خطرناک شخص سمجھتے تھے۔

باوجود اس مخالفت کے وہ ۱۸۸۵ء مین پھر لندن آئے اور لارڈ رنڈالف چرچل
سر ڈرمینڈ ڈلف اور لارڈ سالسبری نے اُن سے ملاقات کی اور مہدی سوڈانی
کے متعلق اُن کے خیالات دریافت کئے اور یہ کوشش کی کہ اُن کے
ذریعہ سے مہدی سے مصالحت کیجائے۔

جب اخبار عروۃ الوثقیٰ کی اشاعت بند ہوگئی تو سید جمال الدین پیرس
سے ماسکو اور سینٹ پیٹرس برگ گئے اور وہان اُن کا بڑا احترام کیا گیا۔ روس
مین سید صاحب چار برس تک رہے اور اس عرصہ مین اُنھون نے مسلمان
رعایاے روس کی ایک بڑی خدمت یہ کی کہ زار کو ترغیب دیکر قرآن مجید اور
دوسری مذہبی کتابون کے طبع کی اجازت دلائی اُس وقت تک روس مین
قران مجید یا کوئی مذہبی کتاب طبع نہ ہوسکتی تھی۔

جس وقت سید صاحب سینٹ پیٹرس برگ مین مقیم تھے شاہ ایران ناصرالدین
شاہ وہان آئے اور سید صاحب سے ملنا چاہا مگر سید نے اس سے انکار کیا بعدازان
کچھ عرصہ بعد بمقام میونچ دونون مین ملاقات ہوئی۔ شاہ نے بہ اصرار سید سے
کہا کہ اُن کے ساتھ ایران چلین وہ اُنھین اپنا وزیراعظم بنائین گے مگر سید نے
اول انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ وہ پیرس کی نمایش جانا چاہتے ہین مگر شاہ کے
متواتر اصرار نے اُنھین راضی کرلیا گو اُن کے دوست شیخ عبدالقادر مغربی نے
اُنھین متنبہ کیا اور یہ کہا کہ شاہ وزیراعظم کس طرح بنا سکتے ہین اس لئے کہ

سید صاحب سنی المذہب ہین - سید نے اس کا جواب دیا کہ یہ محض شاہ کا خیال ہے تاہم وہ شاہ کے ہمراہ ایران گئے اور کچھ عرصہ تک وہان رہے - جب سید نے دیکھا کہ شاہ کا برتاؤ اُن کے ساتھ بدل چلا ہے تو اُنہون نے پھر یورپ واپس جانے کی اجازت چاہی لیکن کج خلقی کے ساتھ اس سے انکار کیا گیا تب سید نے مزار شاہ عبد العظیم مین پناہ لی اور وہان سات ماہ تک رہے اب اُنہون نے شاہ کی نسبت اپنا مخالفانہ خیال صاف ظاہر کردیا اور تقریراً و تحریراً اُسے تخت کا نا اہل ثابت کیا اور یہ رائے دی کہ وہ تخت سے معزول کیا جائے - اُن کے شاگردون اور مریدون کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اُنمین بعض شخصون کے نام قابل ذکر ہین - **شیخ علی قزوینی** - یہ صاحب ایران کے پہلی پارلیمنٹ کے زمانہ مین عدالت قضا کے ممبر مجلس مقرر ہوئے تھے اور باغ شاہ مین قید بھی کئے گئے اور اُن پر شاہ معزول **محمد علی شاہ** نے سخت ظلم کئے -

**میرزا آقا خان** - ایرانی اخبار اختر کے نائب ایڈیٹر تھے جو قسطنطنیہ سے شایع ہوتا تھا - جولائی سنہ ۱۸۹۶ء مین یہ بیچارے بھی شیخ احمد کرمانی کے ساتھ تبریز مین خفیہ طور سے ہلاک کئے گئے - **میرزا رضا کرمانی** - یہ وہ شخص ہے جس نے ۳ مئی سنہ ۱۸۹۶ء ناصر الدین شاہ کو گولی سے ہلاک کیا ۱۲ اگست کو طہران مین اُسے پھانسی دی گئی -

**میرزا محمد علیخان** طہرانی - ان صاحب نے ردّ مذاہب پر ایک کتاب لکھی ہے - سنا جاتا ہے کہ **سید جمال الدین** موید الاسلام اوڈیٹر اخبار حبل المتین کلکتہ بھی سید صاحب کے تلامذہ مین ہین -

آخرکار شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اُنہین ملک سے نکال دینا چاہیئے - مگر دقّت یہ پیش آئی کہ اہنون نے ایسے متبرک اور مقدس مقام مین پناہ لی تھی کہ وہان اُن کو گرفتار کرنا بے ادبی تھا - آخرکار شاہ نے پانچسو سوارون کو یہ حکم دیا کہ اُنہین گرفتار کرکے ترکی سرحد تک پہونچادین - جسوقت یہ سوار گرفتار کرنے آئے بیچارے سید صاحب بوجہ بیماری کے فریش تھے - شاہ کی اس حرکت سے سید کے شاگرد اور مرید بہت ناراض ہوئے چنانچہ یہی ایک خاص سبب تھا جو ۱۸۹۶؁ء مین ناصر الدین شاہ کی قتل کا باعث ہوا -

ایران سے **سید جمال الدین** کا اخراج ۱۸۹۱؁ء کے شروع مین ہوا اسی سال کے موسم خزان مین وہ لندن آئے اور پرنس میلکم خان کے وہان مہمان ہوسے - لندن مین اہنون نے ایران کے مظالم پر کئی اسپیچین دین اور مضامین لکھے -

۱۸۹۲؁ء مین سید پھر قسطنطنیہ گئے اور وہان پانچ برس تک رہے - سلطان **عبد الحمید خان** اُن سے بہت خوش تھے اور اُن سے کہا کہ شاہ ایران کے خلاف قلم روک لین - سفیر ایران تین مرتبہ اس بارے مین

التجا کر چکا ہے اور گو دو مرتبہ اس بارے مین دخل دینے سے انکار کیا گیا مگر جب
تیسری دفعہ سفیر نے مجھ سے کہا کہ تو مین نے اس سے وعدہ کرلیا ہے کہ مین آپ سے
کہونگا کہ اس طرح کے حملون سے باز آئین - سید نے یہ جواب دیا کہ خلیفہ وقت
کے حکم کی تعمیل بسروچشم منظور ہے - مین نے اب شاہ ایران کو معاف کر دیا -
تب سلطان نے کہا کہ غالباً شاہ ایران آپ سے بہت ڈرتے ہین - بعد کے
واقعات نے ثابت کیا کہ شاہ کا خوف بے بنیاد نہ تھا - جب غرہ مئی ۱۸۹۶ء
کو ناصر الدین شاہ میرزا محمد رضا کرمانی کے ہاتھ سے مارا گیا تو
اول بابیون پر اُس قتل کا شبہ ہوا بعد ازان سید جمال الدین اور اُن کے بعض
شاگرد میرزا آقا خان - شیخ احمد کرمانی - حاجی میرزا حسن خان خبیر الملک کی نسبت
اس جرم کا گمان ہوا چنانچہ دولت عثمانیہ سے کہا گیا کہ یہ چارون اشخاص گورنمنٹ
ایران کے حوالہ کر دے جائین - آخر الذکر تین شخص ایرانی عہدہ دارون کے
حوالہ کر دے گئے اور وہ تینون بیچارے تبریز مین خفیہ طور سے مار ڈالے گئے
مگر سلطان نے سید جمال الدین کو دینے سے انکار کیا -

۱۸۹۶ء کے آخر مین سید جمال الدین کے جبڑے مین ایک سرطان نکلا جس کا
زہر اُن کی گردن تک پہونچ گیا اور آخر کار نوین مارچ ۱۸۹۷ء کو ان کی ہلاکت کا
باعث ہوا - بڑی شان و شوکت کے ساتھ اُن کی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبرستان
مشائخ مین دفن ہوئے - بعض ایرانیون کا یہ دعویٰ ہے گو ترک اس سے انکار

کرتے ہین کہ سید کو زہر دیا گیا اور زہر اس طرح پر دیا گیا کہ سلطان کے ایک مصاحب
ڈاکٹر ابوالہدی نے اُن کے ہونٹ مین نشتر دیا تھا اور اس نشتر کے ذریعہ سے
زہر پہونچایا گیا جو بظاہر ایک سرطان کی صورت مین نمودار ہوا۔
سلطان عبد الحمید خان سی چالاک اور شخصی حکومت کے
دلدادہ شخص سے اس فعل کا سرزد ہونا کوئی تعجب نہین ہے۔ زمانہ قیام قسطنطنیہ
مین سید ایک قسم کی حراست اور قید محض مین بسر کرتے تھے اُن کو کہین
باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور نہ اُن کا قلم آزادی کی صورت دیکھ سکتا تھا
مگر آسائش و آرام کا جملہ سامان اُن کے لئے اس احاطہ مین حاضر تھا یہی وجہ
تھی کہ طول قیام قسطنطنیہ مین کوئی مضمون کوئی رسالہ اُن کا اسلامی دنیا کی
بیداری مین نہ نکل سکا۔ سلطان عبد الحمید خان کا جابرانہ حکم
سلب آزادی زبان و قلم مین ایسا نہ تھا کہ کوئی اُس کی مخالفت مین دم مار سکتا
اور جن لوگون نے ایسی بہادری کی وہ صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے سید اگر
ایسا کرتے تو جائے پناہ کہان تھی ایران کا حال تو ظاہر تھا سلطان اس سے
زیادہ شخصی حکومت مین منہمک تھے کابل مین بھی شخصی حکومت کا دور دورہ تھا
پھر سوائے آزاد یورپ کے جائے پناہ کہان تھی وہان بھی پولٹیکل چالون
نے اُن کو قرار نہ لینے دیا اور وہان سے بھی نکلنا پڑا اُن کا رسالہ ممنوع الاشاعت
ہوا بالآخر ایسا شخص گوشہ تنہائی کو غنیمت نہ سمجھے تو کیا کرے لیکن

افسوس کہ گوشۂ تنہائی مین بھی شخصی حکومت کے جادو نے اُنکو چین نہ لینے
دیا اور بالآخر ان کی جان شیرین تلف ہوئی مگر حق یہ ہے کہ اُن کا نام نامی
ممالک اسلامی مین اب تک زندہ ہے۔ اور جب تک ایک شخص بھی
دستوری حکومت کا دم بھرتا رہے گا۔ سید کا کلمہ پڑھتا رہے گا۔

چنانچہ اس عجیب و غریب شخص سید جمال الدین کا یہ مختصر حال ہے جو
ناظرین سے عرض کیا گیا۔ بیس سال مین اس شخص نے اسلامی دنیا مین ایک
عجیب انقلاب پیدا کر دیا۔ اگر اُن کے پورے حالات لکھے جائین۔ تو
ایک بڑی ضخیم کتاب ہو جائے اب تک ٹرکی۔ مصر اور ایران مین اُن کا اثر
موجود ہے مین نے جو واقعات بالاختصار بیان کئے ہین اُن سے اس
شخص کی اصلی قدر و قیمت نہین ظاہر ہوتی۔ اسلامی دنیا مین اس صدی
مین ایسا فصیح البیان نہین پیدا ہوا۔ سید کی روزانہ زندگی بالکل سادہ
تھی۔ شب و روز مین صرف ایک دفعہ غذا کھاتے تھے اور وہ بھی بہت کم
البتہ چائے کے بہت شایق تھے۔ شب مین بہت کم سوتے تھے اور بہت
سویرے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ جو کوئی اُن سے ملنے آتا تھا امیر ہو یا غریب
سب سے ایک طرح پر نہایت خلق و مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے بڑے
لوگون سے بہت کم ملنے جاتے تھے دنیا کی چیزونکو حقارت کی نظر سے
دیکھتے تھے دلیری اور صاف باطنی صورت سے ٹپکتی تھی امرا یا بادشاہون

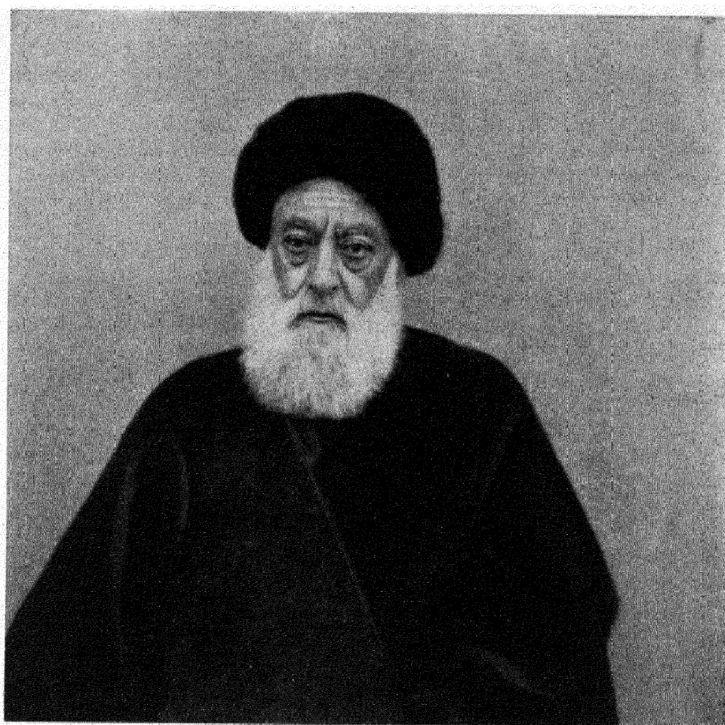
کے ساتھ نہایت جرأت و خودداری سے ملتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے
جب وہ مصر سے نکالے گئے اور سویز پہونچے تو اُن کے پاس ایک پیسہ
بھی نہ تھا جہاز پر سفیر ایران اور بعض ایرانی تاجر ہم سفر تھے اُن سب نے
ملکر اُنھیں بہت سا روپیہ دینا چاہا مگر اُنھوں نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ
اس روپیہ کو آپ لوگ اپنے پاس رہنے دیجئے آپ کے کام آئیگا مجھے
اسکی ضرورت نہیں - خدا کا شیر جہاں جاتا ہے اللہ اُسے کھانے کو دیدیتا ہے
اُن کی ذہانت - ذکاوت مشہور عالم تھی - اُن میں ایک مقناطیسی کشش تھی
جو لوگوں کو ان کی طرف مائل کردیتی تھی اُن کا علم اور تبحّر نہایت وسیع تھا
بالخصوص قدیم فلسفہ - فلسفۂ تاریخ - تاریخ تمدن اسلام اور کل اسلامی علوم پر
عبور تھا - قریب قریب دنیا کی اکثر زبانیں جانتے تھے - کتب بینی کا اس درجہ شوق
تھا کہ کسی وقت اُن کا ہاتھ کتاب سے خالی نہ رہتا تھا - اُنھوں نے کبھی
شادی نہیں کی اور حُسن و عشق نسوانی کی طرف سے بالکل بے پرواہ تھے -
اُنھوں نے اپنی زندگی کا اصل مقصد یہ قرار دیا تھا کہ اسلام کے بکھرے ہوئے
شیرازے کو مضبوط کردیں اور دنیا کی کل اسلامی سلطنتوں کو ایک خلیفہ وقت
کے زیر اثر لے آئیں چنانچہ اسی لئے اُنھوں نے اپنی ساری عمر اس کوشش
میں صرف کردی - کل دنیوی لذات چھوڑ دے نہ شادی کی اور نہ کسب معاش
کے لئے کوئی پیشہ اختیار کیا - افسوس یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے خیالات

اور ارادون کی کوئی تاریخ نہ چھوڑی - اُن کی تصانیف مین صرف چند رسالہ
یا بعض خطوط ہین جن کا ذکر آچکا ہے - مگر اُنہون نے اپنے احباب اور مریدون
کے دلون مین ایک ایسی روح پھونکی جس نے مشرق کی اصلاح کیلئے
اُنہین کمربستہ کردیا -

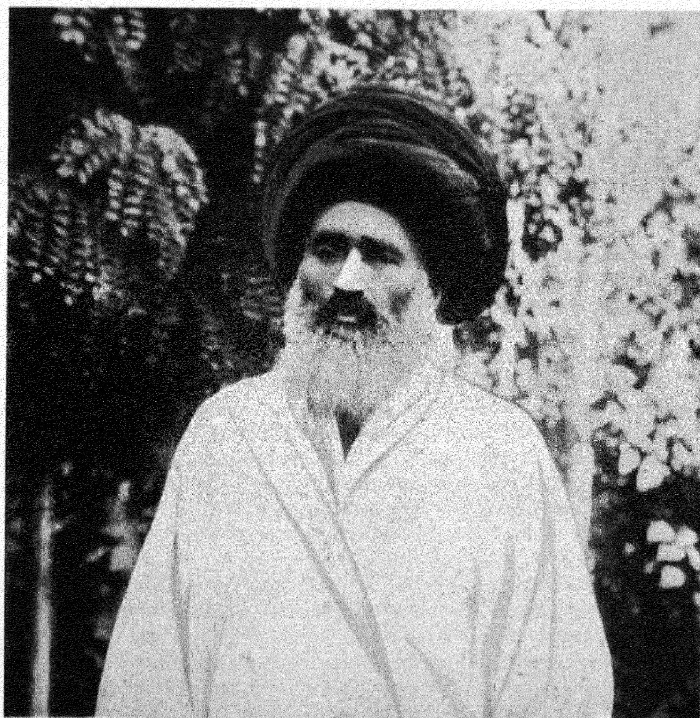
سید محمد رشید اڈیٹر المنار نے تین مشہور خط چھاپے ہین - جو
سید جمال الدین نے لکھے تھے ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ سید کے
زور قلم نے ایران مین کیا کر دکھایا - پہلا خط حاجی میرزا حسن شیرازی
مجتہد سامرہ کے نام ہے - اس خط نے اپنا یہ اثر دکھایا کہ مجتہد صاحب نے
فی الفور تمباکو کا اجارہ جو ناصر الدین شاہ نے ایک انگریزی کمپنی کو دیدیا
تھا منسوخ کرایا - اور ایران کو تباہی کے پنجہ سے بچایا - باقی دو خط گویا دو مضمون
ہین جو ماہ فروری یا مارچ ۱۸۹۲ء مین ایک عربی رسالہ (ضیاء الخافقین)
مین شائع ہوئے ان دونون مضامین مین ایران کی حالت کا ذکر ہے جو اُس
وقت تھی وہ لکھتے ہین کہ ایران مین سرکاری عہدہ دارون کی لوٹ - بد امنی
اور ظلم کی یہ نوبت پہونچی ہے کہ ہزارہا ایرانی اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہکے
ترکی اور روسی ملک مین بھاگ آئے ہین اور سڑکون پر مارے مارے پھرتے
ہین اکثرون نے مزدوری اختیار کرلی ہے - بعض خاکروب بن گئے ہین -
اور بعض بہشتی ہوگئے ہین اُن کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے - خدا وہ دن جلد لائے

کہ ایران ان بے رحم ظالمون کے پنجہ سے نجات پائے۔

سید جمال الدین کو اسلام کے ساتھ ایک حقیقی عشق تھا اور اُس کی بربادی پر اُن کا دل خون روتا تھا۔ ساری اسلامی دنیا مین اُن کا رعب اور اثر ایسا پھیلا ہوا تھا کہ شاہان وقت کانپتے تھے۔ مصر مین جو قومی بیداری شروع ہوگئی اُسکے بانی یہی تھے اور ایران مین جو دستوری حکومت کی بنا پڑی اُسکی اصل باعث یہی ہوئے اُنہون نے کل خود مختار اسلامی سلطنتون کو یورپین دول کی پیش قدمی اور ملک گیری کے خطرے سے متنبہ کیا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ سید جمال الدین اتحاد اسلام کی تحریک کے بانی تھے۔ اس مین شک نہین کہ اگر اسلامی بادشاہون مین اتنی عقل اور سمجھ ہوتی اور اُن کے خیالات کے مطابق چلتے تو وہ اسلامی دنیا مین بہت کچھ کر گزرتے۔ ایران مین جتنے دن وہ رہے اُنہون نے دیکھا کہ ناصر الدین شاہ ایک خود غرض اور ظالم حکمران ہے اُسے بجز اپنے ذاتی تعیش کے اور کسی بات کی پرواہ نہین۔ سید جمال الدین کو اس سے بہت مایوسی ہوئی۔ اُنہین سلطان روم سے بڑے بڑے توقعات تھے چنانچہ جب وہ قسطنطنیہ پہونچے تو اُنہون نے اسبات کی کوشش کی کہ ترکی سنیون اور ایرانی شیعون مین اتحاد ہوجاے ایرانی سلطان کو خلیفہ سمجھنے لگین اور ترک شاہ ایران کو شیعون کا بادشاہ تسلیم کرین اور ان دونون فریق اسلام مین بعض رسم ورواج کی وجہ سے جو خصو



The Mujtahid Sayyid Muḥammad-i-Ṭabáṭabá'í



The Mujtahid Sayyid 'Abdu'lláh-i-Bahbahání

TWO OF THE CHIEF ECCLESIASTICAL SUPPORTERS OF THE CONSTITUTION

پیدا ہوگئی ہے دفع ہو جائے۔ سید جمال الدین کو معلوم ہوگیا تھا کہ یہ دونون سلطنتین معرض خطر مین ہین اور جب تک ان دونون مین اتحاد نہ ہوگا ان دونون کا بچنا محال ہے۔ بعض بڑے بڑے مجتہدین اور علمار بھی سید جمال الدین کے ہم خیال ہوگئے چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب ایران مین دستوری حکومت کے لئے انقلاب ہوا تو مجتہدین نے دستوری حکومت کا ساتھ دیا۔ سلطان **عبد الحمید خان** جن کے سامنے ماہ جولائی ۱۹۰۸ء تک کسی کی مجال نہ تھی کہ دستوری حکومت کا لفظ زبان سے نکالے انہون نے جب یہ سنا کہ ایران مین دستوری حکومت قائم ہوئی ہے تو ایرانیون سے اپنے تعلقات قطع کر لئے۔ بلکہ اپنی فوج کو ایران کے شمالی و مغربی سرحد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور جو ظلم و ستم بے دست و پا غریب بے گناہ ایرانیون پر ڈہائے گئے اُس زمانہ کے انگریزی و فارسی اخبارات شاہد ہین افسوس ہے کہ آج سید جمال الدین زندہ نہین ورنہ ٹرکی مین اپنے خیالات کو عمل کی صورت مین آیا ہوا دیکھتے اور خوش ہوتے۔

ایران کو ہضم کرنے کے لئے روس نے جو بہانے ڈہونڈے ہین اُسکی مثال اس سے بڑھ کر نہین ہوسکتی کہ کسی کے پاس ایک نہایت خوبصورت باغ ہو جس مین انواع و اقسام کے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہون اور کوئی دوسرا مطلب پرست شخص آئے اور یہ کہے کہ ان پہولون کو اکھاڑ کر پھینکدو اور انکی جگہ باغ مین آلو یا کوئی ایسی چیز لگاؤ جس سے آمدنی بڑھے۔ اہل یورپ یہ کہتے

ہین کہ ایران ایک ایسا ملک ہے جو ترقی کے میدان سے بہت پیچھے ہٹا
ہوا ہے اور جب تک یہ ملک ایرانیون کے ہاتھ مین رہیگا ترقی نہ کر سکیگا۔
یا اگر کچھ ترقی کرے گا بھی تو بہت آہستہ پس بہتر یہ ہے کہ کوئی یورپین سلطنت
انگلستان یا روس ایران مین دخل دیکے ترقی دے خواہ ایرانی اسے پسند
کرین یا نہ کرین۔ اس کے جواب مین وہی باغ والی مثال پیش ہوسکتی ہے
ایران مین مادی ترقی کیسی ہی کیون نہ ہو ریلین بنین کانین کھود دی جائین تمام
ملک مین گیس کی روشنی ہو حفظان صحت کے اصول برتے جائین مگر ایران
جانے سے دنیا کو جو معنوی اور دماغی نقصان پہونچیگا اسکی تلافی ممکن نہین۔
اگر یورپین سلطنتون کا ایران پر زیادہ عرصہ تک قبضہ رہا تو اس کا نتیجہ یہی
ہونا ہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کمزور اقوام کے ملک پر بڑی یورپین
سلطنتون کا ہنگامی قبضہ محض لفظاً ہوتا ہے دراصل وہ مالک الملک بنجاتے
ہین۔ اب بحث یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کی قدر و منزلت کرنا چاہیے
یا نہین۔ گو اس زمانہ مین اس خیال کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ہین کہ چھوٹی
سلطنتون کا وجود ہی بیکار ہے لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ بعض چھوٹی سلطنتین
جیسے یونان جو یورپ مین واقع ہے اُسے قائم رکھنا ضرور ہے اس لیئے
کہ اُس نے ایک زمانہ مین بنی نوع انسان کے لیئے اتنی معنوی علمی اور صنعتی
دولت مہیا کی ہے کہ آج دنیا اُس کی شرمندۂ احسان ہے۔ ایسی سلطنت کو

مٹانا ایک مصیبت عظیم ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے یونان کی سلطنت اپنے گزشتہ کارناموں کی بدولت اب تک بچی ہوئی ہے۔ ایران بھی مثل یونان کے اس طرح کی عنایت کا مستحق ہے۔ قدیم سلطنتیں جن کے نام ہم کو یاد ہیں اب اُن میں صرف ایک ایران ہی چھوٹی سی خودمختار سلطنت باقی رہ گئی ہے ایک زمانہ میں اس کے حدود ربع مسکون کو گھیرے ہوئے تھے۔ بافستنہ کے پہاڑوں میں دارا نے یہ حدود کندہ کروے تھے وہ اب تک پڑھے جاتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے صوبے ایران کے زیرنگیں اور باج گزار تھے۔ ایران میں ایک جنس کے لوگ آباد ہیں گو اُنھوں نے بہت سے انقلابات دیکھے مگر اب تک اُن میں وہ قدیم مشابہت باقی ہے ایران پر بڑی بڑی فوج کشیاں ہوئیں۔ یونانیوں۔ کوہستانیوں۔ عربوں۔ منگولیوں۔ تاتاریوں۔ ترکوں اور افغانوں نے پے درپے حملے کئے اور سارے ملک کو تاخت وتاراج کردیا مگر اہل ایران پھر لوٹ پوٹ کے ایک قوم بنگئے اور اُن میں وہی پرانے خصائص موجود تھے۔

ایران نے دنیا کی تاریخ میں جو پولیٹیکل رتبہ پایا ہے اُس کا ذکر یہاں ضرور نہیں۔ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اُس نے اہل عالم پہ اپنا معنوی اثر کیسا ڈالا اگر مذہبی طبقہ کو لیجیے تو ایک زردشت ہی ایسا پیدا ہوا جسکے اصول یہود ونصاریٰ کے لئے چراغ ہدایت بنے۔ مانی گو ایرانی الاصل

نہ تھا صرف ایران کی رعایا تھا مگر اس نے ایران کو ایسے عجیب و غریب مذہب کا مرکز قرار دیا جو کئی صدی تک اسلام اور عیسائیت دونون پر ایک حیرت انگیز اثر ڈالتا رہا۔ اُس کے حالات ابھی حال مین چینی ترکستان کے دبتے ہوئے شہرون کے کھدنے سے ظاہر ہوئے ہین جہان سے علم ادب کا ایک حیرت انگیز خزانہ برآمد ہوا ہے۔ **مصدق** پہلا فلسفی حکیم یہین پیدا ہوا۔ **بابک** المعروف بہ الخرمی جس نے برسون خلفاے عباسیہ کی فوجون کا مقابلہ کیا اسی ایران کی خاک سے تھا۔ **المقنع** خراسان کا نقاب پوش جس نے پیغمبری کا دعوے کیا تھا یہین سے نکلا۔ ابن مقنع کا ایک رسالہ ادب مین مصر سے چھپ کر شایع ہوا ہے جو اُس کی قدیم عربیۃ و ادبیۃ کا ایک مختصر نمونہ ہے یہ شخص ادب مین یکتاے زمانہ تھا۔ المختصر اور صدہا ایسے خاک ایران نے پیدا کئے جن کا بے نظیر کمال اس بات کا شاہد ہے کہ ایران عجیب مردم خیز ملک ہے۔ اسلام جتنا احسان مند ایران کا ہے شاید ہی کسی اور قوم یا ملک کا ہو۔ حکماے فارس قبل و بعد اسلام اس بات کا ثبوت دے رہے ہین کہ اہل ایران علم موجودات عالم پر کیسے حاوی تھے۔ تمام اسلامی دنیا کی سیر کیجیے کوئی جگہ یا کوئی کونہ ایسا نہ ملے گا جہان ایران کی تاریخ کا کچھ نہ کچھ لگاؤ نہ ہو اگر ٹیونس مین جاسے جواب المہدیہ کے وقت کا ایک چھوٹا سا تباہ و برباد بندرگاہ باقی رہ گیا ہے تو ہمین عبداللہ ابن میمون کا واقعہ یاد آتا ہے اگر

قاہرہ مین جائیے تو ایک ہزار برس کی پرانی یونیورسٹی الازہر اُس خواب کا پورا ہونا یاد دلاتی ہے جو عبداللہ ابن میمون نے دیکھا تھا۔ شام مین جائے تو پیر جبل لبنان) کا قدیم قلعہ نظر آتا ہے جسکے کچھ پیرواب بھی باقی رہگئے ہین۔ ٹرکی مین آئے اور پھر وہان سے مشرق کی طرف سے ہندوستان اور ترکستان جائیے غرضکہ ہر جگہ ایرانی اثرات کے آثار ملین گے۔ بلکہ ٹرکی اور ہندوستان کے مسلمانون کی زبان اور خیالات تو بالکل ایران سے بسے ہوئے ہین۔ ایران کی صنائع کا کیا ذکر ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدیدست صنادید عجم را

ان کا علم ادب توصیف کا محتاج نہین جن لوگون نے وہان کے عمدہ قالین کاشی کا کام اور گلی ظروف دیکھے ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ اُن کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اب رہا علم ادب گو بہت کم اہل یورپ نے اس وسیع میدان کو طے کیا ہے تاہم فردوسی۔ سعدی۔ حافظ اور عمر خیام کے نام سے ہر ملک کے اہل علم واقف ہین اور دنیا کے بڑے نامی شعرا مین اُن کا شمار ہے محض فارسی علم ادب ہی ایران کا منت کش نہین بلکہ عربی علم ادب بھی بڑی حد تک ایران کا احسان مند ہے۔ امام ادب جاراللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف اور مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس کو اگر ہم صرف اس میدان مین لائین تو ہم ان کو فخر عرب و آفتاب ادب کہنے مین تامل نہین کر سکتے۔ چہ جائیکہ ایرانی

ادبار متقدمین و متاخرین کی تعداد کا اب تک احصا رنہین ہوا ہے امام نحو سیبویہ کیا اصلاً ایرانی نہ تھا۔ ایرانیون نے جو تصانیف عربی مین لکھی ہین اگر وہ خارج کردی جائین تو عربی زبان خود اپنے ادب سے بھی محروم تہی رہجاتی ہے اگر یہ تسلیم کرلیا جاے کہ موجودہ سائنس پر ایران کا بہت کم احسان ہے تب بھی محض بوعلی سینا کا نام ہمین یاد دلانے کے لیئے کافی ہے کہ قرون وسطی مین یورپ اور ایشیا پر ایران نے کیسا احسان کیا۔ اس وقت فلسفہ اور علم طب مین بوعلی سینا ہی نے یورپ اور ایشیا کو تعلیم دی۔ بقصہ مختصر کل علوم مین ایرانیون کا کمال اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آن حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ ارشاد فرمایا:۔

لوکان العلم علی الثریا لناله رجال من الفرس

(اگر ثریا مین بھی علم ہو تو ایرانی وہان بھی جا کے حاصل کرین گے)

خیر یہان تک تو ایرانیون کی دماغی اور صنعتی خوبیون کا ذکر ہوا۔ اب اُنکے دوسرے اوصاف دیکھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق رائین مختلف ہین جن لوگون کو اہل ایران سے سابقہ پڑا ہے وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ ایرانی نہایت ظریف طبع۔ خوش خلق۔ شیرین زبان۔ مہمان نواز اور باوقار۔ لوگ ہین۔ گو اُن پر یورپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ جھوٹے۔ دغاباز۔ بزدل۔ ظالم۔ خوشامدی۔ متلون۔ مرتشی۔ راشی۔ بداخلاق اور بے اصول

اشخاص ہین - اس مین شک نہین کہ وہان کے اہل دربار مین اکثر اس طرح کے عیوب ہین اور چونکہ اہل یورپ کو زیادہ تر انہین لوگون سے ملنے کا سابقہ ہوا ہے اسلئے انہون نے کل ایرانیون کی نسبت یہ غلط راے قائم کرلی ہے - چند اہل یورپ جو کل طبقہ کے لوگون سے ملے ہین بالخصوص طبقہ اوسط کے لوگون سے وہ غالباً اس بات کو تسلیم کرین گے کہ یہ برائیان عام نہین ہین اور جہان کہین ہین محض خراب اور ظالم گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہین - دستوری حکومت انہین باتون کی اصلاح کے لئے قائم ہوئی تھی اب رہا معمولی جھوٹ جسے "دروغ ابیض" کہتے ہین جس سے کسی کو نقصان نہین پہونچتا وہ ایرانیون ہی تک محدود نہین ہے بلکہ ہر قوم مین ہے - کیا اہل یورپ اگر کوئی اُن سے ملنے جاے یہ نہین کہتے کہ گھر مین نہین ہین حالانکہ گھر مین موجود ہوتے ہین یا کہین سے دعوت آئے تو جھوٹی معذرت کے ساتھ ٹال نہین دیتے ایرانیون کے نسبت کبھی بزدلی کا الزام نہین لگایا جاسکتا ان کے مخالفین تک نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایرانیون مین جرارت کی کمی نہین ہے - **مسٹر واٹسن** مصنف تاریخ ایران اپنے کتاب کے صفحہ (۱۰) مین لکھتے ہین کہ ایرانی ایسے نڈر سوار ہین کہ بہت ہی خطرناک راہون اور پہاڑون کے دشوار گزار راستون پر گھوڑون کو ایسا سرپٹ لیجاتے ہین کہ کوئی دوسرا نہین جاسکتا - خوف کا تو وہ نام ہی نہین جانتے اگر کسی موقع پر اُن کی جرارت

سے کمی کی ہے تو اس کے دوسرے اخلاقی اسباب تھے۔ پھر صفحہ ۴۲ مین وہ لکھتے ہین کہ ایرانی سپاہی نہایت مضبوط متحمل اور جفاکش ہوتے ہین اُنھین زیادہ سازوسامان کی ضرورت نہین اور کئی دن تک متواتر روزانہ تیس تیس میل کوچ کر سکتے ہین اور محض روٹی اور پیاز پر بسر کر سکتے ہین۔ پھر ایک جگہ اپنی کتاب کے صفحہ (۲۰۰) مین لکھتے ہین کہ دنیا مین کوئی فوج اتنی محبت اور جفاکشی نہین اُٹھا سکتی جتنا کہ ایران کے بہادر سپاہی۔ پھر صفحہ (۲۱۸) مین جہان انھون نے گنجہ کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو ۱۸۲۶ء مین واقع ہوئی تھی اور جس لڑائی مین ایرانیون نے روسیون کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ وہ لکھتے ہین کہ کیا شاہ کو اس بات کا یقین ہو گیا یا نہین کہ اُن کی جفاکش اور مطیع رعایا مین ایک ایسی فوج تیار ہونے کا مواد موجود ہے جو اُن کے ملک کو ہر حملہ آور کے مقابلہ مین آسانی بچا سکے گی بشرطیکہ وہ فوج باقاعدہ قواعددان ہو۔ گنجہ کی شکست سے جو نقصان ہوا اُس کی کوئی حقیقت نہ تھی اگر شاہ اُس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتی

پھر صفحہ (۳۲۸) مین وہ لکھتے ہین کہ بجز ایرانی فوج کے دنیا مین اور کوئی فوج اسطرحکا ڈبل کوچ نہین کر سکتی۔ اس فوج نے ۱۸۳۵ء مین اسی میل کی مسافت تیس گھنٹہ مین طے کی۔ پھر صفحہ (۳۸۰) مین لکھتے ہین کہ دنیا کی کوئی فوج جفاکشی اور تحمل مین ایرانی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی اور یہ لکھتے ہین کہ اگر امیر نظام میرزا تقی خان کی وزارت کچھ دنون اور قایم رہتی تو شاہ ایران کے پاس ایک لاکھ

سپاہیون کی باقاعدہ قواعددان اور مسلح فوج تیار ہوئی۔ پھر صفحہ (۱۴۵) مین جنگ محمرہ کا ذکر کیا ہے جو ۲۶ مارچ ۱۸۵۷ء مین واقع ہوئی تھی اس لڑائی مین ایرانیون نے انگریزون سے شکست کھائی وہ لکھتے ہین کہ ایرانی توپخانہ اور ایرانی فوج جو توپ خانہ پر تعینات تھی اس نے بڑی بہادری دکھائی اور اپنی توپونکو بہت اچھی طرح سے کام مین لائے اور غنیم کی گولہ باری کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ایرانیون کی یہ جرارت اور دلیری محض فوجی سپاہیون تک محدود نہین ہے بلکہ عموماً جب ایرانیون کو کسی بات پر جوش آتا ہے تو اعلےٰ ترین بہادری اُن سے ظاہر ہوتی ہے۔ دستوری حکومت کے عظیم فتنہ مین جو محمد علی شاہ معزول کے ظالم ہاتھون سے واقع ہوا اور جس نے ایران فروشی و روس پرستی و اسلام کشی و کفر و الحاد مین صفحہ تاریخ پر اپنا نظیر ہی نہین چھوڑا ایران کے مجتہدین و علماء و اخبار نویسون نے جس جرءت و بہادری سے پروانہ دار اپنی روحون کو فدائے آزادی ملکی کیا وہ ہمیشہ طلائی حروف سے صحیفۂ عالم پر ثبت رہیگا یا اس کے بعد ثقۃ اسلام وغیرہ کا واقعہ شہادت جو بروز عاشورا بحکم روس پھانسی پر چڑہائے گئے اور جن کی ماتم خیز فوٹو یورپ اور ہندوستان مین شایع ہوئے استقلال و خودداری و حب وطن و حریت پرستی کی جیتی جاگتی تصویرین ہین۔ انہون نے کم از کم دنیا کو یہ ضرور دکھا دیا کہ ایرانی

موت یا تکلیف سے نہین ڈرتے بلکہ بہت خوشی اور اطمینان کے ساتھہ موت کا سامنا کرتے ہین۔

گوبی نو۔ کاظم بیگ اور رینان یا اور جس کسی نے ایران کے حالات پڑھے ہین وہ سب ایرانیون کی دلیری کے قائل ہین۔ اگر ہم مردون سے قطع نظر کرکے صرف ایک عورت حوروش قرۃ العین پر اس کے کفر و اسلام سے الگ ہوکر نظر کرین جیسے طرح طرح کے مصائب گزرے مگر کبھی اس نے منہ سے اُف نہ نکالی تو حیرت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور صدہا ہین جنہون نے اسی طرح اپنی جان دی۔ یزد کے ایک پادری صاحب نے ایرانیون کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ بڑے ثابت قدم اور وفادار ہین۔ ایرانیون مین جنگی قابلیت بھی ضرور ہے اگر کوئی اچھا رہنما پیدا ہوجائے تو ایک اعلیٰ درجہ کی فوج تیار ہوسکتی ہے۔ اکثر اہل یورپ جو ایران مین رہ چکے ہین اُن کی سمجھہ مین نہین آتا کہ ایرانیون کے ساتھہ اُنہین کیسے اُنس ہوگیا۔ گو اُن مین بعض باتین قابل افسوس ہین مگر اکثر اوصاف قابل تعریف ہین۔ جو لوگ ایسے مخیر نیک نفس متواضع اور خوش خلق ہون یہ ممکن نہین کہ اُن کے ساتھہ ارتباط مین محبت نہ پیدا ہوجائے جو حضرات ایرانیون کی تحقیر کرتے ہین وہ عموماً طبقہ حکام سے ہین جن کی آنکھون پر سیاسی اغراض کے پردے پڑے ہین یا دنیا کے وہ سیاح جو مرغات آبی کی طرح خلیج فارس سے بحر کسپین تک گذر جاتے ہین

اور اثناء راہ مین یورپین باشندون سے جو کچھ اُنھون نے سُن لیا بس اُسی پر عوام کی دلچسپی کے لئے کوئی کتاب لکھہ مارتے ہین - یا وہ لوگ ایرانیون کو بُرا بھلا کہتے ہین جنھین ایران مین اجارے ملنے سے مایوسی ہوئی ہے - بخلاف اسکے جن اہل یورپ کو ایرانیون کی ساتھہ کارلہے تعلقات کا موقع ملا ہے اور اُن کی زبان سے واقف ہین جیسے کہ مسٹر بنیسپر میلکم وغیرہ اُن کی یہ راے ہے کہ ایرانیون مین بہت قابل تعریف اوصاف ہین اور یہ لوگ محبت کرنے کے قابل ہین پروفیسر براؤن تو یہ لکھتے ہین کہ اُنھین ایرانیون کے ساتھہ ایک خاص محبت ہے اور اُن کی راے مین ایرانیون سے بہتر دلچسپ اور وفادار دوست نہین مل سکتا -

ایرانی بالطبع اپنے بادشاہ کے بڑے مطیع اور وفادار ہین بلکہ اُن کو شاہ پرست کہنا چاہیئے اور اگر شاہان قاچار اُن کے ساتھہ ذرا نرمی - انصاف اور دور اندیشی سے کام لیتے تو وہ کبھی دستوری حکومت کے طالب نہ ہوتے اگر ایران مین شاہ اسمٰعیل - شاہ عباس - یا کریم خان سا بادشاہ ہوتا تو وہ کبھی بلوہ نہ کرتے - جب انھین یقین ہوگیا کہ ہر جگہ اُن کا ملک نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اُن کے حقوق دو دو پیسے پر فروخت ہو رہے ہین اور اُن کا مذہب اور اُن کی خود مختاری بہ حیثیت قوم معرض خطر مین ہے تب انھون نے انتظام ملک مین حصہ لینا چاہا - یورپین نامہ نگاران اخبار

ایران کی پارلیمنٹ پر جیسا چاہین مضحکہ اُڑائیین مگر اس مین کوئی شک نہین
کہ ایران کی مجلس شوریٰ بہت معزز مستقل اور قابل قدر جماعت تھی اس نے
کوئی دقیقہ ایران کے بچانیکا اُٹھا نہ رکھا۔ ایک ہندی مثل ہے جس کی
تیغ اُسکی دیگ۔ گو بانیان ہیگ کانفرنس یا مدعیان صلح خلائق عامہ لاکھ
انکار کرین مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ سب کا طرز عمل اسی مثل پر ہے۔ بیچارے
ایران نے آخر کیا خطا کی تھی جو روس اُسے ہضم کرنے پر تیار ہو گیا۔ محض
اپنا گھر درست کرنا چاہتا تھا کسی کا اس مین کیا اجارہ تھا مگر اصل یہ ہے کہ
زبردست کے سامنے دلیل و براہین پیش نہین جاتے اُس کا جواب کرّب
کی دو فیر توپین یا میگزین رائفل خوب دیتے ہین اور انہین کی ایرانیون کے
پاس کمی تھی ورنہ دنیا دیکھتی کہ شیرزہ ایران خرس روس کو کیسا ناچ نچاتا روس
نے جاپان کے ہاتھون کیسی منہ کی کھائی ابھی دنیا اُسے بھولی نہین ہے
افسوس کہ ایران کو سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا ورنہ وسط ایشیا مین ایسی طاقت تیار
ہوتی کہ برطانیہ بھی اُسکی دوستی پر فخر کرتا۔

روس مثل اور چند یورپین سلطنتون کے مدت سے جوع الارض کے
مرض مین مبتلا ہے اُسکا علاج جاپان نے خوب کر دیا تھا مگر افسوس ہے کہ مرض
کا پورا استیصال نہ ہوا کچھ کسر باقی رہ گئی اور موقع پاتے ہی مرض پھر عود کر آیا۔
بیچارا ایران۔ ٹوگی یا ٹوگو سے حاذق طبیب کہان سے لاتا جو روس کا علاج

کرتے وہان تو خودغرضون کا مجمع تھا جو اپنے فدح کی بہیر منارہے تھے۔ ایران جاسے یا رہے اُنہین اپنی جیب بھرنے کی فکر تھی جس ملک مین ایسے وطن فروش ہون تو اُسکا خدا ہی حافظ ہے۔ گو ایران کے پاس کوئی باقاعدہ جرار فوج نہ تھی مگر فدائیون اور جان نثاران وطن کی قومی فوج اتنی تھی کہ اگر کوئی اولوالعزم جان فروش لیڈر اُن کی رہنمائی کے لئے کھڑا ہو جاتا تو ایران یون لقمہ شیرین نہ بنجاتا۔

ہین یہ باتین بھول جانیکی مگر کیونکر کوئی | بھول جاے رات کا سب صبح ہوتے ہی بیان
بزم کو برہم ہوے مدت نہین گزری بہت | اُٹھ رہا ہی گل سے شمع بزم کا ابتک دھوان

(ایران کی حالت موجودہ) وزراے ملک اغراض نفسانی مین مست ہین۔ روس کی ہر برباد کن شرط پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ ملک فروشی کا بازار گرم ہے ادہر ملک آخری دم توڑ رہا ہے اودہر نائب السلطنۃ وطن فروشی سے فارغ ہوکر یورپ مین علیش سنار ہے ہین اور خرس روس کی مہمانی کے مزے اڑا رہے ہین۔ سارا ملک پولٹیکل جانون کا شکار گاہ بن گیا ہے مصر کی طرح قرضہ پر قرضہ دیکر اُسکی آزادی کا خاتمہ کیا جارہا ہے اور زر قرضہ یاران طریقت کے معالجہ حرص وہوس مین صرف ہوتا ہے۔

نوٹ متعلق صفحہ ۳۸ - ۵۱ جاپان کا مشہور جنرل جسنے پورٹ آرتھر فتح کیا۔

۵۲ جاپان کا مشہور امیر البحر جسنے روسیون کو بحری جنگ مین شکست دی۔

کچھ لوٹا باغبان نے تو کچھ لے گئی صبا
گلشن میں یوں خراب میرا آشیاں رہا

وزیر خزانہ بھی روس کا تعلیم یافتہ چیلا ہے اور یاروں کے زیر اثر کام کر رہا ہے
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - اور اسی پر کیا موقوف ہے کل وزرا و حکام یورپ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں - اب ایران برائے نام خود مختار ہے - مسٹر شوسٹر امریکائی کا بے قصور بزور ریاست ایران سے نکالا جانا اور امید آزادی ایران کا دفن ہو جانا ایک ہی روز واقع ہوا -

(ایران کا آیندہ حشر کیا ہوگا) یوں تو کسی ملک کے آیندہ قسمت کی نسبت کوئی قطعی رائے دینا یا پیشین گوئی کرنا بہت دشوار ہے لیکن ظاہر اسباب یہ کہہ رہے ہیں کہ ریل کی تعمیر و تکمیل پر ہر ایک حصہ دار اپنے اپنے حصے کے الحاق کا اعلان دے دیگا - اب پردہ غیب کا حال خدا ہی کو معلوم ہے -

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

نہیں دیئے گئے تم کو علم کے حصے مگر نہایت کم

(مسٹر شوسٹر کی کتاب کا ترجمہ کیوں کیا گیا) ایک صدی سے قریب یا اس سے بھی کچھ زیادہ زمانہ گزرا کہ ایک طرف تو یورپ کی سلطنتوں نے ملک گیری میں حیرت انگیز ترقی کی اور گویا تمام ایشیا انکے زیر نگین ہو گیا - دوسری طرف ساتھ ہی ساتھ اُن کے مورخین اور اخبار نویسوں نے بھی دل فریب

پولیٹیکل انشا پردازی وبنا دیانت۔ مین وہ کمال پیدا کیا کہ حقیقت واقعات کا پتہ لگانا مشکل ہو گیا اس وجہ سے صحیح صحیح واقعات تاریخ حالیہ ایران کا معلوم کرنا آگے چل کے بہت دشوار ہوگا۔ اسلئے مین نے مسٹر شوسٹر کی کتاب کو اپنا رہنما بنایا ہے اور اسی کا ترجمہ کیا ہے کیونکہ یہ شخص سیاسی اغراض سے پاک وصاف ہے اور حقیقی واقعات کو حوالہ قلم کرتا ہے۔ خود ایران مین رہ چکا ہے اکثر واقعات کا مشاہدہ کر چکا ہے۔ بحیثیت وزیر خزانہ ہونے کے معاملات حکومت مین دخیل رہا لہذا اس پر جادونگاری اور ہواپندی کا شبہ نہین ہو سکتا۔

پروفیسر براؤن بھی حق پسندی کے مقابلہ مین قومی اغراض کو دخل نہین دیتے لہذا مین نے اُن کی کتاب سے بھی مدد لی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اسلامی گروہ مین یہ کتاب دلچسپی سے پڑھی جائیگی اور میری محنت کی قدر ہو گی۔

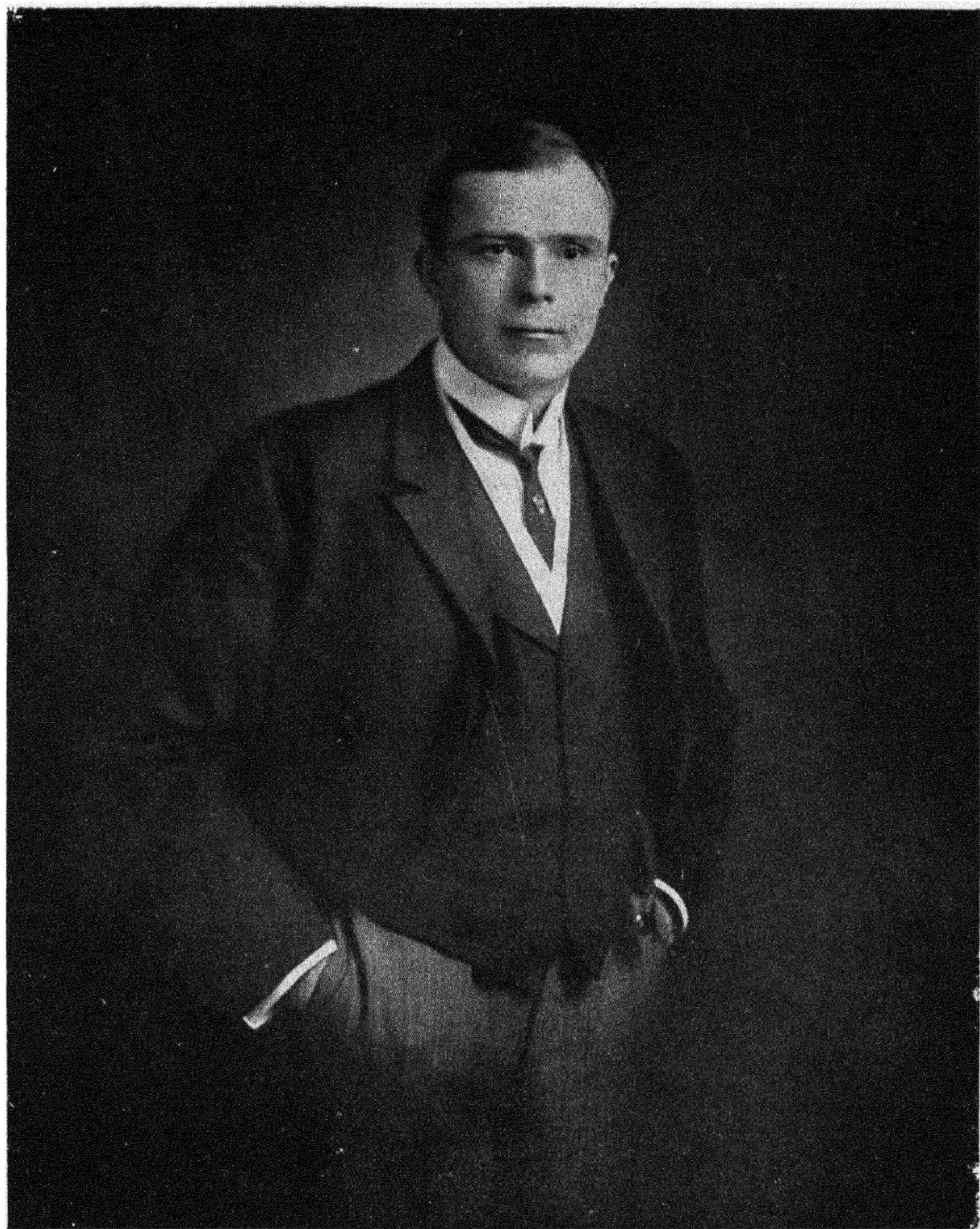
آخر مین یورپ کی سلطنتون مین سلطنت برطانیہ کی مذہبی آزادی اور امن پسندی کی معترف ہون۔ جو امن ہمکو ہندوستان مین حاصل ہے وہ مسلمانان روس کو نصیب نہین۔ ہم کو چاہیئے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھین اور اپنے تئین زیور تعلیم سے آراستہ کر کے ترقی کی دوڑ مین دوسرے اقوام کے دوش بدوش ہو جائین۔ دنیاے اسلام پر اگر نظر ڈالی جائے تو موجودہ حالات کی رو سے صرف مسلمانان ہند کو زیر سایہ برطانیہ بام عروج پر پہونچنے کا موقع حاصل ہے اور وہ خواب ترقی جو کچھ عرصہ پہلے سرسید

مرحوم نے دیکھا تھا کیا تعجب ہے کہ وہ اسی سرزمین مین پورا ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم غلامانہ عادات کو ترک کرکے اُن برکات سے جو ہمین زیر حکومت برطانیہ عظمیٰ حاصل ہین پورا فائدہ اُٹھائین۔ ہم اس اشتہار کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین جو ۱۸۵۸ء مین شایع کیا گیا تھا۔ اگرچہ ہم اس کے قائل نہین کہ دنیا مین کوئی ایسی سلطنت موجود ہے جسمین حقوق کے مراعات سے سرمو تجاوز نہ ہو اور کہین نکتہ چینی کی گنجایش ہی نہ ہو۔ ایسی ذلیل خوشامد ہمارے قلم کا شیوہ نہین مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہم نسبت اضافی کے قیاسات و محاسن سے بھی چاہے کسی قدر ہون بالکل قطع نظر کرین اور اصل تو یہ ہے کہ ہمارا دل و دماغ نمک پروردۂ ریاست خداوند نظام الملک آصفجاہ ہے۔ لہذا پہلے ہم اُس کے بقا و ترقی کا وظیفہ پڑھنا فرض انسانیت جانتے ہین۔ جب تک چاند سورج آسمان پر چمکتے ہین ہمارے اعلیحضرت حضور نظام اپنی بیداری اور مضبوط حکومت و دادگستری و رعایا پروری کی داد دیتے رہین۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

اُمّ الاعظم

| | |
|---|---|
| مورخہ ۱۶۔ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ | اہلیہ سید محمد حسن بلگرامی۔ گورنمنٹ آڈیٹر |
| خیریت آباد ۔ حیدرآباد دکن | ریلوے و معدنیات سرکار عالی |



MR. W. MORGAN SHUSTER, LATE TREASURER-GENERAL OF PERSIA.

# فغان ایران

## مقدمہ

زینہار از دو گیتی و انقلاب روزگار
درخیالِ کس نگشتی کانچنان گردد چنین

ایران کے تازہ واقعات کے ساتھ دنیا نے جو دلچسپی ظاہر کی وہ اس امر کی محرک ہوئی کہ یہ عجیب وغریب واقعات جنکی یاد ابھی لوگون کے دلون مین تازہ ہے سلسلہ وار ایک کتاب کی صورت مین لکھے جائین تاکہ ناظرین اُس سے لطف اُٹھائین۔ چنانچہ جو واقعات ابتدا سے اب تک پیش آئے اس کتاب مین درج کئے گئے اسکے بعد تو خود مصنف کو خاک ایران سے الوداع کہنی پڑی۔ یہ واقعات مستند ذرایع سے بہم پہنچا ے گئے ہین۔ اسکے علاوہ مصنف نے اپنے زمانہ قیام مین ایک روزنامچہ رکھا تھا جس مین روزانہ سرگزشت درج ہوتی تھی۔ البتہ اس داستان مین بعض ایسے تاریخی حوالون کی آمیزش یا بعض مطالب کی شرح شامل ہے جو اُن واقعات کے چہرہ سے حجاب ڈپلومیسی دور کرتی ہین۔ ناظرین کے ذہن نشین کرانے کے لئے یہ دونون باتین

لازمی تھین۔ اور اس کے ساتھ ہی بعض امور کے نسبت مصنف کی نکتہ چینیان
بھی درج ہین تاکہ شائقین کل مطالب اچھی طرح سمجھ سکین۔ مجھے اسبات کا نہایت
افسوس ہے کہ مین مجبوراً وہان سے ہٹایا گیا اور اپنے اُس فرض کو جس سے
مجھے خاص دلچسپی تھی بخوبی انجام نہ دیسکا۔ گو اُسوقت مین نے اس مایوسی کو
بہت محسوس کیا تہا مگر اب یقین دلاتا ہون کہ میرے دل مین کچھ رنج و ملال
باقی نہین۔ اسلیے کہ گذشتہ فروری مین جب مین لندن گیا تو وہان بڑے تپاک
سے میری آؤبھگت ہوئی اور اخبارون نے بھی خوب مدح سرائی کی۔ اسکے
علاوہ خود میری اہل وطن نے ایسی ہمدردی ظاہر فرمائی کہ دو ماہ کے قیام طہران
مین دشمنون کی نیش زنی سے جو زخم لگے تھے سب مندمل ہوگئے۔ ناظرین
کے سامنے ان واقعات کا نقشہ کھینچنا میرے قلم قدرت سے باہر ہے اسکے
لئے **مکالے** سا جادو نگار چاہیئے یا **ورسچگن** سا مصور۔ افسوس ہے
کہ اس قدیم قوم کا زوال دو بڑی زبردست اور تہذیب کی مدعی عیسائی سلطنتون
کے ہاتھ سے ظہور مین آیا۔ راستی، انسانیت اور قانون بین الاقوام کے
پاک اصول پامال کرکے یہ غریب مظلوم قوم نیمجان کیگئی۔

مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ایک سلطنت نے تو محض اپنے ذاتی فوائد
اور تمدنی تفوق حاصل کرنے کے لئے ایسے ظلم ڈہائے کہ جن کی مثال
تاریخ عالم مین مشکل سے ملیگی اور بیچارے ایران کو بالکل لب گور کردیا۔ چونکہ

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور تعلقات بین الاقوام کی اصلاح اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ جو کچھ گزرا ہے صحیح صحیح بیان کر دیا جاسے۔ لہذا یہ واقعات بلا آمیزش مبالغہ سادہ الفاظ مین (خواہ کسی کو بھلے معلوم ہون یا بُرے) صاف صاف بیان کئے جاتے ہین۔

ایران کی جدید دستوری حکومت اس طرح فنا نہ ہوتی اگر وہان کی بادشاہت کا زوال مہذب دنیا کے دندان طمع نیز نہ کرتا اور بین الاقوامی معاملات مین قزاقی کی روح حلول نہ کرجاتی جیسا کہ ۱۹۱۱ء کے پولٹیکل مطلع سے ظاہر ہوا

ڈبلو۔ مارگن۔ شوسٹر

واشنگٹن۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۲ء

# تمہید

ایران کے جدید پولٹیکل واقعات کی تفصیل مین بعض عجیب خصوصیات ہین جن کی توضیح بہت ضرور ہے - منجملہ اُن کے پہلی بات یہ ہے کہ ایران کے پولٹیکل معاملات جو اُس بیگناہ بدنصیب قوم کی تباہی کا باعث ہوئے اس طرح وقوع مین آئے جیسے کوئی پہلے سے تیار کیا ہوا کھیل تماشہ گاہ مین لایا جائے بلکہ مین نے اکثر لوگون کو یہی کہتے سنا ہے - حیف ہے کہ جو چیز صدہا بیگناہ مخلوق کی بربادی کا سبب ہو وہ دوسرون کی نظر مین ایک خوش کن بازیچہ ٹھہرے - ناظرین کو یہ خود معلوم ہوجائیگا کہ اس داستان مین وہی لوگ جو پیشتر گروہ وزرا مین شاہی ہواخواہی کا دم بھرتے تھے دوسرے موقع پر حب الوطنی کے بھیس مین نظر آئین گے - مجالس وزرا قائم ہوئین اور پھر بہت جلد بلا سبب برخاست ہوگئین - جو لوگ کل قوم کی کونسل کے باقتدار رکن تھے - آج قعر گمنامی مین پڑے ہین - اُسکے بعد پھر جب سازش نے زور پکڑا وہ پھر اُبھر آئے - یہ لوگ عموماً اُس طبقہ کے رکن ہین جسے ایران مین حکمران طبقہ کہتے ہین - چندسال قبل یہ بات کسی ایرانی کے ذہن مین نہ آسکتی تھی کہ کوئی معمولی

آدمی بھی جس کے آباواجداد خطاب یافتہ ہون کوئی ممتاز جگہ پا سکتا ہے چنانچہ کروڑہا بندگان خدا کی قسمت کا فیصلہ انہین چند خودغرض عہدہ دارون گورنرون یا خود پرست جنرلون کے ہاتھ مین تھا اور جو کچھ وہ چاہتے تھے کرگزرتے تھے - مزید بران کسی بڑے عہدہ پر مقرر ہونے سے یہ غرض ہوئی تھی کہ جہان تک ممکن ہو ملک کو لوٹ کر اپنی جیب بھری جاسے اور اپنے دوستون کو مالامال کیا جاسے - ایران کی تاریخ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ایسے لوگون کے خصائل اور مقاصد پر غور کرنا ضرور ہے جن کی بدولت ایران کو یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا - اسکے علاوہ ایک اور بات جو غیر ملک کے باشندون کو مشکل سے سمجھ مین آتی ہے وہان کے عجیب و غریب نام اور متعلق خطابات ہین - وہان کے عوام الناس تو صرف نام سے پہچانتے جاتے ہین مگر مجھے بہت کم ایسے لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا جن کے نام کے ساتھ کسی خطاب کی دُم نہ لگی ہو اور لطف یہ ہے کہ اگر سہواً کسی سے وہ خطاب فروگزاشت ہوجائے تو وہ لوگ بہت بُرا مانتے ہین - فرض کیجئے کہ امریکہ مین کوئی شخص سپہدار اعظم - وحید الملک یا عین الدولہ کا خطاب اختیار کرلے - بعینہٖ یہی حالت ایران کی ہے - خطاب لینے کے بعد ایک کاغذ پر سند حاصل کیجاتی ہے بعدازان خطاب یافتہ شخص اپنا اصلی نام حذف کردیتا ہے اور اُسی لمبے چوڑے خطاب سے پکارا جاتا ہے - پس غیر ملک کے

باشندون کو ان خطابات مین امتیاز کرنا اور اُنھین حافظہ مین محفوظ رکھنا بہت دشوار ہوتا ہے بالخصوص اسوجہ سے کہ یہ خطابات اکثر بدلتے رہتے ہین منجملہ ان خطابون کے چار خطاب۔ ملک **دولہ**۔ **سلطنت** اور **سلطان** بہت مشہور ہین چنانچہ موجودہ ریجنٹ اولاً **ناصر الملک** کے خطاب سے مشہور تھے مگر جب وہ خدمت ریجنسی پر مقرر ہوے تو اُنکا خطاب **نائب السلطنت** قرار پایا۔ ایک اور دقت یہ ہے کہ ان نامون اور خطابون کو انگریزی زبان مین لکھنا بہت دشوار ہے۔ مختلف لوگون نے مختلف رسم خط اختیار کیے ہین۔ مثلاً مجلس وزرا کا ایک مقتدر رکن انگریزی مین اپنا نام **وثوغ الدولہ** لکھتا ہے اور دوسرے لوگون نے اُسے وثق الدولہ لکھا ہے۔ لیکن مسٹر براؤن جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفسر اور فارسی زبان کے ایک عالم ہین۔ انھون نے اس خطاب کو **وثوق الدولہ** لکھا ہے۔ لہذا ان دقتون کو دور کرنے کے لیے مصنف نے بھی حتی الامکان ان خطابون کا وہی رسم الخط اختیار کیا ہے جو پروفسر براؤن نے اپنی تاریخ ایران مین قرار دیا ہے۔

اکثر ناظرین ایران کی قدیم تاریخ سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر جدید واقعات جو اس عجیب و غریب ملک مین پیش آے اُن سے بہت کم لوگ آگاہ ہین لہذا اس کتاب مین بھی پچھلے تاریخی واقعات سے کچھ بحث نہین



NASIRU'D-DIN SHAH.

He succeeded to the throne on September 17, 1848, and was assassinated on May 1, 1896, by Mirza Muhammad Riza, a fanatic of the town of Kirman.

دی گئی بلکہ بالاختصار وہی حالات قلم بند کیے گئے ہین جن کی وجہ سے مظفر الدین شاہ قاچار کے عہد مین پانچوین اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دستوری حکومت کی بنا پڑی اور نیز بعد کے واقعات جن مین مصنف نے بھی ایک بڑا حصہ لیا سلسلہ وار درج ہین تاکہ ناظرین کل واقعات بخوبی سمجھ سکین۔ گذشتہ صدی مین اہل ایران کی قوت اور فلاح ملکی کی ایک نمایان مثال وہ امتناعی حکم ہے جو ۱۸۹۱ء مین تنباکو کے اجارہ کے متعلق مجتہدین اسلام نے جاری کیا تھا اسکا واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۰ء مین **ناصر الدین شاہ قاچار** نے لندن مین ایک انگریزی کمپنی کو یہ اختیار دیا کہ جسقدر تنباکو ایران مین پیدا ہو اوسے خرید لے اور جس قیمت پر چاہے فروخت کرے۔ یہ کمپنی چھ لاکھ پچاس ہزار پاونڈ کے سرمایہ سے قائم ہوئی اور یہ امید رکھتی تھی کہ سالانہ پانچ لاکھ پاونڈ نفع اٹھائیگی اس نفع کا چوتھائی حصہ دولت ایران کو دیا جائیگا جس سے خود شاہ ایران اور اسکے وزرا مراد تھے باقی کل رقم منافع کمپنی کی ہوگی۔ اسطرح کی ملک فروشی سے بیچارے مصیبت زدہ ایرانی تنگ آگئے تھے۔

میرزا **آقا خان کرمانی** نے اپنی کتاب "نامہ باستان" مین **ناصر الدین شاہ قاچار** کو مخاطب کرکے جو اشعار لکھے ہین وہ قابل دید ہین۔ ناظرین پڑھ کر بہت لطف اٹھائین گے۔

تو تا باشی اے خسرو نامور — مرنجان کسے را کہ دارد ہنر

بویژه که باشد ز روشن دلی — بجان دوستدار نبی و علی
یکی نامدارے ز ایران منم — که خو کرده در جنگ شیران تنم
قلم دارم و علم و فرهنگ و راے — نژاد بزرگان و فرّ همائے
نگاهے که آمد تمیزم پدید — روانم به دانش همی بُد کلید
ز گیتی نجستم بجز راستی — نگشتم بگرد و کم و کاستی
همه خیر اسلامیان خواستم — دلم را به نیکی بیاراستم
همی خواستم تا که اسلامیان — بوحدت ببندند یکسر میان
همه دوستی باهم افزون کنند — ز دل کین دیرینه بیرون کنند
مر اسلامیان را فزاید شرف — نفاق و جدائی شود برطرف
در اسلام آید بفرّ حمید — یکے اتحاد سیاسی پدید
شود ترک ایران و ایران چو ترک — نماند دوئی در شهان سترگ
همان نیز دانندگان عراق — بسلطان اعظم کنند اتفاق
ز دلها زدایند این کینه زود — نگویند سنی و شیعی که بود
وزان پس بگیرند گیتی بزور — ز جان مخالف برآرند شور
ابا چند آزاده مرد گزین — نشستیم بس نامهائے متین
روانه نمودیم سوے عراق — که برخیزد از عالم دین نفاق
به نیروے داوار جان آفرین — همه برنهادند امضا برین

به بخشید حسن اثر نامه ها | که خام و نه پخته نبد خامه ها
سپاسم ز یزدان پیروزگر | که این نخل امید شد بارور
نوشتند ز ایران و هم از عراق | که از دل بشستیم گرد نفاق
همه جان فدای شریعت کنیم | بسلطان اسلام بیعت کنیم
گذاریم قانون بیگانگی | بگیریم آئین فرزانگی
ازین پس همه کفر سازیم پست | بیاریم گیتی سراسر بدست
کسے از سلاطین اسلامیان | ز عباسیان تا به عثمانیان
ز سامانی و غزنی و دیلمی | ز سلجوق و خوارزمی و فاطمی
ز عهد سلف تا بگاه خلف | موفق نگردید به این شرف
مگر اندرین عصر کامد پدید | چنین طرح محکم ز راے سدید
گرت زین بد آمد گناه منست | که این شیوه آئین و راه منست
برین زاده ام هم برین بگذرم | وزین فخر بر چرخ ساید سرم
اگر شاه را بود حسنے نهان | مرا ساختے بے نیاز از جهان
دگر از مسلمانیش بود بهر | به نیکی مرا شهره کردی به دهر
چو در خون او جوهر شرک بود | ز توحید اسلام خشمش فزود
مرا بیم دادی که در اردبیل | تنم را به زنجیر بندی چو پیل
ز کشتن نترسم که آزاده ام | ز مادر همی مرگ را زاده ام

کسی بی زمانه بگیتی نه مرد    بمرد آنکه نام بزرگی نه برد
نمیرم از این پس که من زنده ام    که این طرح توحید افگنده ام
بگوش از سروشم بسی مژده هاست    دلم گنج گوهر قلم اژدهاست
پس از مردنم هست پایندگی    که جاوید باشد مرا زندگی
نصیب من آباد و تحسین بود    ترا بهره همواره نفرین بود
پس از من بگویند نام آوران    سرایند با یکدگر مهتران
که کرمانئی راد پاکی نهاد    همه داد مردی و دانش بداد
پس از سیزده قرن پر اختلاف    نمودار کرد او ره ائتلاف
بتوحید دعوت کرد از دوئی    بپیچید از کژی و جادوئی
مرا آید از مشتری آفرین    که بودم فدا کار دین مبین
درودم ز مینو رساند حور    هم از آسمانم فشانند نور
بدوزخ بمانی تو تیره روان    همت لعنت آید ز پیر و جوان
نشینند و گویند پیران راد    به نیکی نیارند نام تو یاد
که شه ناصرالدین بدی یار کفر    از او گرم گردید بازار کفر
کسانیکه توحید دین خواستند    بدین مقصد قدس برخاستند
بیازرد و افسرد و از خود براند    بگیتی بجز نام زشتی نخواند
تو ای شه چنین راه دین سد مکن    بخیره همی نام خود بد مکن

که ناگه بر آری دلم راز جاے | همه وود مانت بر آرم ز پاے
بگویم سخنهاے ناگفتنی | به سُبنم گهرہاے ناسفتنی
که چون بود بیع و تبار تجر | چگونه لشام آوریدند سر
به تاتار بهر چه آمیختند | زشام از براے چه بگریختند
مرا هست تاریخ اندر اروپ[۵] | بقوت فزو نتر ز توپ کروپ[۵]
مبادا که آن نامه افشان شود | که بیع و تبارت پریشان شود
همان به که خاموش سازی مرا | زکینه فراموش سازی مرا

بالآخر ماه دسمبر ۱۸۹۱ء مین ایک فتوی جاری ہوا جسکی روسے کل تمبا کو فروشون نے اپنی دکانین بند کر دین۔ لوگون نے اپنے قلیان اور پیچوان توڑ ڈالے اور ایک بہت ہی حیرت انگیز قلیل مدت مین کل ایران مین تمباکو کا استعمال یک قلم موقوف ہوگیا۔ رعایا کی یہ شورش اُسوقت تک فرو نہ ہوئی جب تک کہ شاہ نے مجبور ہو کر اُس اجارہ کو فسخ نہ کیا۔ گو اس معاملہ مین شاہ کو مجبوراً پانچ لاکھ پاونڈ تاوان اُس کمپنی کو دینے ہوے اور یہ رقم دولت ایران نے چھ فیصدی سود پر قرض لیکر ادا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سالانہ تیس[۳۰] ہزار پونڈ سود کا بار بیچاری مفلس رعایا کے سر گیا جسکا کوئی معاوضہ انھین نہ ملا۔

**ناصر الدین شاہ** ۲۰ ستمبر ۱۸۴۸ء مین تخت نشین ہوا اور غرہ مئی ۱۸۹۶ء کو اڑتالیس برس کی سلطنت کے بعد گولی سے مارا گیا

۵ یورپ ۵ کروپ

اوسکا قاتل ایک شخص میرزا محمد رضا نامی شہر کرمان کا باشندہ تھا اور
گو اس قتل کا اصل سبب معلوم نہ ہوا مگر عام اعتقاد وہان کا یہ ہے کہ محض
ملک فروشی اس کی باعث ہوئی اہل ایران کو یہ امر محسوس ہو چلا تھا کہ اُن کا
وطن بتدریج غیرون کے ہاتھ فروخت کیا جا رہا ہے۔ ناصرالدین
شاہ کے قتل کے بعد اُسکا ولیعہد مظفرالدین شاہ قاچار
۸ رجون ۱۸۹۶ء کو تخت نشین ہوا اور ۴ رجنوری ۱۹۰۷ء تک حکومت کر کے
اُس نے وفات پائی اُس کے انتقال سے چھ ماہ قبل اہل ایران جنکی بے دلی
اپنے حکمرانون کے ظلم و تعدی کی وجہ سے روز بروز بڑھ رہی تھی اب ایک
علانیہ شورش کی صورت مین ظاہر ہوئی۔ وہ دستوری حکومت کے طلبگار
تھے۔ چنانچہ ماہ جولائی ۱۹۰۶ء مین بڑی کوشش کے بعد وہ اپنے مقصد
مین اس طرح کامیاب ہوے کہ سولہ ہزار طہرانی جن مین ہر طبقہ کے لوگ شریک
تھے مجتہدین کی ترغیب سے دولت برطانیہ کے وسیع سفارت خانہ۔ مساجد
اور دوسرے متبرک مقامات مین پناہ گزین ہوے۔ یہ مجمع نہایت ہی باقاعدہ
طور سے مرتب ہوا۔ ان لوگون نے اپنا کمسریٹ قایم کیا اور حفظان صحت
کے اصول اختیار کئے چنانچہ رفتہ رفتہ ملائم اور معقول طریقہ سے انھون نے
شاہ کو مجبور کیا کہ اپنے نالایق صدراعظم وزیر عین الدولہ کو موقوف
کر کے دستوری حکومت کی ایک سند عطا کرے۔ گو شاہ اور اُسکے وزرا

نے بہت پیچ و تاب کھایا اور کوششین کین کہ اس مجمع کو درہم برہم کردین مگر ایک نہ چلی۔ آخر مجبور ہو کے انہین رعایا کی درخواست منظور کرنی پڑی۔

شاہ اور اُس کے وزرا یہ سمجھتے تھے کہ رعایا کی یہ خواہش پوری کرنے مین اُن کی بڑی سبکی ہے اور یہ ڈر تھا کہ آیندہ شاہی اختیارات سلب ہو جائین گے مگر اُن کی مخالفانہ کوششین رعایا کی ہولناک آواز کے سامنے پسپا ہوئین اور بالآخر ۱۵ اگست ۱۹۰۶ء کو جب دستوری حکومت قائم ہوئی تب لوگ اپنے اپنے گھرون کو واپس گئے اور کاروبار مین مصروف ہوئے۔

چنانچہ اس طرح بغیر کسی خونریز انقلاب کے ایران مین ایک دستوری حکومت کی بنا پڑی اور جو بادشاہت صدیون سے خودمختاری کا ڈنکا بجا رہی تھی اُسکو اصلاح کا سبق دیا گیا اور اُسکے اختیارات محدود کیے گئے۔ یہ دستوری حکومت گو بہت سی باتون مین ابھی ناقص تھی لیکن جو چیز قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ وہان کے لوگ اپنے حقوق اور اختیارات کو سمجھنے لگے اور انھون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے ملک کو اس تباہی اور بربادی کے پنجہ سے بچائین جو خاندان قاچار کے ظلم و تعدی کی بدولت اس نوبت کو پہونچا ہے۔ شاہی اختیارات مین ایک بڑی اصلاح یہ کی گئی کہ رعایا ایک ایسی مجلس شوریٰ قائم کرنے کی مجاز ہوئی جو اُن کے حقوق کی حفاظت کرے اور ملک کے تمام قوانین کا وضع و نفاذ اور وزرا کا انتخاب

اُسکی راے سے ہو۔ ابتداءً اس بارہ مین بہت کچھ مباحثہ ہوے مگر
بالآخر اکتوبر ۱۹۰۶ء مین اراکین مجلس کا انتخاب شروع ہوگیا اور اسی مہینہ
کی ساتوین تاریخ کو بلا انتظار ورود وکلاء صوبہ جات مجلس کا افتتاح طہران
مین ہوگیا اور بادشاہ کی طرف سے ایک اسپیچ پڑہی گئی۔ ۴ رجنوری
۱۹۰۷ء کو **مظفرالدین شاہ** نے انتقال کیا اور اُس کا ولیعہد
**محمد علی میرزا** تخت پر بیٹھا جو اُس وقت تبریز مین زرخیر صوبہ
آذربایجان کا گورنر مقرر تھا۔ جب **مظفرالدین شاہ** کی حالت غیر
ہونے لگی یہ روسیاہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو طہران آیا اور ۱۹ رجنوری ۱۹۰۷ء
کو تخت نشین ہوگیا مگر قبل تخت نشینی کے اُسے حلف لینا پڑا کہ مثل اپنے
باپ کے دستوری حکومت کا موید رہیگا اور جو حقوق شاہ سابق نے رعایا
کو دئے ہین وہ بدستور قایم رہین گے۔ سیکڑون برس ہوئے مگر
**کیانیون** کے قدیم تخت کو کسی بادشاہ نے ایسا ذلیل نہین کیا جیسا کہ
اس برگشتہ بزدلہ اور بدکار شیطان مجسم **محمد علی شاہ قاچار** نے۔
اُسکو ابتدا ہی سے اپنی رعایا کی طرف سے نفرت تھی اور جب سے ایک بدمعاش
روسی اتالیق اُسے ملگیا وہ بآسانی گورنمنٹ روس کا ایک بندۂ زرخرید بنکر اپنے
لوگون کے حقوق پامال کرنے پر مستعد ہوگیا ؎

پشیزی بہ از شہر یاری چنین ۔۔۔۔ کہ نہ کیش دارد نہ آئین و دین

*



Muẓaffaru'd-Dín Sháh Qájár

Born March 25, 1853: crowned June 8, 1896: died January 4, 1907

اس منحوس محمد علی شاہ کی حکومت کچھ ایسی بُری ساعت سے شروع ہوئی کہ اُس نے ملک کو خاک مین ملاکر چھوڑا۔ وہ ابتدا ہی سے مجلس کو ناپسند کرتا تھا اور بالآخر علانیہ مخالف ہوگیا۔ مجلس یہ چاہتی تھی کہ جو اختیارات اُسے ملے ہین انھین کام مین لاے اور شاہ مع اپنے رفقا اور نمکحرام وزرا کے یہ چاہتے تھے کہ حسب دستور قدیم کل اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھین اور رعایا پر ظلم کرین جس کے لئے خاندان قاچار ہمیشہ سے بدنام تھا۔

محمد علی شاہ نے اپنی رعایا کے خلاف روسی مفسدون سے سازو باز شروع کیا اور بالآخر روس و انگلستان سے خفیہ طور پر چار لاکھ پاونڈ اپنے ذاتی مصارف عیش کے لئے قرض ٹھہراے مگر یہ راز بہت جلد افشا ہوگیا اور علما و اراکین مجلس کی کوششون سے وہ قرض لینا موقوف رہا اور محمد علی شاہ کو مایوس ہونا پڑا۔

اب اراکین مجلس کو بخوبی یقین ہوگیا کہ شاہ اور اُس کے وزرا کو مجلس کی تجاویز سے قطعی مخالفت ہے۔ لہذا انھون نے اب مصمم ارادہ کرلیا کہ ملک کے انتظام مین جن اصلاحات کی سخت ضرورت ہے وہ عمل مین لائے جائین۔ انھون نے پہلا حکم یہ جاری کیا کہ آیندہ کسی قسم کا قرض روس اور انگلستان سے نہ لیا جاے کیونکہ اب اچھی طرح محسوس ہوگیا کہ غیر سلطنتون سے قرض لیکر موجودہ قرض کی تعداد کو بڑہانا ایران کی خودمختاری اور حفاظت کو خطرے مین ڈالتا ہے۔

اول انہون نے شاہ کے مصارف کو محدود کردیا اور ملک کی آمدنی وصول کرنے کا جو خراب طریقہ اب تک جاری تھا جس کی وجہ سے شاہ کے رفقا اپنی جیبین بھرا کرتے تھے اُس کی اصلاح کی اور ایک اہل بلجیم مسمی ناس مع اور بہت سے اہل بلجیم کے جو کئی سال سے ایران کے محکمہ جنگی کی اصلاح اور انتظام کے لئے مقرر تھا اور جس نے ناجائز طریقہ سے بہت سی دولت جمع کر لی تھی اور بڑا با اثر اور مقتدر شخص ہو گیا تھا اوسکے ہٹانے کی تجویز کی۔ اور اہل ملک کے سرمایہ سے ایک قومی بنک قایم کیا تاکہ غیر ممالک کی مالی مدد سے ملک کی خود مختاری مین فرق نہ آئے۔

۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبوراً **مسٹر ناس** محکمہ جنگی کے افسر کو موقوف کرنا پڑا۔ اس کارروائی سے مجلس کی وقعت لوگون کے نظرون مین بہت بڑھ گئی اب شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ امین السلطان (المعروف بہ **اتابک اعظم**) کو بلا کر اپنا وزیر اعظم بنائے جو ایران کا ایک بہت بڑا امیر تھا۔ اس شخص نے گو یورپ مین تعلیم پائی تھی اور بہت سیاحت کر چکا تھا مگر باوجود ان خصایص کے بہت ظالم اور راشی تھا۔ علمائے وقت نے اُسکو بددیانتی اور خیانت کی وجہ سے ۱۹۰۳ء مین ملک سے جلاوطن کر دیا تھا۔ (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء مین جو معاملات قرض روس و ایران کے درمیان طے ہوئے تھے اُن مین اُسکی خیانت شامل تھی) جب یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران واپس آتا ہے تو گورمنٹ روس نے اُسکے ساتھ

مسافرو بازشروع کر دیا اور اُسے اپنے جہاز مین سوار کر کے بڑے اعزاز کے ساتھ
ایرانی بندرگاہ انزلی پر پہونچایا۔ جب اُس نے جہاز سے اُتر کر آگے بڑھنا چاہا
تو رشت کے باشندون نے اُس سے کہا کہ جب تک تم دستوری حکومت
کی تائید کا حلف نہ لو گے ہم تمھین طہران نہ جانے دینگے چنانچہ اُس نے
قرآن پر قسم کھائی۔

۲۶- اپریل کو جب وہ طہران پہونچا تو ملک کے ہر صیغہ کو ابتر پایا۔ خزانہ بالکل
خالی تھا اور کل ملک مین جا بجا شورش کے آثار نمایان تھے۔ گو مجلس کو بھی
ان سب باتون کا علم تھا اور وہ جانتی تھی کہ کیا کرنا چاہیئے مگر شاہ اس بات پر
اڑے تھے کہ مجلس کے تجاویز بالاے طاق رہین اور اُن کے حکم کی تعمیل ہو
اصفہان کی رعایا شاہ کے چچا ظل السلطان کے خلاف علم بغاوت
بلند کر چکی تھی اور تبریز کے باشندے بلوہ پر آمادہ تھے اس پر طرہ یہ ہوا کہ
ماہ جون مین ایران کے اُس پاگل شاہزادے سالارالدولہ نے جو
شاہ کا بھائی تھا ہمدان مین علانیہ بغاوت شروع کی اور طہران کا تخت چھین
لینے کا اعلان دیا۔ چنانچہ تین روز تک بمقام نہوند شاہ کی فوج مین اور اُسمین
معرکہ جدال و قتال گرم رہا اور آخرکار جون ۱۹۰۷ء مین اُس نے شکست کھائی
اور گرفتار ہو گیا۔

اب معاملات بجاے سُدھرنے کے روز روز ابتر ہوتے گئے یہان

تک کہ ماہ اگست مین گورنمنٹ روس نے جو ابتدا سے دستوری حکومت
کی مخالف تھی مجلس کو برخاست کرنے کی دہمکی دی - اس درمیان مین ٹرکی
سے بھی کچھہ تنازعہ ہوگیا اور چھہ ہزار ترکی فوج شمالی و مغربی سرحد سے
عبور کر کے بعض ایرانی مقامات پر قابض ہوگئی اور چاہا کہ شہر ارمیہ پر بھی
قبضہ کر لے - اس اثنا مین اتابک نے روس کے ساتھہ پھر ایک قرض
کی کارروائی شروع کی - گو اُسے یہ ڈر تھا کہ بغیر مجلس کی منظوری کے قرض
ملنا دشوار ہے - اگست کے آخر تک اُس نے کوشش کر کے مجلس کے
بعض اراکین کو ہموار کر لیا اور اب اُسے امید ہوئی کہ معاملہ طے ہو جائیگا - مگر

"ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال"

۱۲- اگست کو جب وہ مجلس سے اُٹھہ کر باہر آرہا تھا ایک نوجوان شخص مسمی
عباس آغا ساکن تبریز نے اُسے گولی سے مار دیا اور فوراً خود کشی کر لی -
یہ شخص ایک خفیہ پولیٹیکل انجمن کا رکن تھا اور اُس نے محض حب الوطنی کے
جوش مین اُس وزیر اعظم کو قتل کیا تا کہ دستوری حکومت ایسے نمک حرام سازشی
اور چالاک شخص کے ہاتھ سے محفوظ رہے -

عباس آقا کے جہلم مین فدائیون کا جوش اور نوحہ خوانی ایران کی تاریخ
مین یادگار رہیگی اور دنیا کی قومون کے لئے حب الوطنی کی ایک عمدہ مثال ثابت
ہوگی - جہلم کے دن شہر کی بہت سی دوکانین بند تھین اور لوگ جوق کے جوق

سوار پیدل پہولون کے ہار لئے قبر کیطرف جا رہے تھے ۔ گو قبرستان کا میدان وسیع تھا مگر اتنا مجمع ہوا کہ تل رکہنے کو جگہ نہ تھی ۔ ایک لاکھ آدمیون کا تخمینہ کیا جاتا تھا جو وہان جمع ہوے تھے ۔ کل انجمنون کے لوگ طلبار اور اسکول کے بچے وہان آئے تھے ۔ بہت سے خیمے لگائے گئے تھے اور اکثر سیر چشم وطن دوست اصحاب نے چاء و کافی اور فواکہات کا انتظام کیا تھا ۔ بعض لوگ سینہ زنی مین مصروف تھے اور مُلکی مضامین کے اشعار پڑہتے تھے بعض خوش لحن شعرا نے اپنے تصنیف کردہ مرثیے پڑہے اور بعض واعظین نے ایسے وین مٹھائی کی کشتیان تقسیم ہوئین ۔ شجاع السلطنت بھی اپنے ساتھ گاڑی مین ایک بڑا سا گلدستہ قبر پر چڑہانے کے لئے لائے تھے ۔ فخر الواعظین نے جو مرثیہ کہا تھا اوسکے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہین :-

اے مزار محترم ہر چند بزم ماتمی ۔۔۔ نیک از ین تو گل کہ خفت اندر تو شاد خرمی

جائے دارد در تو آن کو عالمے را زندہ کرد ۔۔۔ عیسیت خوابید در دامن تو مانا مریمی

اے جہان غیرت لے عباس آقا کر شرف ۔۔۔ زخم قلب ملک ملت را تو شافی مرہمی

ترک ایرانی نژاد اے آنکہ ہمچون تہمتن ۔۔۔ معلے فر فریدون مصی تاج جمی

درہ یاجوج ظلم و فتنہ دست غیرت ۔۔۔ چون سکندر ساختت ز آہن پارہ سد محکمی

گفت تاریخ عزا ایش را بہ زاری خاوری ۔۔۔ کرد از شش تو کل احیا عالمے را آدمی

اس زمانہ مین ایران مین بہت سے اس قسم کے خفیہ پولٹیکل انجمنین

قائم ہوگئی تھین جن کا مقصد محض ملک کی فلاح اور بہبودی تھا۔ **اتابک** کے قتل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ملک مین صدہا آدمیون نے اسبات کا حلف لیا ہے کہ جسطرح ہوسکے دستوری حکومت کی مدد کرین خواہ اس کوشش مین جان جاے یا جلاوطنی نصیب ہو۔

اب ایک عجیب تہلکہ بپا تھا شاہ اور مجلس وزرا کسی طرح متفق نہ ہوتے تھے آخرکار اکتوبر ۱۹۰۷ء مین **ناصر الملک** نے جو نائب السلطنت مقرر ہوئے تھے بہ وقت دونون مین اتفاق کرایا۔ اب جو مجلس وزرا قائم ہوئی اُسکے اکثر رکن حکومت دستوری کے موید تھے مگر یہ لوگ صرف دسمبر تک اپنی خدمتون پر رہے بعدازان مستعفی ہوگئے۔

۳۱ اگست ۱۹۰۷ء کو بمقام سینٹ پیٹرس برگ دولت روس و انگلستان کے درمیان اُس مشہور و معروف معاہدہ پر دستخط ہوے جو اینگلو رشین کنونشن (معاہدہ روس و انگلستان) کے نام سے مشہور ہے۔ ۴ ستمبر کو طہران مین اس معاہدے کی بڑی شہرت ہوئی اور باوجود اُن محتاط الفاظ کے جن سے ایران کی خودمختاری اور تحفظ کا یقین دلایا گیا تھا اہل ایران کے دل پر اسکا بہت برا اثر ہوا۔

چونکہ اس معاہدے کو ایران کے مابعد واقعات کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اسلئے لفظ بہ لفظ اس مقام پر نقل کردینا ضرور ہے۔

# عہد نامہ

اعلیحضرت ملک معظم بادشاہ برطانیہ اعظم و آئرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ و شہنشاہ ہندوستان اور شہنشاہ سلطنت روس نے اپنی نیک نیتی کے ساتھ اس معاہدہ کی خواہش ظاہر کی تاکہ مختلف معاملات جو دونون سلطنتون کو براعظم ایشیا مین اپنے اپنے مقبوضات کے متعلق پیش آیا کرتے ہین اُن مین آیندہ کوئی غلط فہمی یا شکر رنجی نہ واقع ہو اور اسلیئے دونون شہنشاہون نے اس کام کے لئے اپنے اپنے سفیر کبیر معین کئے چنانچہ اعلیٰ حضرت ملک معظم دولت برطانیہ اعظم وائرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ و شہنشاہ ہندوستان نے رائٹ آنریبل سر آرتھر نکلسن جو سلطنت روس مین اعلیٰ حضرت کی طرف سے سفیر کبیر تھے اس معاہدہ کی تکمیل کے لئے معین ہوئے اور شہنشاہ روس کی طرف سے اُنکے دربار کے ایک معزز رکن ایلگزنڈر آئی سویس کی وزیر امور خارجہ اس کام پر تعینات ہوئے۔ دونون نے اپنے اپنے اختیارات ایک دوسرے پر ظاہر کئے اُسکے بعد حسب ذیل شرایط پیش ہوئے۔

## شرائط متعلق ایران

گورنمنٹ برطانیہ اعظم و گورنمنٹ روس ہردو اس بات کا عہد کرتے ہین کہ

ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا لحاظ رکھین گے اور دونون کی دلی خواہش یہ ہے کہ اُس ملک مین امن مسلط ہو اور اس امن کے ساتھ ملک ترقی کرے اور نیز تجارت و صنعت و حرفت قایم ہو تاکہ کل اقوام اس سے مساوی فائدہ اٹھاسکین بایں خیال کہ ہر دو سلطنتون کو جغرافیائی اور تمدنی وجوہ کے لحاظ سے ایران مین صلح اور امن قایم رکھنے مین ایک خاص دلچسپی ہے اسلئے کہ بعض صوبہ جات روس کی سرحد پر واقع ہین اور بعض افغانستان و بلوچستان کی سرحد پر پس بایں غرض کہ آیندہ ایران کے ایسے صوبہ جات کے متعلق جو اوپر بیان کئے گئے ہین ان دونون سلطنتون مین کوئی جھگڑا نہ واقع ہو حسب ذیل شرایط منظور کئے گئے۔

## شرط اوّل

برطانیہ اعظم عہد کرتا ہے کہ جو حد قصر شیرین سے لیکر روس و افغانستان کی سرحد تک قرار دیگئی ہے اور اسکے لئے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو اصفہان یزد اور کاخ سے گذرتا ہوا اُس مقام پر جا ملا ہے جہان روس و افغانستان کے قریب ایران کی سرحد ختم ہوتی ہے اس حصہ ملک مین نہ اپنے لئے نہ اپنی کسی رعایا کے لئے کسی قسم کا پولٹیکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلون کا بنانا بنک کا قایم کرنا برقی تار لگانا سڑکون کی تعمیر نقل و حرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گا اور اگر گورنمنٹ روس اُس ملک مین اس قسم کے اجارہ

حاصل کرے گی تو اُس کا مخالف نہ ہوگا۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک مین شامل ہین جہان دولت برطانیہ اجارہ جات متذکرہ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی۔

## شرط دوم

دولت روس اپنی طرف سے یہ عہد کرتی ہے کہ جو حد افغانستان سے لیکر بندر عباس تک قرار دی گئی ہے اور اُسکے لیے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو گازک برچند اور کرمان سے گزرتا ہوا بندر عباس سے جا ملا ہے اس حد مین نہ اپنے لیے اور نہ اپنی کسی رعایا کے لیے اور نہ کسی تیسری سلطنت کی رعایا کے لیے کسی قسم کا پولٹیکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلون کا بنانا یا بنک کا قایم کرنا برقی تار کا لگانا سڑکون کی تعمیر نقل وحرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گی۔ اور اگر گورنمنٹ برطانیہ اعظم اُس ملک مین اس قسم کے اجارے حاصل کریگی تو اُسکی مخالف نہ ہوگی۔

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک مین شامل ہین جہان دولت روس اجارہ جات متذکرۂ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی۔

## شرط سوم

اب رہا ملک ایران کا وہ حصہ جو ان دونون حدود متذکرہ بالا کے درمیان مین واقع ہے وہان اگر دولت برطانیہ کی رعایا کوئی اجارہ حاصل کرے گی تو

روس بلا اطلاع و اتفاق دولت برطانیہ مانع و مزاحم نہ ہوگا - اسی طرح دولت برطانیہ اقرار کرتی ہے کہ اس حصہ ملک مین اگر دولت روس کی رعایا کوئی اجارہ حاصل کریگی تو دولت برطانیہ بلا اطلاع و اتفاق دولت روس مانع و مزاحم نہوگی - البتہ جو اجارے اس حصہ ملک مین موجود ہین وہ علی حالہ قائم رہین گے -

## شرط چہارم

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ شاہ کی گورنمنٹ نے اب تک بنک پیرس سے جو رقوم قرض لئے ہین اسکے سود کی ادائی مین کل چنگی کی آمدنی باستثنا سے فارستان و خلیج فارس بیع و مکفول سمجھی جائے گی اور بدستور سابق اس مد مین ادا ہوتی رہیگی اور نیز یہ امر بھی باہمی تسلیم شدہ ہے کہ فارستان اور خلیج فارس کی چنگی کی آمدنی اور نیز سواحل ایران جو بحر کیپین سے ملحق ہین وہان ماہی گیری کی آمدنی اسکے علاوہ پوسٹ آفس اور تار کی آمدنی حسب دستور سابق اس قرض کی ادائی مین دی جائے گی جو دولت ایران نے اب تک امپیریل بنک پرشیا سے قرض لیا ہے -

## شرط پنجم

اگر ان قرضون کی ادائی مین جو اب تک بنک پیرس و امپیریل بنک پرشیا سے لئے گئے ہین کوئی بدمعاملگی یا بے ضابطگی ظاہر ہوگی یا کوئی ایسی وجہ پیش آئے گی جس کے سبب سے اسکو اختیار ہوگا کہ قرض اول الذکر کی ادائی کیلئے

آمدنی پر اپنا انتظام قائم کرے یا برطانیہ اعظم کو اسی طرح کے انتظام کی ضرورت پیش آئے تو ہردو گورنمنٹ اول آپس مین تجویز کرلین گے کہ کیا سبیل اختیار کرنا چاہیئے تاکہ اس معاہدہ کی روسے آپس مین کوئی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس عہدنامہ کے دوسرے شرائط افغانستان اور تبت سے متعلق ہین۔

یہ عہدنامہ محض روس اور انگلستان نے آپس مین طے کیا اور بظاہر اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لئے تھا جو ایران اور دوسرے ممالک سے متعلق ہین۔ دولت ایران کو اس معاہدہ کی اطلاع بھی نہ دی اور نہ اُسے کسی طرح اس راز مین شریک کیا یہان تک کہ مجلس کو بھی اس معاہدہ کا علم نہ تھا بلکہ مجلس کو اُسوقت معلوم ہوا جبکہ ۴ ستمبر کو طہران مین اسکی اشاعت ہوئی۔ اہل ایران کو جب یہ معلوم ہوا کہ اُن کا ملک ان دونون سلطنتون نے راتون رات آپسمین اسطرح تقسیم کرلیا ہے تو انہون نے اس کی سخت مخالفت کی اور اُنکا مخالفت کرنا بالکل بجا تھا اسلیئے کہ یہ دونون سلطنتین بجاے خود ایران کی دوستی کا دم بھرتی تھین بلکہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ ایران کی خودمختاری اور تحفظ ہمیشہ مدنظر رکھین گے اور تمام ملک مین صلح اور امن مسلط کرنے کی بے لوث خواہش ظاہر کی تھی اور یہ کہا تھا کہ ملک کو ترقی دینے مین ہر طرح پر معین ہون گے۔

اس معاہدے کی اشاعت سے طہران مین بڑا جوش پھیلا اور جابجا بازارون اور شاہراہون مین اس جوش کے آثار نمایان ہونے لگے۔ دوسرے روز

سر سسل اسپرنگ رائس نے جو طہران مین برطانیہ کے سفیر تھے گورنمنٹ ایران کو سرکاری طور پر ایک تحریر بھیجی جس مین اس معاہدے کے اصلی معنی اور مقصد بیان کئے - یہ تحریر فارسی زبان مین تھی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے -

## ترجمہ مراسلہ سرکاری منجانب سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران بنام وزیر امور خارجہ ایران مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

(اس مراسلہ مین عہدنامہ کے مقاصد ظاہر کئے گئے ہین اور اُسکی نوعیت بتائی گئی ہے)

مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایران مین یہ مشہور ہے کہ انگلستان اور روس کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ دونون سلطنتین ایران مین دخل دینگی اور ملک کو آپس مین تقسیم کر لین گی - جناب کو معلوم ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان جو امور طے ہوئے ہین اُن کا اور ہی مقصد ہے اس لیئے کہ نواب مشیر الملک ابھی حال مین سینٹ پیٹرس برگ اور لندن دونون جگہ تشریف لے گئے تھے اور دونون سلطنتون کے وزرا امور خارجہ سے اس بارہ مین گفتگو کی دونون نے صاف صاف الفاظ مین اس معاہدے کے اغراض اُن سے بیان کئے اور اُنھین یقین دلایا کہ اہل ایران نے جو بات بجائے خود سمجھ لی ہے وہ صحیح نہین ہے غالباً مشیر الملک نے

اس امر کو ظاہر کر دیا ہو گا۔

سر ایڈورڈ گرے اور مشیر الملک مین جو گفتگو ہوئی اُس کا خلاصہ اور نیز موسیو آئی سولسکی کے بیان کا خلاصہ میرے پاس بھیجا گیا ہے۔

سر ایڈورڈ گرے لکھتے ہین کہ مین نے اور موسیو آئی سولسکی نے مشیر الملک سے یہ بیان کیا کہ ہم دونون دو اصلی امو کے نسبت متفق ہین۔

اوّل یہ کہ ہم دونون مین سے کوئی سلطنت ایران کے معاملات مین دخل نہ دے گی۔ البتہ اُس صورت مین کہ ہماری رعایا پر ظلم ہو یا اُن کو کوئی مالی نقصان پہونچے۔

دوم۔ یہ کہ اس معاہدے کی شرائط کی رو سے ایران کی خودمختاری اور حفاظت معرض خطر مین نہین پڑتی۔

سر ایڈورڈ گرے نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اب تک روس اور انگلستان مین مخالفت تھی اور ہر ایک یہی کوشش کرتا تھا کہ دوسرے کو ایران مین نہ رہنے دے۔ اگر یہ مخالفت ایران کے موجودہ نازک وقت مین قائم رہتی تو یہ دونون سلطنتین یا اُن مین ایک ایران کے اندرونی معاملات مین ضرور دخل دیتین تاکہ دوسری سلطنت موجودہ حالت سے فائدہ اُٹھا سکے

یا دونون مل کے دخل دیتین اور دوسری سلطنتون کو فائدہ اُٹھانے سے محروم رکھتین پس جو معاہدہ اسوقت روس اور انگلستان مین ہوا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ آیندہ دونون مین اس قسم کی دقتین نہ پیش آئین اور اس معاہدے کے شرایط ہرگز ایران کے مخالف نہین جیسا کہ موسیو آئی سولسکی نے صاف صاف مشیر الملک سے بیان کیا ہے۔ یعنی ہم دونون سلطنتون مین کوئی ایران سے کچھ نہین چاہتی پس ایران کو چاہیئے کہ اپنی ساری قوت اور توجہ اپنے اندرونی معاملات کی اصلاح مین صرف کرے۔ دونون وزرا اس بات پر متفق ہین کہ ایران کے معاملات مین دخل نہ دیا جائیگا پس اب کوئی جاے شک باقی نہین رہی۔ موسیو آئی سولسکی کے الفاظ جس مین انگلستان کا منشا بھی شامل ہے حسب ذیل ہین۔

روس کا عام اصول یہ ہوگا کہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات مین ہر قسم کا دخل دینے سے احتراز کرے البتہ اُس صورت مین کہ اُس کے اغراض کو ضرر پہونچایا جاے۔ موجودہ صورت مین یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ روس اس اصول سے انحراف کرے۔

اب رہی یہ افواہ کہ روس اور انگلستان ایران کو تقسیم کرنا چاہتے ہین۔ اور اُسکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونون سلطنتون نے اپنے اپنے لئے دائرہ اقتدار قرار دئے ہین۔ سر ایڈورڈ گرے اور

موسیو آئی سولسکی صاف صاف یہ لکھتے ہین کہ یہ افواہ محض بے بنیاد ہین - دراصل ان دونون سلطنتون کا جو منشا رہے وہ یہ ہے کہ کہ آپس مین ایک سمجھوتہ کرلین جس سے آیندہ کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو اور اس امر کا عہد کرلین کہ ان دونون مین کوئی سلطنت ایران کے ان مقامات مین اپنا اختیار نہ بڑھاے گی جو اُسکی سرحدون سے ملے ہوے ہین - پس صاف ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ نہ ایران کے حق مین مضر ہے نہ کسی اور سلطنت کے لئے - اسلئے کہ اس معاہدے کی پابندی صرف انگلستان اور روس پر لازم ہے جسکا منشا یہ ہے کہ ایران مین کوئی ایسی بات نہ کرین جس سے آپس مین نقیض پیدا ہو اور آیندہ کے لئے ایران کو اُن مطالبات سے بریت حاصل ہو جاے جو زمانۂ قدیم مین اُس کی تمدنی ترقی مین اس قدر مانع اور حائل ہوے ہین موسیو آئی سولسکی کے الفاظ بجنسہ یہ ہین :-

یہ معاہدہ جو دو ایسی یورپین سلطنتون کے درمیان ہوا ہے جنھین ایران سے خاص تعلق ہے اس امر پر مبنی ہے کہ دونون سلطنتین ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن رہینگی اور ایران کے فوائد کو بڑھائین گی اور ترقی دین گی - اب ایران اگر چاہے تو ان دو قوی ہمسایہ سلطنتون کی مدد سے اپنے اندرونی اصلاحات مین بہت کچھ ترقی کرسکتا ہے -

مندرجہ بالا بیانات سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو افواہ ایران مین

روس و انگلستان کے پولٹیکل اغراض کے متعلق پھیلی ہے کس قدر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ اس معاہدہ سے دونون سلطنتون کا یہ منشا نہین ہے کہ ایران کی خودمختاری پر حملہ کرین بلکہ ہمیشہ کے لئے اُسکے تحفظ کے ضامن ہو جائین۔ وہ یہ نہین چاہتے کہ کسی قسم کی دخل دہی کا بہانہ ڈھونڈین بلکہ ان دوستانہ شرایط سے یہ غرض ہے کہ آپس مین کسی کو اپنے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے بھی دخل دہی کا موقع نہ ملے۔ دونون سلطنتین امید کرتی ہین کہ آیندہ سے ایران بیرونی دخل دہی کا خیال بالکل دل سے نکال ڈالے گا۔ اور بہت آزادی کے ساتھ اپنے معاملات کا انتظام کرے گا۔ جسکی وجہ سے نہ صرف ایران بلکہ سارے عالم کو فائدہ پہونچے گا۔

برطانیہ کی کتاب آبی مین دسمبر ۱۹۱۱ء تک اس ضروری سرکاری کاغذ کا کہین پتہ نہ تھا جب ہاؤس آف کامنز مین سکرٹری آف اسٹیٹ امور خارجہ سے بہت کچھ سوالات کئے گئے تب انھون نے اس کے وجود کا اقرار کیا اور کہا کہ ہان ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران نے گورنمنٹ ایران کو اس مضمون کا مراسلہ بھیجا تھا۔ ایران کی ابتر حالت بدستور قائم تھی اور دسمبر مین طہران کے اخبارون نے شاہ کی نسبت سخت مضامین لکھے جنکی عبارت ایسی تحقیر آمیز الفاظ اور دھمکیون سے بھری تھی کہ کسی کو یقین نہ آسکتا تھا۔ ۴ نومبر کو شاہ بڑے جاہ و حشم کے ساتھ مجلس مین تشریف



Muḥammad 'Alí Sháh Qájár

Born 1872: crowned January 19, 1907: deposed July 16, 1909

لائے۔ اور چوتھی دفعہ قرآن پر یہ قسم کھائی کہ دستوری حکومت کی حمایت کرینگے
شروع دسمبر مین یہ صاف ظاہر ہوا کہ **محمد علی شاہ** نے مجلس شوریٰ توڑنے
کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے اُس نے دو
فوجین تیار کین۔ ایک فوج **قزاق بریگیڈ** کے نام سے موسوم تھی
جس مین بارہ سو سے اٹھارہ سو تک ایرانی تھے مگر اُن کے افسر روسی تھے
جنکو گورمنٹ روس نے اس کام کے لئے شاہ کو دیا تھا۔ اور اُن کی تنخواہین
بھی ایران کے خزانہ سے دیجاتی تھین۔ دوسری ایک بے قاعدہ فوج
تھی جس مین خود شاہ کے خدمت گار سائیس خچر ہانکنے والے اور شہر کے
کچھ اوراوباش شریک تھے۔ ایران کی ملکی فوج کچھ ایسی حقیر کس مپرس
حالت مین پڑی ہوئی تھی کہ کوئی اُسکی چندان پروا نکرتا تھا اور نہ کسی کو
اوسکا ڈر تھا۔

۱۵ نومبر کو شاہ نے **ناصر الملک** کی کبنٹ کے کل اراکین کو
طلب کیا جو ابھی حال مین مستعفی ہوچکے تھے اور انھین بہ جبر معہ وزیر اعظم
کے حراست مین لے لیا۔ اس اثناء مین شاہ کی اوباش فوج نے طہران مین
ہنگامہ شروع کیا اور مجلس کے خلاف شورش پیدا کی۔ مگر ابھی کسی کو اتنی جرات
نہین ہوئی کہ **بھارستان** پر قبضہ کرلے۔ بہارستان اُس عمارت
کا نام تھا جہان کل اراکین مجلس شوریٰ جمع ہوکے ملکی معاملات مین مشورہ

لائے۔ اور چوتھی دفع قرآن پر یہ قسم کھائی کہ دستوری حکومت کی حمایت کرینگے

شروع دسمبر مین یہ صاف ظاہر ہوا کہ **محمد علی شاہ** نے مجلس شوریٰ توڑنے

کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے اُس نے دو

فوجین تیار کین۔ ایک فوج **قزاق بریگیڈ** کے نام سے موسوم تھی

جس مین بارہ سو سے اٹھارہ سو تک ایرانی تھے مگر اُن کے افسر روسی تھے

جنکو گورمنٹ روس نے اس کام کے لئے شاہ کو دیا تھا۔ اور اُن کی تنخواہین

بھی ایران کے خزانہ سے دیجاتی تھین۔ دوسری ایک بے قاعدہ فوج

تھی جس مین خود شاہ کے خدمتگار سائیس خچر ہانکنے والے اور شہر کے

کچھ اور اوباش شریک تھے۔ ایران کی ملکی فوج کچھ ایسی حقیر کس مپرس

حالت مین پڑی ہوئی تھی کہ کوئی اُسکی چندان پروا نکرتا تھا اور نہ کسی کو

اوسکا ڈر تھا۔

۱۵ نومبر کو شاہ نے **ناصر الملک** کی کبنٹ کے کل اراکین کو

طلب کیا جو ابھی حال مین مستعفی ہوچکے تھے اور انھین بہ جبر معہ وزیر اعظم

کے حراست مین لے لیا۔ اس اثنا مین شاہ کی اوباش فوج نے طہران مین

ہنگامہ شروع کیا اور مجلس کے خلاف شورش پیدا کی۔ مگر ابھی کسی کو اتنی جرات

نہین ہوئی کہ **بھارستان** پر قبضہ کرلے۔ بہارستان اُس عمارت

کا نام تھا جہان کل اراکین مجلس شوریٰ جمع ہو کے ملکی معاملات مین مشورہ

کرتے تھے - چنانچہ وہ حسب معمول دوسرے روز وہان جمع ہوئے مگر
چونکہ رعایا کو اس ہنگامہ کی اطلاع ہو چکی تھی اُنھون نے بہ نظر احتیاط
ہر طبقہ سے چن چن کر مسلح لوگ بھیجدئے تاکہ بہارستان کی حفاظت کرین
اور دستوری مجلس کے ارکین کو ان بدمعاشون کے ہاتھ سے بچائین -
جب شاہ نے یہ دیکھا تو نہ قزاق بریگیڈ کو جرارت ہوئی اور نہ اُن اوباشون
کی ہمت بڑہی کہ مجلس پر حملہ کرین - بالآخر صلح ہو گئی اور شاہ نے اقرار کیا
کہ بعض رفقا اور وزرا نکال دے جائین گے اور اُن اوباشون کو سزا
دی جائیگی جنھون نے طہران مین ہنگامہ کرکے لوٹ مار شروع کردی
تھی اور آسایش خلائق عامہ مین مخل ہوئے تھے اور یہ اقرار کیا کہ قزاق
بریگیڈ اور دوسری شاہی فوج ملک کے محکمہ جنگ کے تحت مین
دیدیجائیگی اور مجلس کے پاس ایک تحریری حلفیہ اقرارنامہ سربمہر
لفافہ مین رکھ کر بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ شاہ دستوری حکومت کا تابع رہیگا -
اس درمیان مین جب مجلس کے توڑے جانے کی خبر دور دراز
صوبہ جات مین پہونچی تو وہان سے رعایا اور مشاہیر نے مجلس کے پاس
اپنی حمایت کے تار بھیجے - بلکہ بعض مقامات سے مجلس کی کمک کیلئے
فوجین آنا شروع ہو گئین - ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء مین جب ہنگامہ رفع ہو کے
تسلط ہو گیا تو شاہ نے ایک نئی کبنٹ وزرا تجویز کی اور نظام السلطنہ

کو وزیر اعظم مقرر کیا ۔ مجلس نے اپنا طریقہ شاہ کے ساتھ صلح اور آشتی
کا جاری رکھا لیکن پھر نئے نئے واقعات پیش آنے لگے ۔ آخر فروری
۱۹۰۸ء مین ایک دن شاہ کی سواری طہران مین جا رہی تھی کہ کسی نے شاہ کو
قتل کرنے کا ارادہ کیا وہ اپنی موٹر مین بیٹھے ہوے جا رہے تھے کہ کسی نے
ایک بام کا گولہ پھینکا جسکے پھٹنے سے موٹر چلانے والا مسمی وارنیٹ جو ایک
فرانسیسی تھا خفیف سا زخمی ہوا مگر **محمد علی شاہ** بالکل بچ گیا البتہ خفیف سا
چھلنا ہوا زخم لگا ۔ اب شاہ کو پھر یہ شبہ پیدا ہوا کہ دستوری حکومت والون کی
یہ شرارت تھی اور اُس وقت سے شاہ کے تعلقات مجلس کے ساتھ پھر
بُرے ہونے لگے ۔

آخر مئی ۱۹۰۸ء مین ہر ایک فریق نے دوسرے پر بعض مطالبات
پیش کئے اور یہ طے پایا کہ شاہ کے ہواخواہ اور دستوری حکومت کے
موید دونون ایک ساتھ اُسپر عمل کرین ۔ چنانچہ شاہ نے پہلی جون کو اپنی
مرضی کے خلاف بعض اہل دربار کو موقوف کر دیا اُن مین سے ایک شخص
**امیر بہادر جنگ** تھا جس سے لوگ بہت نفرت کرتے تھے ۔
اس شخص نے یہان سے نکلکر روسی سفارت خانہ مین پناہ لی ۔ دوسرے روز
روس اور برطانیہ کی طرف سے علانیہ مداخلت شروع ہوئی جس نے بالآخر
مجلس کو توڑا اور تین ہفتہ کے بعد اُسی قزاق بریگیڈ کے ہاتون سے

بہارستان پر گولہ باری کرائی۔

فی الحقیقت سفیر روس **مسٹر ڈی ہارٹوک** اور سفیر برطانیہ **مسٹر مارلنگ** دونون وزیر امور خارجہ دولت ایران کے پاس آئے اور یہ دہمکی دی کہ اگر شاہ کے منصوبون اور خواہشون کی مخالفت سے باز نہ آئینگے تو گورمنٹ روس دخل دیگی۔ روسی سفیر نے اس معاملہ مین پیش قدمی کی اور سفیر برطانیہ نے اُس مین ہان مین ہان ملائی۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عہدنامہ متذکرہ بالا کے شرائط اور نیز **سر سسل اسپرنگ رائس** کے مراسلہ کا مضمون جو گورمنٹ ایران کو بھیجا گیا اُسکے روسے روس اور انگلستان ایران کے اندرونی معاملات مین دخل دینے کے کہان تک مجاز تھے۔ اس مین شک نہین کہ اس سے بڑھ کے بدعہدی اور خلاف ورزی اور کیا ہوسکتی ہے۔

دونون سفارت خانون سے فوراً مجلس کے پاس ایک تحکمانہ تحریر آئی اور اُس نے حسب خواہش اپنا اثر دکھایا۔ اور یہی دونون کی غرض تھی مجلس ہمیشہ سے ان دونون سلطنتون کی طرف سے بدگمان تھی اور اس کو یہ اندیشہ تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور دخل دینگی۔ مجلس کے ارکین نے ایک ایسے جھوٹے دغاباز بادشاہ کو مجبور کر کے قانون کا پابند بنایا اور اب یہ دونون سفارتین مجلس کے ممبرون کو مجبور کر رہی تھین کہ اب تک جو

کچھہ اصلاح ہوئی وہ رائیگان جائے - ان دونون سلطنتون کی یہی غرض تھی
کہ ملک مین بدعملی پھیلی رہی تاکہ اُنہین دخل دہی کا موقع ملے اور ان کے
اغراض پورے ہون

دوسرے دن تیسری جون ۱۹۰۸ء کو شاہ نے مارے ڈر کے شہر چھوڑ دیا
اور شہر کے باہر باغ شاہ مین رہنا اختیار کیا - شہر سے روانگی کے وقت شاہ
کو یہ اندیشہ ہوا کہ جن راستون سے گزر ہوگا وہان کوئی مزاحم نہ اُٹھہ کھڑا ہو
لہذا حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے دو ہزار گارڈ کے سپاہی اور تین سو
توپ خانون کے جوانون کو مع توپ خانہ کے یہ حکم دیا کہ شہر مین خوب ہنگامہ
بپا کرین - اُدہر یہ ہنگامہ شروع ہوا ادھر شاہ چپکے سے کرنل لیاخوف
کو ساتھہ لیکر باغ شاہ کو چل دیا -

دوسرے دن اہل شہر یہ سمجھہ کے کہ شاہ مجلس پر پھر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا
ہے ایک گروہ کثیر مین جمع ہوئے اور محمد علی شاہ کے معزولی کے طالب ہوئے

پانچوین جون کو شاہ نے دستوری حکومت کے بہت سے اراکین کو
مشورہ کرنے کے بہانہ سے باغ شاہ مین بلوایا اور جب وہ وہان آئے تو
اُنکو قید کر لیا - اُن مین سے ایک شخص کسی طور سے بچ کر نکل گیا - اور اُس نے
فوراً مجلس کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی - اس خبر سے تمام شہر مین ہل چل مچگئی
چھٹی جون سے ۲۳ جون تک شاہ دستوری حکومت کے خلاف علانیہ تیاریان

کرتا رہا - فوج جمع کی - ہتیار فراہم کئے سامان حرب مہیا کیا تار آفسون پر قبضہ کرلیا اور جابجا تارون کو کاٹ دیا تاکہ مجلس دوسرے صوبہ جات سے بذریعہ تار مراسلت نہ کرسکے - اور دستوری حکومت کے عہدہ دارونکو ہٹا کر اُن کی جگہ اپنے ہوا خواہون کو مقرر کیا اور دستوری حکومت کے عہدہ دارون کو جو اپنی خدمتون سے علیحدہ کئے گئے تھے قید کرلیا اور سارے شہر مین فوجی قانون جاری کرکے روسی کرنل لیاخوف کو افسر اعلےٰ مقرر کیا - بعدازان قزاقون کے ہاتھ مجلس کے پاس ایک الٹیمیٹم (اعلان حرب) بہیجکر یہ دہمکی دی کہ اگر لوگ مسجد کو چھوڑکر (جہان وہ جمع ہوئے ہین) منتشر نہ ہوجائین گے تو مسجد توپ سے اُڑادی جاوے گی اور یہ کہلا بہیجا کہ دستوری حکومت کے بعض موئدین مثل واعظ، اڈیٹر اخبارات فوراً نکال دئے جائین - اسکے بعد ۲۲ رجون کو رعایا اور مجلس کو یہ دہوکا دیا کہ آیندہ سے کل معاملات متنازعہ ایک ایسی کمیٹی سے طے ہوا کرین جو دستوری پسند اور بادشاہ دوست اراکین سے مرکب ہو -

۲۳ رجون کو آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ایک ہزار قزاق اور دوسری فوج نے مجلس کی عمارت کا محاصرہ کرلیا اور کل راستون پر فوجی پہرے بٹھادئے - اب اراکین مجلس کی آمد شروع ہوئی - جو شخص آتا تھا اُسے مکان مین جانے دیتے تھے مگر پھر باہر آنے کی اجازت نہ تھی - ایک گھنٹے کے

بعد کرنل لیاخوف مع چھہ روسی افسرون کے وہان آیا اور فوج اور چھہ توپونکو اس طرح تقسیم کیا کہ اس مقام پر وہ پوری طور پر حاوی رہین بعد ازان کرنل لیاخوف گھوڑے پر سوار ہوکر چلا گیا اور اسکے جانے کے ساتھہ ہی فوج نے باقی روسی افسرون کے حکم سے مجلس کی عمارت پر گولہ باری شروع کی۔ پہلی ہی باڑہ مین بہت سے فدائی مارے گئے۔

کم وبیش سَو فدائی جو وہان موجود تھے انھون نے اس حملہ کا جواب دیا اور قزاقون کی تین توپون کو بیکار کردیا اس عرصہ مین قزاق کی اور تازہ دم فوج آگئی مگر باوجود اسکے کہ یہ فدائی مجلس کے محافظین تعداد مین کم تھے مگر سات آٹھہ گھنٹہ تک برابر جی توڑ کے لڑا کیئے یہان تک کہ مجلس کی عمارت گولون کی ضرب سے بالکل مسمار ہوگئی اور جو اراکین مجلس اُس مین تھے وہ بیچارے شہید ہوئے، گرفتار کرلیئے گئے یا بعض بچ کر نکل گئے۔ بہت سے مشہور قومی فدائی گرفتار کیئے گئے جن مین بعض کو پھانسی دی گئی اور بعض کو قیدخانہ نصیب ہوا۔ چند لوگ کوشش سے بچ کر نکل گئے۔ کئی دن تک کرنل لیاخوف نے مع اپنی فوج کے اُن لوگون کے گھرون کو خوب لوٹا اور مسمار کیا جن سے شاہ ناخوش تھا۔ مجلس کا تمام دفتر برباد کردیا گیا اور وہ اصل کرنل لیاخوف سارے طہران کا حقیقی حاکم بن گیا۔ گو یہ شخص ایک روسی افسر تھا اور روس کی فوجی وردی پہنے ہوئے تھا۔ مگر جب اہل یورپ کی

طرف سے اس بارہ مین اعتراضات کئے گئے تو روسی کبنٹ نے صاف انکار کر دیا کہ گورمنٹ روس اس واقعہ کی ذمہ دار نہین ہے اور نہ اسکو ان باتونکا علم تھا۔ کرنل لیاخوف کی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ وہ بالکل شاہ کے حکم کے تابع تھا حالانکہ بہت کافی شہادت اس امر کے ثبوت کے لئے موجود ہے کہ مجلس کی تباہی اور دستوری حکومت کی بربادی جو لیاخوف کے ہاتھون ظہور مین آئی وہ انھین وزرا کے اشارے سے ہوئی جو سینٹ پیٹرسبرگ مین زار روس کے مشیر تھے۔ موسیو ہارٹ وک سفیر دولت روس متعینہ ایران اسی گروہ کا ایک نمایان رکن تھا۔ لیاخوف نے جو کچھ کیا وہ صرف انکے احکام بجالایا۔

اس اثنار مین ایران کے صوبہ جات مین جابجا بلوے شروع ہو گئے۔ بالخصوص رشت، کرمان، اصفہان اور تبریز مین۔ تبریز کے باشندون نے شاہ کی معزولی کا اعلان دیدیا اور تین سو سوارون کا ایک رسالہ دستوری حکومت کی حمایت کے لئے طہران روانہ کیا۔ گو اسوقت اس امر کی بہت کم امید تھی کہ دستوری حکومت ایران مین پھر مسلط ہوگی اور اہل طہران کا اس بات پر مایوس ہونا کہ اب اُن کی ایک آخری امید کا بھی خاتمہ ہوا چاہتا ہے بیجا نہ تھا۔ تبریز جو پایۂ تخت کے بعد ایران مین دوسرا مشہور شہر ہے وہان فدائیون اور شاہی ہواخواہون مین خانہ جنگی شروع

ہوگئی بلکہ جس روز طہران مین کرنل لیاخوف نے مجلس کی عمارت پر گولے برسانے شروع کئے ہین اُسی روز وہان بھی ان دونون فریق مین تلوار چلگئی تبریز کے باشندون کو محمد علی شاہ سے نفرت تھی کیونکہ وہ اِسے خوب جانتے تھے یہ وہان عرصہ تک گورنر رہ چکا تھا - طہران مین مجلس کی تباہی کے بعد تبریز مین دستوری حکومت کے موید مین دس مہینہ تک برابر لڑتے رہے اوّل شاہی ہواخواہون سے جنگ ہوئی جن کو اُنھون نے مار کے نکال دیا - بعدازان قحط کا مقابلہ کرنا پڑا اِسلیئے کہ سڑکین سب بند تھین اور شہر محصور تھا -

اکتوبر ۱۹۰۸ء مین یہ افواہ اُڑی کہ روس اپنی فوج اس بنا پر تبریز کو بھیجنے والا ہے کہ روسی سفیر کو یورپین رعایا کے جان و مال کا خطرہ ہے - اس درمیان مین یہ راز کھل گیا کہ روسی سفیر موسیو پوخی تانوف شاہ کے حمایتون کے ساتھ ساز دباز کر رہا ہے اور اُن کے لئے اسلحۂ جنگ مہیا کئے ہین یہ محض ایک بہانہ تھا ورنہ دستوری فوج کو خود یورپین کی جان و مال کا بے انتہا خیال تھا جس امر کی تصدیق خود یورپین نے کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ مقامی دستوری حکومت نے تمام شہر مین بہت امن قایم رکھا - ۱۱ - اکتوبر کو چار سو ایرانی قزاقون کی فوج معہ چار توپون کے بسرکردگی افسران روس طہران سے تبریز کی طرف روانہ ہوئی کہ دستوری حکومت کے موَیدین کا قلع و قمع

کیے ۔ مگر تبریز مین ۱۲ اکتوبر تک دستوری حکومت والے سارے شہر پر قابض تھے ۔ نومبر کے آخر مین باوجود قزاقون کی فوج اور توپونکے جو شہر کے محاصرین کی امداد کے لئے آئی تھی تبریز کی دستوری حکومت والے اُن پر برابر فتحیاب رہے اس سے اتنا فائدہ ہوا کہ دوسرے شہرون کے دستوری حکومت والے اپنی تجاویز کو پورا کرسکے اور چار مہینے کے عرصہ مین وہ رشت، اصفہان، لار، شیراز، ہمدان، مشہد استرآباد، بندرعباس، اور بوشہر پر بخوبی حاوی ہوگئے۔

۵- جنوری ۱۹۰۹ء کو بختیاری قبائل کے دو سردار صمصام الدولہ وضرغام السلطنت معہ اپنے ہزار آدمیون کے شہر اصفہان پر قابض ہوگئے اور بادشاہی فوج کو مار کے منتشر کردیا۔ بختیاریون نے دستوری حکومت کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا تھا۔

رشت کے شمال مین دستوری حکومت کی مدد کو وہ عجیب وغریب شخص سپہدار اعظم پشت پناہ بنگیا جو چند مہینے پہلے شاہ کی فوج کا افسر تھا جو تبریز کا محاصرہ کر رہی تھی۔

جنوری کا مہینہ اہل تبریز پر بہت سخت گزرا سیکڑون بھوک سے مرگئے گھاس تک کھانے کو میسر نہ آتی تھی۔ رحیم خان کے وحشی قبائل اور شاہ کی فوجین لوٹ کی امید مین شہر کا محاصرہ کئے پڑی تھین محصورین فدائیون

نے کئی دفعہ دہاواکر کے شہر مین غلہ اور جنس لانے کی کوشش کی۔ اس مہم مین دو غیر ملک کے باشندون نے ہاتھ بٹایا۔ ایک انگریز مسٹر مور جو بعض انگریزی اخبارون کی نامہ نگاری کی غرض سے ایران آئے تھے اور دوسرے ایک امریکن مسٹر باسکرول جو تبریز مین ایک مشن اسکول کے معلم تھے۔ ۲۱ اپریل کو جو دہاوا ہوا اُس مین یہ امریکن صاحب مارے گئے۔

جب تبریز مین کھانے کی بہت ہی قلت ہوئی تب یہ تجویز ہوئی کہ کل غیر ملک کے اشخاص جو وہان سکونت پذیر ہین ان کو باہر جانے کی اجازت دی جائے اور شاہ کی فوج کے افسر کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ انہین امن سے نکل جانے دے۔ مگر کُل غیر ملک والون نے اس طرح اپنا کاروبار چھوڑ کر جانے سے انکار کیا۔ ۲۰ اپریل کو روس نے شہر مین اپنی فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ غلہ وغیرہ کے لانے مین مدد دے اور غیر ملک کے باشندون اور سفارت خانون کی حفاظت کرے اور اگر کوئی شہر سے باہر جانا چاہے تو اُسکو مدد دے۔

۲۹ اپریل کو روسی فوج جس مین قزاقون کے چار اسکواڈرن پیدلون کی تین پلٹنین دو توپ خانے سفرمینا کی ایک کمپنی شامل تھی وہان آئی اور دوسرے دن شہر مین داخل ہوئی۔ روسی گورنمنٹ نے صاف صاف الفاظ مین یہ یقین دلایا کہ یہ فوج صرف اُس وقت تک وہان رہیگی جب تک کہ سفارت خانون اور غیر ملک کے باشندون کے جان و مال کی حفاظت کی ضرورت لاحق ہوگی اور یہ فوج

پولیٹیکل جھگڑون سے احتراز کرے گی۔ مگر یہ بھی ایک حیلہ سازی تھی۔ چار ہزار روسی فوج تبریز مین پڑاؤ ڈالے پڑی رہی اور وہان کے باشندون سے کچھ تنازعہ نہ ہو یہ امر محال تھا۔ گو شہر مین بالکل امن قایم ہوگیا مگر روسیون نے باوجود وعدے کے اپنی فوج وہان سے نہ ہٹائی۔ مارچ مین رشت کے فدائیون نے اس سڑک پر جو بحر کسپین سے قزوین اور طہران کو جاتی تھی کچھ قبضہ کرلیا مگر وہ بختیاری فوجون کے منتظر تھے جو اصفہان اور جنوب سے آرہی تھین اس درمیان مین ۲۲ اپریل کو روس اور برطانیہ کی سفارت کی طرف سے ایک زور دار مراسلہ شاہ کے پاس بھیجا گیا اور شاہ نے ۱۰ مئی کو حلفاً پھر یہ اقرار کیا کہ دستوری حکومت کو بحال رکھے گا اور اس کا حامی رہے گا۔ مگر اب دستوری حکومت کے سرگروہ کو اُسکی بات کا کچھ اعتبار نہ رہا تھا۔

اس اثنا مین دستوری حکومت کی فوجین دارالسلطنت کی طرف بڑھنا شروع ہوئین۔ جو فوج اصفہان سے آئی تھی اس کا افسر بختیاری سردار **صمصام السلطنہ** تھا۔ ساتوین مئی کو سردار **اسعد** بھی جو ابھی حال مین یورپ سے خلیج فارس کی طرف سے واپس آیا تھا اُس سے آملا۔ شاہ نے اس فوج کے مقابلہ کے لئے بعض شاہی سپاہی روانہ کئے۔

اس درمیان مین دستوری حکومت کی فوج جو رشت سے آئی تھی اُس نے قزوین پر قبضہ کرلیا۔ یہ شہر طہران کے شمال مین ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس فوج کا افسر سپهدار اعظم تھا۔ گو کہا جاتا ہے کہ ایک ارمنی شخص یفرم خان اس فوج کا روح روان تھا۔ ۵ مئی کو قزوین فتح ہو گیا اور ۶ مئی کو ایرانی قزاقون کی ایک فوج معہ دو میگزین توپون کے بسرکردگی روسی افسر کپتان زاپولسکی طہران سے بھیجی گئی تاکہ پایۂ تخت کے شمال ومغرب کی طرف ۳۰ میل کے فاصلہ پہ جو پل کراج پر واقع ہے اُسکی حفاظت کرے اور راستہ کو روکے رہے۔ دستوریون کی فوج کی تعداد چھ سو سے کم تھی۔

اس وقت روسی سفارت نے پھر دخل دیا اور ایک تحکمانہ مراسلہ سپہدار کے پاس بھیجا کہ طہران پر جو پیش قدمی کی جارہی ہے موقوف رہے۔

۱۶ جون کو بختیاری فوجین جن مین ۸۰۰ آدمی تھے طہران کی طرف روانہ ہوئین اور تھوڑے عرصہ مین قزوین کی دستوری فوج سے جا ملین۔ اس عرصہ مین برطانیہ اور روسی سفارت نے کوئی دقیقہ کوشش کا اُٹھا نہ رکھا کہ بختیاری سردارونکو اپنے ارادے سے باز رکھین مگر ایک نہ چلی ۲۳ جون کو اس فوج کا ہراول قُم تک پہونچ گیا جو طہران کے جنوب مین ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ باوجود اُن تمام دھمکیون کے جو سفارت روس و برطانیہ کی طرف سے ہوئین سردار اسعد نے یہ کہلا بھیجا کہ مین خود شاہ سے بعض امور کا استفسار کرونگا اور فوج برابر بڑھتی گئی۔ روسی گورنمنٹ اس پر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئی اور دستوری فوج کو ڈرانے کے لئے باکوین

ایک روسی فوج اسلیئے جمع کی کہ شمالی ایران پر حملہ آور ہو۔ اس وقت شاہ کی فوج پانچ ہزار سلطنت آباد مین تعینات تھی اور قزاق بریگیڈ کے (۱۳۵۰) سپاہیون مین سے (۸۰۰) کرنل لیاخوف کی ماتحتی مین دیے گئے تھے جن مین سے ۳۵۰ سپاہی طہران کے شمالی حصہ کی حفاظت کر رہے تھے اور (۲۰۰) جنوبی حصہ کی۔ یہ سب بختیاری فوج کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ۳ر جولائی کو کرج پر جو فوج تعینات تھی وہ وہان سے ہٹ کے شاہ آباد مین آرہی جو طہران سے صرف ۱۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور دوسرے دن اس فوج سے اور دستوری فوج کے ہراول سے مٹھ بھیڑ ہوگئی ایرانی قزاق جو کپتان زاپولسکی اور دو اور روسی افسرون کے زیر کمان تھے اور اُن کے پاس تین توپین بھی تھین اُن مین ایک ایرانی افسر اور تین سپاہی مارے گئے اور دو زخمی ہوے دستوری فوج مین ۱۲ر آدمی مارے گئے۔

اس عرصہ مین روس نے اپنی فوج باکو سے روانہ کی اور ۸ر جولائی تک دو ہزار سپاہی ایران پہونچ گئے۔

۱۱۔ جولائی کو وہ قزوین پہونچے سفارت نے دستوریون کو متنبہ کیا کہ اگر اور آگے قدم بڑھاؤ گے تو ہم مانع ہونگے اسکے علاوہ دستوریونکو ڈرانے اور دھمکانے مین اور بہت سی کوششین کی گئین مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر کار ۱۰ر جولائی کو طہران سے ۱۵ میل کے فاصلے پر مغرب کی طرف بمقام بادامک

بختیاریون اور قزاق برگیڈ مین ایک جنگ ہوئی جسکا نتیجہ فیصلہ کن نہ تھا۔ اسکے بعد پھر دو دن تک متفرق لڑائیان ہوتی رہین۔ تا اینکہ ۱۳ر جولائی کو دستوریون کی دو فوجین ایسی ہوشیاری کے ساتھ دشمن کی فوجون مین سے گزرکر ۶ ½ بجے صبح کو چپ چاپ طہران مین داخل ہوگئین کہ وہ سب مُنہ دیکھتے رہگئے یہ چالاکی اُسی ارمنی افسر **یفرم خان** کی تھی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اب طہران کی گلیون اور سڑکون پر لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن جاری رہی طہران کے باشندون نے نہایت جوش کے ساتھ دستوری فوجون کا خیر مقدم کیا اور ۱۳ر جولائی کو اُنھون نے اپنا یوم نجات قرار دیا۔ دوسرے دن قزاقون کا برگیڈ معہ **کرنل لیاخوف** کے اپنی بارک مین محصور ہوگیا۔ اور آخر کار روسی کرنل نے مجبور ہوکے سپہدار کے پاس صلح کا پیام بھیجا اور ہتیار رکھدے۔ دستوری فوج نے شہر مین داخل ہوکے بڑی جوان مردی دکھائی تمام اہل شہر کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا۔ ۱۵ر جولائی کو وہ شہر پر پورے قابض ہوگئے۔

۱۶ر جولائی کو ۸ ½ بجے صبح شاہ نے معہ ایک کثیر التعداد فوج اور مصاحبین وغیرہ کے شہر سے بھاگ کر روسی سفارت خانہ مین پناہ لی جو بمقام زرگندہ شہر سے چند میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اس طرح تخت سے دست بردار ہوا بھاگنے سے پہلے اُس نے روسی سفیر کی اجازت حاصل کرلی تھی کہ بھاگ کے وہان ٹھیرے گا جون ہی یہ وہان پہونچا سفارت خانہ کی عمارت پر روسی اور انگریزی جھنڈے

چڑھا دے گئے اس عرصہ مین کرنل لیاخوف نے دستوریون کی اطاعت قبول کرلی اور اُن کے ملازمت مین داخل ہوگیا اور یہ اقرار کیا کہ اب وزیر جنگ کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اُسی دن شام کو بہارستان کی زمین پر ایک غیر معمولی جلسہ ہوا جس مین شاہ کی معزولی کا باقاعدہ اعلان کیا گیا اور اس کا بیٹا **سلطان احمد میرزا** جسکا سن بارہ ۱۲ برس کا تھا بادشاہ بنایا گیا اور خاندان قاچار کا ایک بہت ہی سن رسیدہ بزرگ شخص **آزاد الملک** نائب السلطنت مقرر ہوا۔

چنانچہ ۱۶ر جولائی ۱۹۰۹ء کو دستوری حکومت ایران مین ازسرنو قایم ہوئی اور محض اہل ملک کی غیر معمولی دلیری حب الوطنی اور ہوشیاری کی بدولت یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ورنہ روس اور برطانیہ تو اس کا خاتمہ کرچکے تھے۔

اس کے بعد دستوری حکومت نے ایک ضروری کمیٹی قایم کی جس سے برطانیہ اور روس کے سفارت کے درمیان گفتگو شروع ہوئی کہ شاہ معزول **محمد علیشاہ** کن شرائط پر ایران سے باہر کیا جاے۔ ملک کے جواہرات جو اُس کے پاس ہین سب لے لئے جائین وہ اپنا کل قرض ادا کردے اور اُس کی ذاتی جائداد جہان کہین رہن ہے اُسنے فک رہن کراے (تاکہ وہ روسیون کے ہاتھ مین نہ پڑے) اور اُس کے گزارے



EPHRAIM KHAN, CHIEF OF THE POLICE AND GENDARMERIE OF TEHERAN.
He did more than any other to defeat Muhammad Ali.

کے لئے کیا پنشن مقرر کیجاے۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو یہ طے پایا کہ ایک اقرارنامہ مرتب ہوا اور اُسپر روس اور برطانیہ کے سفرا اور نیز دوسرے فریق اپنے اپنے دستخط کرین۔ چنانچہ اقرارنامہ مرتب ہوا اور اُسپر دستخط ہوگئے۔ اور شاہ معزول کی پنشن سولہ ہزار چھسو چھیاسٹھ پونڈ سالانہ قرار پائی۔ ۹ ستمبر کو وہ مع اپنے بیگمات اور ہمراہین کے روسی سفارت خانہ سے بحر کسپین کو روانہ ہوا تاکہ وہان سے اڈسا کو جاے۔ پہلی اکتوبر کو اُس نے ساحل ایران چھوڑا اور باکو پہونچا جہان سے ایک اسپیشل ٹرین مین بیٹھکر اڈسا پہونچ گیا۔ یہ اسپیشل ٹرین گورمنٹ روس نے اُس کے لئے فراہم کی تھی۔ ۱۸ رجولائی کو سلطنت آباد مین شاہ معزول کے فرزند احمد میرزا کے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔

۲۰ رجولائی کو وہ پایہ تخت مین داخل ہوا اور اُس کے آمد کی خوشی مین تمام شہر مین روشنی کی گئی۔ اس کے بعد روس وانگلستان نے نئی دستوری حکومت کو تسلیم کیا۔ اس قومی مجلس نے اب ایک کبنٹ نامزد کی اور یفرم خان کو شہر کا کوتوال مقرر کیا۔ جو اخبارات پہلی مجلس کے زمانہ مین نکلے تھے اب پھر جاری ہوے اور اُن کو ہر طرح کی آزادی دیگئی۔ اکتوبر کے مہینے مین مجلس کے ممبرون کا انتخاب شروع ہوا اور ۲۸ راکتوبر تک ۶۴ ممبر ملک کے مختلف مقامات سے انتخاب ہوکر طہران مین جمع ہوگئے۔

۱۵ - نومبر ۱۹۰۹ء کو مجلس کا باقاعدہ افتتاح ہوا جس مین ہر طبقہ کے وکلاء شریک تھے - سپہدار وزیر اعظم اور وزیر صیغہ جنگ مقرر ہوئے اور انہون نے بادشاہ کی طرف سے اسپیچ دی -

یہان یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور اُدہر **تبریز - قزوین - رشت** اور دوسرے متفرق مقامات پر روسی فوج بدستور اپنے پنجے جمائے ہوئے تھی جسکی وجہ سے روس کی نیت کی نسبت دستوری حکومت والون کی بدگمانی بڑہتی جاتی تھی - باوجود ان ساری دقتون اور پریشانیون کے نئی مجلس اور کیبنٹ نے بڑی جرءت کے ساتھ انتظام ملک مین اصلاح شروع کی بدامنی کو دور کیا - ملک مین پولیس قایم کی مالگزاری تحصیل کرنے کے ذرایع معین کئے اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا - تمام ملک ایک نہایت ابتری کی حالت مین تھا اُسپر طرہ یہ کہ خزانہ بالکل خالی اور اغیار کا قرض جسکا بار ایران کو پیسے ڈالتا تھا -

ایک فرانسیسی **موسیو بیزاو** مقرر کیا گیا کہ دستوری حکومت کو مالی اصلاحات مین مدد دے - دو برس تک وہ رہا مگر اُس نے کچھ نہ کیا اور حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی ایران کی بدقسمتی سے اُس کے بہادر سپوت جنھون نے ظالم بادشاہ کو تخت سے اُتارا اور فتح مندی کے وقت اپنے تئین باستقلال رکھا افسوس ہے کہ اُن مین بہت ایسے نکلے جو موجودہ حالت

سے اپنے ذاتی فائدے اُٹھانے مین مصروف ہو گئے - ایک طرف تو خزانہ کی یہ حالت تھی اور دوسری طرف مالی انتظام مین رشوت اور دغابازی کا بازار گرم تھا اُسپر بیرونی قرضہ کا بار اور روزانہ اخراجات کی زیادتی غرضکہ ہر طرف تباہی کے آثار نمایان تھے ایسی حالت مین حقیقت یہ ہے کہ اُسی مجلس کے ممبرون کا کام تھا کہ اُنکے قدم نہ ڈگے اور اُنھون نے یہ طے کیا کہ اگر ملک کو تباہی سے بچانا اور دستوری حکومت کو قائم رکھنا ہے تو کوئی جدید طریقہ انتظام جلد جاری کرنا چاہیئے -

باوجود اس نمایان کامیابی کے جو دستوری حکومت کو حاصل ہوئی یعنی شاہ کو ملک سے نکال باہر کیا اور اُس نے اپنے کیئے کی سزا پائی - ملک کچھ ایسی ابتر حالت مین تھا کہ ایک عمدہ اور باقاعدہ گورنمنٹ قائم ہونے کی امید بہت کم تھی - ایسی گورنمنٹ کا قائم ہونا جسکی وقعت لوگون کے دلون مین ہو اور جو ہمسایہ سلطنتین دوستی کا دم بھرتی ہین اُنھین ملک مین دخل دہی کا کوئی موقع نہ ملے بہت دشوار تھا - ملک کا انتظام بالخصوص وہ محکمہ جات جو مال سے متعلق تھے شاہان ماسبق کے وقت مین کچھ ایسے ابتر ہو گئے تھے جن کی وجہ سے ایران کی ساکھ نہ اپنے لوگون مین رہی تھی اور نہ غیر ملک والون مین ایسی حالت مین اُسے اس تباہی کے پنجہ سے بچانا بڑا ہی دشوار کام تھا اور اس کے لئے کمال جرأت استقلال ہوشیاری اور حب الوطنی درکار تھی - اندرونی دشواریان کیا کم تھین کہ اُس پر طرّہ

یہ ہوا کہ روس کی علانیہ مخالفت اور انگلستان کے بودے پن نے اور سونے میں سہاگہ ملا دیا۔ روس اسی فکر مین تھا کہ ایران مین دستوری حکومت نہ جمنے پائے انگلستان کو لازم تھا کہ روس کو اس معاملہ مین روکتا مگر وہ مارے ڈر کے اس بارہ مین اور روس کا دمساز بنا ہوا تھا۔ پس جدید دستوری حکومت کو ابتدا ہی سے ایسے غیر معمولی اور عجیب تعلقات کا سامنا کرنا پڑا جو ان دو سلطنتون نے بلالحاظ ایران کے خود مختار سلطنت ہونے کے خواہ مخواہ اس کے سر منڈھے تھے۔

صوبہ جات کی غریب رعایا کو ہر عہد مین ٹیکس دینا ہوتے تھے جبکا کوئی جز اُن کی فلاح مین صرف نہ کیا جاتا تھا اور وہ بیچارے ہمیشہ اُن سرکاری لٹیرون اور قزاقون کا شکار ہوتے تھے جنھین قسمت اُن پر حاکم مقرر کرتی تھی۔ گو دستوری حکومت اب قائم ہوگئی تھی مگر وہان کے عوام الناس بالکل جاہل تھے اور ایسی حکومت مین رعایا کے جو حقوق اور ذمہ داریان ہوتی ہین اُن سے بالکل لاعلم تھے۔ اب یہ موقع نہ تھا کہ وہ کافی تعلیم حاصل کرکے اپنے تئین ان باتون کا اہل بنائین اسلئے کہ ملک ایک عجیب خطرے مین پڑا تھا جسکی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہ جب تک وہ قابلیت حاصل کرکے اہل بنین خود ملک کا وجود بحیثیت ایک خود مختار سلطنت کے نقشۂ عالم سے مٹ جائے گا اور ملک ہی اُنکے پاس نہ رہے گا۔ لہذا جو لوگ صاحب فہم تھے اور بادشاہ کے معزول ہونے کے بعد اس نئی حکومت مین اٹھارہ مہینے تک بااختیار رہے اُنھین بڑی ذمہ داری کا

سامنا ہوا چونکہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایک راشی اور خراب حکومت کے عادی تھے اُنھون نے باختیار ہوتے ہی اپنی جیبین بھرنی شروع کین اور مطلق اسبات کا خیال نہ کیا کہ وہ رعایا کے امین ہین اور اسلئے مقرر کئے گئے ہین کہ رعایا کے حقوق کی حفاظت کرین۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ایک کثیر التعداد روسی فوج شمالی ایران مین موجود تھی گو سفراے روس و برطانیہ نے یہ بیان کیا تھا کہ یہ فوج صرف یورپین باشندونکے جان و مال اور حقوق کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور جب اس کی ضرورت نہ رہے گی تب وہان سے ہٹالی جائے گی۔

کچھ تو اس فوج کی موجودگی اور کچھ مقامی شورشون کی وجہ سے جو عموماً ایسے ممالک مین کسی بڑے انقلاب کے وقت ظہور مین آتی ہین دستوری حکومت کو روز افزون دشواریون کا سامنا رہا ستمبر ۱۹۰۹ء مین ایک مشہور ڈاکو رحیم خان نے شہر اردبیل پر جو شمالی ایران مین واقع ہے حملہ کردیا اب روسی گورنمنٹ کو اور فوج بھیجنے کا بہانہ مل گیا اور بجائے اسکے کہ جو روسی فوج ایران مین موجود تھی وہ ہٹائی جاتی اور بہت سی فوج وہان بھیجدی گئی۔ گورنمنٹ ایران کو مجبوراً اس حملہ کا تدارک کرنا پڑا اور ایک زر کثیر صرف کرکے فوج تیار کی جو رحیم خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی مگر ۲۴ رجنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو یفرم خان نے اُسے ایسا گھیر لیا کہ اسے بجز بھاگنے کے کوئی چارہ نہ رہا

اور بھاگنے کے لئے بھی صرف روسی سرحد کا ایک راستہ خالی تھا۔ گورمنٹ روس نے بخلاف شرط دفعہ ۱۴ مندرجہ معاہدہ ترکمانچی اُسے اپنے ملک مین آنے دیا اور وہ وہان پہونچ کے بالکل امن مین ہوگیا اِسلئے کہ کوئی اُس کا تعاقب نہ کرسکا وہان وہ جنوری ۱۹۱۱ء تک رہا بعد ازان پھر تبریز کو واپس آیا اور دستوری حکومت کو پھر ستانا شروع کیا۔ مئی ۱۹۱۰ء مین ایک ایرانی شاہزادہ داراب میرزا جو عرصہ سے گورمنٹ روس کی رعایا ہوگیا تھا اور رُوسی قزاقون کی فوج مین جو قزوین مین تعینات تھی افسر مقرر تھا اُس نے یہ کوشش کی کہ دستوری حکومت کو توڑ دے اور اس غرض سے اُس نے ایک بلوہ کیا۔ گو اہل ایران نے اس بلوہ کا تدارک کرنا چاہا اور روسی فوج کو اس معاملہ مین دخل دینے سے روکا مگر روسیون نے یہ بہانہ کیا کہ ہم داراب میرزا کو گرفتار کردین گے۔ یہ محض اُن کا ایک حیلہ تھا اِسلئے کہ جب داراب میرزا ان کے ساتھ قزوین کو واپس جارہا تھا تو ایک ایرانی فوج سے جو اُسکی گرفتاری کے لیئے بھیجی گئی تھی مٹھبھیڑ ہوئی اور روسیون نے ایرانی فوج پر حملہ کیا اور ایرانی فوج کا افسر مارا گیا۔ گو بعد کو روسیون نے صاف انکار کیا کہ اس خانہ جنگی مین ان کا کچھ تعلق نہ تھا مگر آخر مین یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس معاملہ مین اُن کی پوری سازش تھی۔ ایک روسی کرنل نے داراب میرزا کے حمایتیون کو اپنے دستخط سے اس مضمون کے خطوط لکھدیئے تھے کہ یہ لوگ شہنشاہ

روس کی پناہ مین ہین اگر کوئی ایرانی ان سے کچھ مواخذہ کرے گا سخت سزا پائیگا

فروری ۱۹۱۱ء مین روسی فوج نے بمقام وادمغی ساٹھ بے گناہ قصبائیون کو جن مین عورتین اور بچے بھی تھے ذبح کرڈالا - یہ مقام ایران مین قصبہ استارا کے قریب واقع ہے -

اس درمیان مین گورمنٹ ایران نے دسمبر ۱۹۰۹ء کو گورمنٹ روس و برطانیہ سے پچیس لاکھ پونڈ قرض لینے کی تجویز کی مگر ان دونون سلطنتون نے ایسے سخت شرایط پیش کئے کہ مجلس نے مجبوراً یہ معاملہ کرنا نامنظور کیا اسلئے کہ ان شرایط سے ایران کی خود مختاری کا خاتمہ ہوجاتا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد مجلس نے لندن مین ایک ساہوکار سے معقول شرایط پر قرض کا معاملہ ٹھیرایا اور قریب تھا کہ طے ہوجائے لیکن گورمنٹ برطانیہ کبشورہ روس اس مین مخل ہوئی اور بالآخر معاملہ نہوا حالانکہ گورمنٹ ایران شاہی جواہرات رہن رکھکر قرض لیتی تھی اس اثنا مین روس علانیہ یہ کوشش کررہا تھا کہ مجلس سے بہت سے فائدہ مند اجارے حاصل کرے اور وعدہ یہ کیا تھا کہ اگر اجارے مل جائین گے تو روس اپنی فوج شمالی حصہ ایران سے ہٹالے گا - المختصر ان دونون سلطنتون کا برتاؤ ایران کے ساتھ برابر مخالفانہ اور منافقانہ رہا - گورمنٹ روس اسوقت ایسے وزرا کے زیراثر تھی جن کا اصول پیش قدمی اور ملک گیری تھا ایسی حالت مین مسٹر پوخی تانوف جیسے شخص کا سفیر مقرر ہوکر طہران

آتا گویا یہ صاف دلیل تھا کہ روس نے ایران کو ہضم کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہی
یہ وہی حضرت ہین جو اول تبریز مین روسی سفیر تھے اور وہان دستوری حکومت
کے خلاف خوب سازشین کی تھین ۱۶- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ع کو گورنمنٹ برطانیہ نے
اپنا مشہور الٹیمیٹم ایران کے پاس بھیجا جس مین یہ شکایت کی کہ جنوبی ملک ایران
کی سڑکین بہت مخدوش ہین جنکی وجہ سے تجار کو نقصان پہونچتا ہے لہذا ہندوستان
کی فوج مین سے چند افسر تعینات کیے جائین جو ان سڑکون کی حفاظت کا انتظام
کرین اور یہ انتظام گورنمنٹ برطانیہ کے نگرانی مین رہے اور جو کچھ اُس کا خرچ
ہو وہ خزانہ ایران سے دلایا جاے۔ اس الٹمیٹم نے ایران اور ٹرکی دونون
ملک مین بڑا جوش پیدا کیا اور بعض مسلمانون نے شہنشاہ جرمن کو اس
مضمون کا تار دیا کہ وہ ایسے آڑے وقت مین اہل اسلام کی مدد کرین۔ اس تار
کا مقصد تو یہ تھا کہ ایران کے پولٹیکل معاملات مین جرمنی بھی شریک ہو مگر اسکا
نتیجہ صرف یہ ہوا کہ **پوٹسڈیم** کے معاہدے مین عجلت کی گئی اور ۵ رنومبر
کو وہ طے ہوگیا جسکا وقوع برطانیہ اور فرانس کے لئے بہت تعجب خیز تھا۔
روس اور جرمن مین اخلاص اور آشتی پیدا ہونے سے یہ معلوم ہوگیا کہ اس
عہد نامے کے شرائط کیا ہین اور جب روس کو یقین ہوگیا کہ اب کوئی دخل نہ دیگا۔
تب اُس نے ایران کے ساتھ سخت برتاؤ شروع کیا۔

۲۹- اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ع مین **حسین قلی خان** نے جو اسوقت ایران

مین وزیر امور خارجہ تھے روس اور برطانیہ کی سفارت کو یہ اطلاع کی کہ شاہ معزول بعض ترکمانی قبائل کے ساتھ ساز و باز کر رہا ہے لہذا حسب معاہدۂ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۰۹ء اُس کا وظیفہ موقوف کر دیا جاے۔ دونون سفارتون نے نہ صرف اس معاملہ مین بالکل بے اعتنائی کی بلکہ اپنے نوکرون کو وردی پہنا کر بھیجا کہ اُسکی ہتک عزت کرین اور اُسکے پیچھے پیچھے لگے رہین بلکہ اسکے مکان کے دروازے پر جم جائین اور جب تک شاہ معزول کے وظیفہ کی رقم نہ وصول ہوے اُس جگہ سے نہ ہٹین - یہ برتاؤ صرف بے انصافانہ اور ہتک آمیز تھا بلکہ اس قسم کی حرکت کبھی اس سے پہلے کسی سفارت کی طرف سے ظہور مین نہین آئی ایک مہینے کے بعد روسی سفیر نے اس وزیر کو مجبور کیا کہ وہ معافی مانگے اور یہ کہا گیا کہ **کاشان** مین کسی روسی سفارتی ایجنٹ کے ساتھ کچھ گستاخانہ برتاؤ کیا گیا تھا حالانکہ اسکی کچھ اصل نہ تھی - یہ روسی ایجنٹ دراصل ایک بدمعاش مشہور ایرانی النسل شخص تھا جسکی نسبت گورنمنٹ ایران نے سخت مخالفت کی تھی کہ روسی سفارت خانہ مین اس کا تقرر نہ ہو اس معافی نامہ کی ذلت اُٹھانے کے بعد اب **حسین قلی خان** کو ظاہر ہو گیا کہ یہ دونون سلطنتین اُسکے ہٹانے کے درپے ہین چنانچہ اُس نے استعفیٰ دے دیا اس درمیان مین شاہ معزول اس بہانہ سے **اڈیسا** کو چھوڑ کے یورپ کو روانہ ہوا کہ اپنی صحت کے لیئے تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے

٢٢٩

مگر دراصل غرض یہ تھی کہ دستوری حکومت کو توڑنے کے لیئے سازو باز کرے
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے سال ماہ جولائی مین ایک مسلح فوج کے ساتھ
ایران کی سرزمین پر آپہونچا - پہلی فروری کو شہر اصفہان مین پولیس کے
ایک معزز افسر نے وہان کے گورنر کو جو دستوری حکومت کی طرف سے مقرر
تھا زخمی کیا اور اُس کے ایک چچازاد بھائی کو مار ڈالا بعد ازان بھاگ کے
روسی سفارت خانہ مین پناہ لی - پانچ روز کے بعد ایران کے وزیر مال صنیع الدولہ کو
طہران کی سڑک پر دو گرجیون نے گولی سے مار ڈالا - اسکے بعد پولیس کے چار
آدمیون کو زخمی کیا - اور جب ایران کی پولیس نے اُن کو گرفتار کرنا چاہا تو روسی سفیر
مانع ہوا اور یہ کہا کہ یہ دونون روسی گورنمنٹ کی پناہ مین ہین اور روسی گورنمنٹ
اس معاملہ کی تحقیقات کر کے ان کو سزا دیگی - ۸ فروری کو ناصر الملک
نائب السلطنت مقرر ہوے ان سے پہلے آزاد الملک نائب السلطنۃ
تھے - جب ۲۲ ستمبر ۱۹۱۰ء کو انکا انتقال ہوگیا تو یہ نائب السلطنت مقرر ہو کے
طہران پہونچے اور ان کی خاطر سے قزوین مین جو روسی گارد تعینات تھا
باستثنا ۴۰ قزاقون کے وہان سے اُٹھا لیا گیا -

یہ سلسلہ واقعات اب ختم ہوتا ہے اسکے بعد مالی اصلاح اور انتظام ملک
کے لیئے امریکن منتظمین بلاے جاتے ہین -

# پہلا باب

(ایران اب یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اصلاح وتہذیب صیغہ مال اور انتظام ملک کے لیے امریکہ سے تجربہ کار لوگ بلائے جائین۔ چنانچہ امریکن طہران مین داخل ہوتے ہین)

وکلاء مجلس نے ماہ نومبر ودسمبر سنہ ۱۹۱۰ء مین اس مسئلہ پر بحث کی کہ مالی حالت کی اصلاح کے لئے امریکہ سے تجربہ کار منتظمین بلائے جائین اسلئے کہ وہ لوگ یورپین اثر سے مبرا ہونگے۔ بلا رورعایت اپنے فرایض انجام دینگے اور ایران کے خزانے کی دقیانوسی ابتر حالت کو درست کرسکین گے۔ چنانچہ مجلس وزرا نے ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو بوساطت وزیر امور خارجہ حسین قلی خان سفارت ایران متعینہ واشنگٹن (امریکہ) کو بذریعہ تار یہ مراسلہ بھیجا:-

سفارت خانہ ایران واشنگٹن۔

سکرٹری آف اسٹیٹ (دولت امریکہ) سے فوراً درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو وہان کے سربرآوردہ ماہرین فن مال سے مراسلت کی اجازت دین اور آپ ایک بے لوث تجربہ کار شخص کو بہ پابندی تصدیق تقرر ومتابعت مجلس تین سال کے لئے صدرالمہام خزانہ کی خدمت کے لئے مقرر کیجئے جو ملک کی مالگزاری واخراجات کی اصلاح کرے۔ اُس کی مددگاری کے لئے ایک تجربہ کار محاسب

اور صوبہ جات کی تحصیل وصول کی نگرانی کے لئے ایک انسپکٹر اور تشخیص محصول وغیرہ کے لئے ایک ڈائرکٹر جس کی مددگاری میں ایک اور انسپکٹر غرضکہ بالکل چار صاحبوں کو مقرر کیجئے۔

امریکن منسٹر ہمکو اطلاع دیتے ہیں کہ سکریٹری آف اسٹیٹ بالکل راضی اور آمادہ ہیں لہذا اب کسی دوسرے طرز عمل کی ضرورت نہیں اور نہ کسی اور سے اس بارہ میں گفتگو کیجائے اسلیئے کہ اکثر غیر ذمہ وار لوگ نوکری کے لئے خواہشمند ہونگے۔ اسکی ایک نقل سکریٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں بھیج دیجیئے اور جیسا وہ کہیں اسکی تعمیل کیجئے اور بالاختصار اُس کی اطلاع دیجئے۔ نمبر ۹۸۷۶

حسین قلی

چنانچہ سفیر ایران متعینہ واشنگٹن وامریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی باہمی دوستانہ کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں صدر المہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب کیا گیا اور گورنمنٹ ایران نے باین شرط تین سال کے معاہدہ پر مجھے مقرر کیا کہ میں ایران کی مالگزاری کو ترتیب دوں اور اسکے وصول کرنے کے عمدہ عمدہ قواعد بناؤں۔ اس کام میں مجھے مدد دینے کے لئے چار اور امریکن مقرر ہوے جو میری ماتحتی میں دے گئے۔

میرے اس تقرر سے پہلے کبھی یہ بات میرے خواب خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ مجھے ایران جانا ہوگا۔ یہ محض میرزا علی قلی خان سفیر ایران متعینہ

واشنگٹن کی سحر بیانی تھی جس نے میرے سارے شکوک رفع کر دیے اور مجھے وہان جانے پر آمادہ کر دیا۔ اب مین نے مصمم ارادہ کر لیا کہ حتیٰ الوسع اہل ایران کو جنھین ہم پر ایسا بھروسہ اور اعتبار ہے اُن کے ملک کے انتظام مین پوری مدد دینی چاہیئے

پہلا کام مین نے یہ کیا کہ پروفیسر براؤن کی کتاب تاریخ انقلاب ایران پڑھ ڈالی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی عالی خیالی اور منصف مزاجی نے میرے ارادے کو مضبوط کر دیا۔ اس روانگی سے پہلے مین نے اس معاملہ مین امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے سرکاری تعلقات کی نسبت صفائی کر لی اور اب مجھے معلوم ہوگیا کہ مین ایران کسی سرکاری حیثیت سے نہین جا رہا ہون۔ مین نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ اس بارہ مین اگر کوئی تحریری وضاحت ہو جاے تو مناسب ہے چنانچہ میرے خط کا جواب جو سرکاری طور پر مجھے ملا وہ ذیل مین درج ہے۔

۲۴ ر فروری ۱۹۱۱ء

بخدمت مسٹر ڈبلو۔ مارگن شوسٹر

یونین ٹرسٹ بلڈنگ ۔ واشنگٹن ۔ ڈی ۔ سی

جناب عالی!

آپ کا خط مورخہ ۱۴ ر ماہ حال متعلق تقرر پانچ امریکن مشیر مال من جانب دولت ایران اس ڈیپارٹمنٹ کو پہونچا جس مین آپ نے دریافت کیا ہے کہ دولت ایران نے کن وجوہ سے آپکو خدمت صدر المہام خزانہ کے لیے

منتخب کیا۔

جواباً نگارش ہے کہ گذشتہ ماہ دسمبر مین سفیر ایران متعینہ شہر ہذا نے حسب ہدایت گورنمنٹ ایران اس دیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ انہین امریکن تجربہ کاران امور مال کے ساتھ مراسلت کرنے مین مدد دیجائے تاکہ وہ پانچ امریکن مددگار مال دولت ایران کی طرف سے منتخب اور مقرر کرسکین لہذا تعمیل درخواست سفیر ایران اس ڈیپارٹمنٹ نے ایک فہرست چند اصحاب کی ان کے پاس بہیجدی جس مین آپ کا نام بھی شامل تھا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس بارہ مین مراسلت کر کے طے کرلین۔ اب اس ڈیپارٹمنٹ کو آپکے خط سے اور نیز سفارت ایران کے مراسلہ مورخہ ۱۷۔ ماہ حال سے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ صدر المہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب ہوے ہین۔

مین ہون آپکا تابعدار

ہنٹنگٹن ولسن

منجانب

مسٹر ناکس اسسٹنٹ سکرٹری آف اسٹیٹ

مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ جب روس کو یہ خبر ہوئی کہ مجلس امریکہ سے منتظمین بلانے والی ہے تو اُس نے اس معاملہ مین طہران کی طرف سرکاری توجہ مبذول کی۔ اوّل روسی جاسوسون کے ذریعہ سے یہ کوشش کی گئی کہ بعض بدنام ممبران مجلس

کو ہموار کر کے اس تجویز کی مخالفت کیجاے - مگر جب اس مین کامیابی نہ ہوئی تو گورنمنٹ روس نے امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو یہ پیغام بھیجا کہ امریکن ماہرین امور مال کو ایران بھیجنا خلاف مصلحت و مروت ہوگا - اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ چونکہ اُس وقت گورنمنٹ ایران کے منشا سے لاعلم تھی اُس نے نیک نیتی کے ساتھ صاف یہ جواب دے دیا کہ جب معاملہ پیش آئیگا دیکھا جائے گا -

بعد ازان تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب گورنمنٹ ایران نے امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ پانچ ایسے اصحاب جنھین مال کے کام مین تجربہ ہو منتخب کر دیے جائین تو اُسوقت برٹش گورنمنٹ سے یہ استفسار کیا گیا کہ آیا وہ بھی روس کے ساتھ اس راے مین شریک ہے کہ کوئی امریکن صاحب ایران کی ملازمت نہ اختیار کرین اور وہان نہ جائین - برٹش گورنمنٹ نے یہ جواب دیا کہ ابتداءً ایسا خیال تھا مگر اب گورنمنٹ برطانیہ کو اسبارہ مین کوئی عذر نہین ہے - تب گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ یا تو مجبوراً اس معاملہ مین علانیہ مخالفت کرنی پڑتی ہے یا حکمت عملی سے کام نکالنا پڑے گا - غرضکہ یہ معاملہ یون ہی گومگو مین رہا -

۲ - فروری سنہ ۱۹۱۱ع کو مجلس نے بڑے جوش کے ساتھ بہ غلبۂ آرا ہمارے شرائط معاہدہ منظور کیے - چنانچہ ہم بلا کسی وسوسہ کے ایران روانہ ہوے اور ہم نے یہ خیال کیا کہ گو ان دو ہمسایہ سلطنتون کو (اُنھین کے الفاظ مین کہنا چاہیے)

"خاص دلچسپی" ہوتا ہم جب ہم راستی اور ایمان داری کے ساتھ اپنے فرایض انجام دینگے تو انہین کوئی عذر نہ ہوگا -

۸ - اپریل ۱۹۱۱ء کو مین **نیویارک** روانہ ہوا اور میرے ساتھ مسٹر **چارلس میکاسکی** ساکن **نیویارک** مسٹر ربلف ہلس ساکن واشنگٹن اور مسٹر **بروس - ڈکی** ساکن پائن آئیلنڈ ہم سفر ہوئے - ہم لوگ گورنمنٹ ایران کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے جارہے تھے مسٹر **میکاسکی** کے مسٹر **ہلس** کے اور میرے اہل وعیال بھی ساتھ تھے چنانچہ بچے اور نوکر وغیرہ ملاکر سولہ (۱۶) آدمیون کا قافلہ تھا - مین نے اس شرط پر تین سال کے لئے دولت ایران کی ملازمت منظور کی تھی کہ بحیثیت صدرالمہام خزانہ مجھے ملک کے مالی معاملات نظم و نسق کا پورا اختیار دیا جائے اور مین جو مناسب سمجھون کرون - مسٹر **میکاسکی** نے مالگزاری صوبجات کی انسپکٹری منظور کی تھی - مسٹر **ہلس** محاسب مقرر ہوئے تھے اور مسٹر **ڈکی** انسپکٹر محصولات - اور یہ تینون صاحب میرے زیر نگرانی تین سال کے لئے آئے تھے - مسٹر **آف اس** کیرنس کلکٹر محصولات متعینہ **ایویلو** جزائر فلپائن ڈائرکٹر محصولات مقرر ہوئے تھے مگر ہمارے ساتھ نہ چل سکے وہ بعد کو عنقریب طہران آنے والے تھے اور میرے خاص مددگار ہونے والے تھے - الغرض اس کام کے

لئے جو لوگ منتخب ہوے سب کے سب سالہا سال کا مالی تجربہ رکھتے تھے اور مال کے کام سے بخوبی واقف تھے اور یہ خوب جانتے تھے کہ ایسے ممالک مین کسطرح اصلاح کرنی چاہیئے اور ذرایع آمدنی کس طریقہ سے بڑہانے چاہئین

ہم پارس اتئے روانہ ہوتے ہوئے ۲۵ اپریل کو قسطنطنیہ پہونچے جہان سے بذریعہ جہاز باتوم (روس) گئے۔ وہان ہی کو داخل ہوئے اور دوسرے دن ریل مین بیٹھکر باکو روانہ ہوئے۔ ۶۔ مئی کو چار بجے سہ پہر کو ہم باکو سے ایک روسی جہاز باریاٹنکی مین سوار ہوئے اور راتون رات بحر کاسپین سے عبور کرکے دوسرے دن ۹ بجے صبح انزلی پہونچے جو ایران کا بندرگاہ ہے جہاز سے اُترکر اپنے اسباب کے متعلق چُنگی والون کا اطمینان کیا۔ بعد ازان چھوٹی کشتی مین سوار ہوئے اور پھر گاڑی مین بیٹھکر رشت گئے جو صوبہ گیلان کا پایہ تخت ہے۔ یہان کے گورنر نے دو دن تک ہمین مہمان کیا اور ہمارے سفر ایران کے لئے سواری کا انتظام کیا۔ طہران یہان سے ۲۲۰ میل ہے۔ یہ سفر پرانی۔ بدحیثیت دقیانوسی گاڑیون مین طے ہوا۔ ہر ایک گاڑی مین چار چھوٹے چھوٹے لاغر ٹٹو جوتے جاتے تھے جو ہر دس یا بارہ میل پر بدلے جاتے تھے۔ ہم لوگ چار گاڑیون مین (۹-) نوین مئی کو ساڑہے آٹھہ بجے صبح رشت سے روانہ ہوئے ہمارا کل وزنی اسباب پہلے دو بڑے چھکڑون مین روانہ ہوچکا تھا۔ ہمکو یہ دوستانہ مشورہ دیا گیا کہ آہستہ آہستہ سفر

کرین - اسلئے کہ عورتون اور بچون کا ساتھہ ہے راہ مین بہت سے دلچسپ واقعات پیش آ ئے ۔

الغرض ۱۲ - مئی کو دو بجے سہ پہر کو ہم طہران کے قریب پہونچ گئے ۔ یہان ہم نے دیکھا کہ ہمارا کل اسباب ہمارے انتظار مین رکھا ہوا ہے - البتہ صندوقون کی شکل بدل گئی تھی - اسلئے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندھی مین گذرے تھے اور چھکڑون کے فرمائشی دھکے کھائے تھے - خیریت یہ ہوئی کہ بعض لوگون کے کہنے سے ہم نے کل صندوق نمدہ کے تہیلون مین سلوا دیے تھے ورنہ یہان تک ایک بھی سلامت نہ پہونچتا - جب شہر طہران چار میل رہگیا تو باب قزوین کے باہر سفیر امریکہ مسٹر چارلس ڈبلو- رسل مع اپنی بی بی اور دوسرے امریکن مشنری اور بہت سے اہل ایران ہمارے استقبال کو آئے یہان سے ہم اُن گاڑیون مین جو شہر سے ہمارے لئے آئی تھین سوار ہوئے اور سیدھے اتابک پارک پہونچ گئے یہ ایک نہایت وسیع اور خوبصورت قصر ہے جو ہمارے قیام کے لئے آراستہ کیا گیا تھا - یہ مکان ابتداءً امین السلطان اتابک اعظم کا بہارستانی تفرج گاہ تھا - امین السلطان دستوری حکومت کے مخالف اور شاہی ہواخواہون کے رکن رکین تھے - یہ پیشتر بھی وزیر اعظم رہ چکے تھے اور محمد علی شاہ نے ان کو بلا کر وزیر اعظم مقرر کیا تھا مگر ۳۱ اگست ۱۹۰۷ء کو مارے گئے - یہ قصر

اور باغ جس مین تقریباً آٹھہ ایکڑ زمین ہو گی طہران کے اُس حصہ مین واقع تھا
جہان سفرا کی کوٹھیان اور یورپین باشندون کے مکانات تھے۔ یہ املاک
اب ایک خیرخواہ ملک دولت مند پارسی تاجر کی ملک تھی جنکا نام ارباب
جمشید ہے۔ اُنہون نے بڑی دریا دلی سے ہمارے قیام کے لئے یہ
مکان گورنمنٹ طہران کے حوالہ کر دیا تھا۔ یہ عمارت دو منزلی سنگ سفید کی بنی ہوئی
تھی تخمیناً تیس ۳۰ کمرے ہونگے مگر بعض بہت وسیع تھے۔ کل مکان انواع واقسام
کے فرنیچر اور عجیب وغریب چیزون سے آراستہ تھا۔ جس مین بہت سے نفیس
و نایاب ایرانی قالین بھی تھے۔ مکان کے اطراف نہایت عمدہ باغ تھا اور جا بجا
مصنوعی تالاب اور نہرین جاری تھین اور باغ کے گرد ایک بڑی چوڑی اور بلند
دیوار تھی۔ طہران مین عموماً کل ایسے مکانات اور باغ چار دیواری سے محصور ہین۔
سر شام ہم لوگ اس قصر کے پھاٹک پر پہونچے۔ اُسوقت ہمارے دلون پر جو پُرلطف
اثر ہوا اب تک یاد آتا ہے۔ آپ خیال کیجیے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندہی کی
طوفانی سفر مین گزرے تھے۔ کوہ البرز کی سرد ہوا اور میدان کی گرمی نے سخت
پریشان کر دیا تھا۔ سر راہ تکلیف وہ ڈاک بنگلون مین سونا نصیب ہوا تھا۔ اور
کھانے کا کیا ذکر کیا جاے کچھ تو ہم اپنے ساتھ رکھ لیتے تھے اور کچھ راہ مین میسر
آجاتا تھا۔ آفتاب کی تمازت سے ہمارے منہ تمتما گئے تھے اور ہم گرد و غبار مین
بالکل لت پت تھے۔ ایسی حالت مین ایک پر فضا باغ کے درختون کے نیچے

سے جن مین صدہا قندیلین جگنو کی طرح چمک رہی تھین گزرنا اور شام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین اس عالیشان قصر کے مرمری سیڑھیون تک پہونچنا جہان زرق برق وردیان پہنے ہوے نوکرون کا ایک ہجوم اور گارڈ ہمارے انتظار مین کھڑا تھا ایک ایسا سمان تھا کہ طہران مجھے ایک پرستان معلوم ہونے لگا۔ شب کے کھانے سے فارغ ہو کے ہم لوگ بالاخانہ پر گئے اور کئی گھنٹہ تک ایران کے بلبل خوشنوا کے ترانے سنتے رہے جو قصر کے گرد درختون کی شاخون پر بیٹھے چہک رہے تھے۔

دوسرے دن ہم مشکل اپنے سامان کا ایک صندوق کھولنے پائے تھے کہ ملاقاتیون کی آمد شروع ہوئی اور مین سچ کہتا ہون کہ دو مہینہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ صبح سے لیکر رات گئے تک لوگون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ اس مین شک نہین کہ ان لوگون سے ملنے اور باتین کرنے مین بہت وقت ضایع ہوتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی معلومات مین بہت کچھ وسعت ہوتی تھی۔ ہم سے یہ کہدیا گیا تھا کہ یہ لوگ سب یہان کے مشاہیر سے ہین اور اگر ان سے نہ ملونگا یا اُنہین اصلاح و انتظام ملک مین اظہار راے کا موقع نہ دونگا تو وہ بُرا مانینگے۔

جب ہم انزلی پہونچے ہین تو وہان ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جنکا نام هرمز خان تھا۔ گورنمنٹ ایران نے ہرمز خان کو ہمارے استقبال کے لئے بھیجا تھا چنانچہ ہرمز خان ہمارے بدرقہ بنے اور پایہ تخت پہونچنے تک

ہماری رہبری کرتے رہے۔ جب ھرمز خان نے اپنا کارڈ ہمارے پاس بھیجا تو اُس مین نام کے نیچے امریکن طالب علم بھی درج تھا۔ وہ انگریزی اچھی طرح بولتے تھے اور اُن کی تمام یہ آرزو تھی کہ ہم لوگ اُن کے وطن مالوف (طہران) سے خوش ہون اور ہماری نظرون مین اُس کی وقعت بڑھے۔ اِس مین شک نہین کہ راہ کی تنہائی ان کی وجہ سے نہین پڑی اور راہ بھر اپنی دلچسپ باتون اور عمدہ گیتون سے ہمارا جی بہلاتے آئے۔ اگر ہم گرد آلود اور خشک میدانون مین کئی گھنٹے کے سفر کی تکان سے تھک جاتے تھے تو وہ فوراً ہمین اُنگلی کے اشارے سے کوئی دور افتادہ سبزہ زار یا پہاڑ دکھاتے تھے جہان قلم آفریدگار کی صنعت نے بیچارے تھکے ہوے مسافرون کے لئے یہ قدرتی سمان مہیا کر رکھا تھا۔ گو وہ پکے مسلمان تھے مگر ایسے تکلیف دہ سفرون مین کبھی کبھی ایک جام شراب کا نوشش کرنا جائز سمجھتے تھے بلکہ اسکے دور مین اگر دیر ہو جاتی تھی تو یاد وہی بھی کر دیتے تھے۔ جب ہم طہران پہونچے تو ھرمز خان نے یہ خیال کیا کہ یہان پہونچتے ہی اُن کی خدمات کا صلہ یہ ہوگا کہ وہ چیف ٹکس کلکٹر یا مددگار صدرالمہام خزانہ مقرر کر دے جائین مگر جب اُن کی یہ امید پوری نہ ہو سکی تو بہت مایوس ہوے اور ہم لوگون سے کشیدہ ہو گئے۔ طہران پہونچنے کے دوسرے دن سارا وقت مسٹر رسل سفیر امریکہ دوسرے اصحاب جو ملنے آئے اور ممتاز الدولہ وزیر صیغہ مال سے مشورہ کرنے مین صرف ہوا ممتاز الدولہ

ایک بڑے واقف کار صاحب فہم شخص ہین جو سابق مین مجلس کے صدر نشین بھی رہ چکے ہین - وہ بے تکلف فرنچ بولتے تھے اور عموماً کل تعلیم یافتہ ایرانی فرنچ بولتے ہین اُنہون نے مجھے اصلاح و انتظام ملک مین ہر طرح کی مدد دینے کا یقین دلایا - بعد ازان چند روز کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ بہت سے لایق ہوشیار صاحب عقل ایرانی ہمارے ساتھ تعینات ہین جو اپنی خوشی سے محض اسلئے آئے ہین کہ ہمارے آرام و آسایش مین مدد دین - ہم اول اُنہین پہچان نہ سکے - وہ سب انگریزی یا فرنچ بولتے تھے اور بعض ان مین سے کئی ہفتہ تک وہان رہے کہ اگر ضرورت ہو تو ہمارے لئے مترجم بنین - یا کسی دوسری طرح پر ہمکو مدد دین اور اپنے تئین بکار آمد ثابت کرین - اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہم اُنکو اور اُن کے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے آئے ہین - ان لوگون کے ایثار اور حب الوطنی کی یہ ایک نمایان مثال تھی -

وزیر مال **ممتاز الدولہ** اور وزیر امور خارجہ **محتشم السلطنتہ** سے تعین وقت کر کے ۱۶ مئی کو ہم مسٹر **رسل** کے ساتھ فارن آفس مین محتشم السلطنتہ سے ملنے گئے اور گویا پہلی دفعہ سرکاری طور پر اُن کے ساتھ چار نوشی کی - شہر کی سڑکون سے جب ہماری گاڑیان گزرین تو ہم نے غور کیا کہ لوگ ہمین نہایت دلچسپی اور تعجب سے دیکھ رہے ہین یا جب ہم گاڑیون سے اُتر کر گورنمنٹ بلڈنگ مین گئے جو دربار کہلاتا ہے تو ہر شخص ایک غیر معمولی استعجاب

اور محبت سے ہمین گھور رہا تھا۔ مین جب اس وقت کا خیال کرتا ہون تو یہ بات
میری سمجھ مین نہین آتی کہ اہل امریکہ کے نام مین کیا جادو بھرا تھا یا اہل امریکہ
نے ان بیچارے ایرانیون کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جو وہ اس قدر گرویدہ
تھے۔ اُسی دن سہ پہر کو ہم **ہز ہائنس ناصر الملک نائب السلطنت**
سے ملنے گئے اور قصر الامارہ مین سرکاری طور پر ہم پیش ہوئے۔ نائب السلطنت
ایک نہایت خلیق اور قابل آدمی ہین انگریزی زبان پر پوری قدرت رکھتے ہین
یہ اکسفورڈ یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہین اور انگلستان کے موجودہ فارن سکریٹری
**سر ایڈورڈ گرے** کے ہم سبق رہ چکے ہین۔ ہم نے دس پندرہ
منٹ تک اُن سے باتین کین اور اُنھون نے ہم سے کہا کہ آپ بلا تکلف
جس وقت چاہین میرے پاس آئین اور ہر امر مین آزادی کے ساتھ بحث
اور مشورہ کرین۔ اُسی دن شام کو مین نے ایک اور شخص سے ملاقات کی جو گویا
ہمارے زمانۂ قیام ایران مین ہمارا بہترین اور سچا دوست ثابت ہونے والا تھا
یہ صاحب **ارباب کیخسرو** ایک پارسی ہین جنھون نے یورپ
مین تعلیم پائی تھی اور اب ایران واپس آکر دستوری حکومت کے مویدین مین
مل گئے تھے اور دوسری مجلس جو طہران مین قایم ہوئی اُس مین پارسیون
کی طرف سے رکن منتخب ہوئے۔ یہ صاحب جائداد تھے اور طہران مین
تجارت کرتے تھے۔ نہایت خوش مزاج۔ انگریزی زبان پر پورا عبور تھا اور

معاملات مین ایرانیون کی ناتجربہ کاری اس سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ جہان کسی اخبار مین کچھ نکتہ چینی چھپی اور وہ ڈر گئے - نائب السلطنت سے لیکر ہر ایرانی عہدہ دار کے اوسان خطا تھے کہ کہین ایسا نہ ہو کسی اخبار مین اُن کی نسبت کچھ چھپ جائے جس سے پبلک ناراض ہو یا اُن کا مضحکہ اڑائے باوجود آزادی تقریر کے جو باضابطہ احکام کے رو سے دی گئی تھی حال یہ تھا کہ آئے دن ایک نہ ایک اخبار طہران مین بند کیا جاتا تھا - جہان کسی نے سرکاری معاملات پر کچھ لکھا اور وزیر امور داخلہ نے فوراً ہی اُسکی خبر لے لی - مگر دلیر اڈیٹر باز نہ آتے تھے اور چند روز یا چند ہفتہ کے بعد پھر اخبار جاری کر دیتے تھے - اُس وقت طہران کے نامی اخبارون مین ایک "استقلال" تھا جو مجلس کے معتدل گروہ کا آلہ کہلاتا تھا اور دوسرا "ایران نو" تھا جو سلطنت جمہوری کے مویدین کا طرفدار تھا - اس مین شک نہین کہ آخرالذکر بہت ہی نڈر اور نہایت عمدہ اخبار تھا اور اُس نے ہم لوگون کے ساتھہ بڑا کام کیا -

۲۲ - مئی کو وزیر امور خارجہ کے مشاغا صمد خان (؟) ہمکو درباری مکان مین لیگئے جہان ہمارے دفاتر کے لئے ہنگامی انتظام کیا گیا تھا یہان نائب وزیر مال اور دوسرے دفاتر کے افسرون سے تعرف کرایا گیا اور اس کے بعد بہت سی چاء اور سگریٹ پیئے گئے اور خوب وقت ضائع ہوا - ہر ایک دفتر کا صدر

یہ چاہتا تھا کہ ہم سے ہفتوں اپنے دفتر کا دکھڑا روئے اور یہ ثابت کرے کہ مالی چربی کی کمی انتظامی گاڑی کے پہیوں کو اچھی طرح نہیں چلنے دیتی جسکا مطلب یہ تھا کہ اُن کو خوب روپیہ دیا جائے۔

**ممتاز الدولہ** وزیر فینانس ہر طرح پر ہمیں مدد دیتے تھے اور قریب تھا کہ اب ہم اپنا کام شروع کریں کہ اتنے میں ۲۳ رمئی کو کیبنٹ میں کچھ جھگڑا ہوا جس کی وجہ سے انہوں نے استعفا دیدیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ **سپہدار** کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ وزیر مال چکوں اور مطلوبوں پر انکے حسب خواہش دستخط نہیں کرتے ہیں اول تو مجھے بھی تغیر کیبنٹ سے کسی قدر تشویش ہوئی مگر پھر بعد کو میں ان باتوں کا عادی ہو گیا۔ صیغہ مال کے مختلف عہدہ دار جن سے ملاقات ہوئی اُن میں ایک **مسٹر لیکافرے** تھے یہ صاحب گو دولت برطانیہ کی رعایا تھے مگر دراصل فرنچ تھے اور کئی سال سے ایران میں کنٹرولر مقرر تھے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو یہ ایک کرسی پر میرے پاس آن بیٹھے اور آنکھ میں آنکھ ملا کر مجھسے یوں ہم کلام ہوئے۔ **مسٹر شوسٹر** میں بہت خوش ہوں کہ آپ تشریف لائے اسلئے کہ اب ہم ان لوگوں کی خراب مالی حالت درست کرسکیں گے۔ میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ ۲۵ رمئی کو **مسٹر ہلس** اور اُن کی بی بی جو اپنی شیر خوار بچی کی علالت کی وجہ سے قسطنطنیہ میں ٹھہر گئے تھے طہران پہونچے۔ بدقسمتی سے یہاں آتے ہی اُن کا ایک دوسرا بچہ بیمار ہوگیا اور اب مجبوراً انھیں نوکری چھوڑ کے امریکہ

واپس جانا پڑا۔ ۲۔ جون کو وہ طہران سے روانہ ہوئے اور ہم سب کو ان کے واپس جانے کا بہت افسوس ہوا۔ جب ہم اتابک پارک پہونچے ہین تو ہم نے دیکھا کہ پندرہ بیس ہوشیار ایرانی نوکر وہان تعینات ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض ایرانی مہمان نواز اصحاب نے بکمال عنایت دو ایک دن کے لئے جب تک ہمارا سامان درست ہو ہماری مہماندار ی کے انتظام کے لئے ان لوگون کو وہان مقرر کیا ہے۔ دو تین دن مین جب ہم نے اپنا سب انتظام ٹھیک کر لیا تو ان لوگون کو بجائے موقوف کرنے کے ہم نے خود رکھ لیا اسلئے کہ سب نے ان کی سفارش کی تھی اور اس مین شک نہین کہ آدمی ہوشیار و سمجھدار تھے۔ کئی ہفتہ کے بعد یہ افواہ اڑی اور ہمارے کانون تک بھی پہونچی کہ ہم لوگ بہائی ہین اور طہران مین مالی اصلاح و انتظام کیلئے نہین آئے ہین بلکہ بہائی مذہب کی اشاعت کے لئے آخر کار ایک دن وزیر فینانس نے ہمکو اس طرف توجہ دلائی اور یہ مشورہ دیا کہ ہم ان نوکرون کو موقوف کر دین جو سب کے سب بہائی ہین۔ میرے لئے یہ بالکل ایک نئی بات تھی اور مجھے بہت عجیب معلوم ہوئی۔ مین نے کبھی ان نوکرون کے مذہبی اعتقاد کی نسبت خیال بھی نہین کیا تھا بالخصوص اسلئے کہ امریکہ مین یہ چیز قواعد ملازمت کے خلاف ہے۔ مین نے وزیر مال سے کہا کہ ہم امریکن لوگ نہ بہائی ہین اور نہ یہ چاہتے ہین کہ اہل ایران ہمارا یا ہمارے نوکرون کا یا ہماری نکٹائیون کے رنگ کا مذہب اختیار کرین اور اگر گورنمنٹ ایران کے نزدیک اس سے بڑھ کے اور کوئی بات

قابل غور و خوض نہ ہو تو بہتر ہے کہ کوئی اور مفید مسئلہ اپنے غور و فکر کے لئے تلاش کر لے ۔ بس سرکاری طور پر ایک ہی دفعہ ہم سے اس بارہ میں کہا گیا لیکن بعض حضرات نے جو ہمارے کام کے خلاف تھے خوب حاشیہ بندی کے ساتھ افواہیں اُڑائیں بلکہ بعض مقامی اخبارات میں ہماری تصویریں بھی چھپیں مگر جب لوگوں نے دیکھا کہ ہم اسکی مطلق کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنے کام میں مصروف ہیں تو اُنہوں نے بھی اس معاملہ کو طاق نسیان پر رکھہ دیا ۔

اب ہمکو ان سازشوں کی حقیقت معلوم ہوئی جو ہمارے فرایض اور ہمارے یہاں آنے کے متعلق ہو رہی تہیں ۔ جس کسی سے بات چیت کی نوبت آئی اُس نے سازشوں کا ضرور ذکر کیا اور یہ کہا کہ کبنٹ آپ کے خلاف سازش کر رہی ہے محکمہ جنگی کے بلجین عہدہ دار سازش میں مصروف ہیں ۔ **مسٹر شوسٹر** سازشوں کے لئے یہ عجیب خوفناک جگہ ہے ۔ ایران طاعون اور سازش کے لئے مشہور رہے ہیں نے ہر ایک سے اسکا یہی جواب دیا کہ امریکن لوگوں کے لئے سازش ایک مبارک فال ہے اور ہمکو اس سے بڑا لطف آتا ہے ۔

جس سازش کا وجود اب ہمکو بھی محسوس ہو چلا وہ **موسیو مارنارڈ** محکمہ جنگی کے ایک بلجین عہدہ دار نے تیار کی تھی ۔ یہ شخص ایران کے محکمہ جنگی کا **ایڈ منسٹریٹر جنرل** مقرر تھا ۔ اپنے ملک میں تو وہ بہت ہی ادنیٰ خدمت پر مامور تھا مگر یہاں آکر اپنے ہموطن شیطان **موسیو ناس** کا مددگار بن گیا ۔ موسیو ناس

مظفرالدین شاہ کے زمانہ مین محکمہ چنگی کے قیام و اصلاح کے لئے مقرر ہوا تھا اور اُس نے مقرر ہوتے ہی ایسی حیرت انگیز ترقی دکھائی کہ سب مین بڑا دولتمند اور با اثر آدمی ہوگیا اور گورنمنٹ روس اُس کی بڑی قدر کرنے لگی۔ چنانچہ ابتدائی مجلس نے پہلا کام یہ کیا کہ بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبور کر کے اس بدمعاش کو نکلوایا۔ اس وقت یہ شخص تمام ملک پر حاوی ہوگیا تھا۔ اب وہ بلجیم مین بڑا صاحب جائداد ہے اور مزے اوڑا رہا ہے۔ اسی شخص نے گورنمنٹ ایران کے بعض اہم مالی معاملات طے کئے تھے مثلاً موجودہ چنگی کا محصول اور دو روسی قرضے جو اب بیچارے ایرانیون کی جان پر ایک مصیبت کا پہاڑ تھے۔ چنگی کے محصول کے متعلق مین بعد کو بالتفصیل بیان کرونگا موسیو مارنارڈ۔ موسیو ناس کے خاص مددگار اور دست راست تھے۔ اور جب موسیو ناس ایران سے نکالے گئے تو وہ اُن کی جگہ صدر محکمہ چنگی بن بیٹھے۔

جب ہم لوگ طہران پہونچے ہین تو اسوقت موسیو مارنارڈ کے علاوہ پچیس تیس اور اہل بلجیم ایران کے کل محصول خانون پر تعینات تھے۔ وہان پہونچنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ موسیو مارنارڈ نے بلجین اور روسی سفارت کے ذریعہ سے سخت کوشش کی تھی کہ وہ صدرالمہام خزانہ مقرر ہون مگر مجلس نے ایک نہ سنی۔ جب اس کوشش مین ناکامی ہوئی۔ تب

ان لوگون نے دوسری تدبیر یہ اختیار کی کہ ہم اہل امریکہ کے تقرر کو بے فائدہ و بیکار ثابت کرین۔

ہمارے آنے سے تہوڑے ہی دن پہلے امپیریل بنک ایران سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ قرض لینے کا معاملہ ٹھہر چکا تھا۔ کل شرایط طے ہو چکے تھے بلکہ ہمارے طہران پہونچنے سے دو ہفتہ قبل مجلس نے بھی اس معاملہ کے متعلق اپنی منظوری ظاہر کردی تھی۔ البتہ مجلس کے بعض اراکین کی یہ رائے تھی کہ ہمارے آنے تک یہ معاملہ ملتوی رہے اور ہم سے بھی اس بارہ مین راے لے لی جاے مگر کیبنٹ یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح جلد معاملہ کرلیا جائے چنانچہ اس بارہ مین ڈوٹ پر انحصار کیا گیا۔

**موسیو مارنارڈ** نے مجلس اور کیبنٹ کے بعض مشہور روسی سازشین کے ذریعہ سے ہمارے آنے سے کچھ ہی دن پہلے ایک مسودہ تیار کیا جسکا منشاء یہ تھا کہ کل رقم قرض جواب لی جارہی ہے ایک کمیشن کے ذریعہ سے صرف کیجاے جسکے پندرہ اراکین ہون اور **موسیو مارنارڈ** خود صدرنشین رہین۔ اس مین چال یہ تھی کہ امریکن صدرالمہام خزانہ جب تشریف لائین تو اپنے تئین ایک عجیب دلدل مین پائین۔ یا تو انہین **موسیو مارنارڈ** کی ماتحتی مین کام کرنا پڑے۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کے سارے اخراجات اس کے ہاتھ مین ہونگے یا الگ الگ رہین اور یہ تماشہ دیکھتے رہین۔ یہ مسودہ ابھی مجلس مین پیش

ہی تھا کہ مجھے اسکی اطلاع ہوگئی - مین نے فوراً وزارت مال کی موجودہ نازک
حالت پر ایک مختصر رپورٹ لکھی اور اسے کبنٹ مین پیش کرکے یہ دریافت کیا
کہ آیا گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ اس بدنظمی اور ابتری کی حالت مین اور اضافہ
کیا جائے - اسی رپورٹ کے ساتھ ایک صاف اور سادہ قانون بھی وضع
کرکے مین نے پیش کردیا جس مین یہ دکھایا کہ مجوزہ رقم قرض کا خرچ اور اسکی ادائی
صدر المہام خزانہ کے اختیار مین رہنا چاہیئے جو از روے قواعد اسکا مجاز ہے -
کبنٹ نے فوراً اسکو منظور کرکے مجلس مین بھیجدیا - جہان ۳۰ مئی کو یہہ
پاس ہوکے قانون کی صورت مین آگیا - چنانچہ اس طرح پر یہ پہلی کوشش مخالفین
کی رائیگان ہوئی اور اراکین مجلس نے اس بارہ مین بہت مسرت ظاہر کی کہ ہم
نے مخالفین کی حیلہ گری کا انکشاف کردیا - اس عرصہ مین مجھے ایک بات کا
تجربہ ہوا جو قابل ذکر ہے - اس سے معلوم ہوگا کہ مشرقی لوگ نہایت جزو معاملات
کو بھی کیسا اہم سمجھتے ہین - جب سے ہم یہان آے سینکڑون ایرانی اور غیر ملکی
حسب رواج ملک ہم سے ملنے آئے - مگر ایک نوجوان صاحب کے تشریف لانے سے کسی قدر
تعجب ہوا - ان صاحب نے بیان کیا کہ وہ اعلیحضرت سردار اسعد کے سکرٹری ہین -
ناظرین کو یاد ہوگا کہ سردار اسعد قبیلہ بختیاری کے ایک سردار تھے
جنھون نے ۱۹۰۹ء مین شاہ کو نکالنے مین بڑا حصہ لیا - المختصر ان نوجوان
صاحب نے مجھ سے بیان کیا سردار صاحب موصوف میری ملاقات کے



SARDAR-I-ASAD.
The Bakhtiyari chieftain who led the Persian forces from Isfahan in 1909 and with Sipahdar-i-Azam captured Teheran from Muhammad Ali and the Cossack Brigade.

مشتاق ہین اور میرے آنے کا انتظار کرتے ہین مین نے اُن سے کہا کہ مین یہان اتابک پارک مین پانچ بجے کے بعد ملتا ہون - اور اگر سردار صاحب تشریف لائین گے تو مین بہت خوشی کے ساتھ ان کی تعرفی کی مسرت حاصل کرون گا - یہ سنکر وہ نوجوان صاحب چلے گئے اور دوسرے دن مجھے ایک خط بھیجا جس مین یہ لکھا تھا کہ آج شام کے چھ بجے سردار اسد اپنے مکان واقع بختیاری اسٹریٹ مین میرا انتظار کرینگے - دوسری دن وہ سکرٹری صاحب پھر تشریف لاے اور مجھ سے پوچھا کہ مین کیون نہین گیا اسلئے کہ سردار اسد ایک بڑے ذی اقتدار اور معزز امیر ہین - مین نے ان سے صاف کہدیا کہ ہمارے ملک مین یہ باتین معاشرتی رسم ورواج کو نہین توڑتین - اگر سردار صاحب یہان تشریف لائین گے تو مین بہت خوشی کے ساتھ ان سے ملون گا - چنانچہ سردار اسد اُسی دن شام کو تشریف لاے اور بہت دیر تک ان سے دوستانہ باتین رہین دوسرے دن مین اُن کے پاس بازدید کی ملاقات کو گیا - بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ سردار صاحب نے اپنے اہل قبیلہ کی تحریک پر یہ چاہا تھا کہ امریکن صدر المہام خزانہ پہلے اُن سے ملنے آئین تاکہ لوگون کی نظر مین اُن کی وقعت اور احتشام بڑھے اور اُن کے حریف وزیر اعظم یعنی سپہدار کی وقعت کم ہو جائے - اگر مین چلا جاتا تو سپہدار میرے دشمن ہی ہو جاتے - ایک ہفتہ کے بعد ایک اور ایرانی ملاقاتی نے بہت ہی انسانیت سے

ساتھ مجھ سے پوچھا کہ مین روسی سفیر سے ملنے کب جاؤنگا۔ تھوڑی دیر کے بعد برٹش سفارت خانہ سے ایک شخص اسی طرحکا پیغام لایا۔ مین نے جواب دیا کہ ایسے لمبے سفر کے بعد مجھے اپنا سامان وغیرہ درست کرنے مین کم از کم ایک مہینہ لگیگا۔ اس وقت سے کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ بالراست یا بالواسطہ میرے پاس اس قسم کے پیغام نہ آتے ہون کہ سفراے دول خارجہ مجھ سے ملنے کے منتظر ہین۔ دو ہفتہ کے بعد یہ واقعہ اور مضحک ہو گیا اور جب مین نے دریافت کیا کہ ایسے معاملات مین اس ملک کا رواج کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جب کبھی کوئی نیا شخص بہ حیثیت عہدہ دار یہان آتا ہے تو پہلے لوگ اُس سے ملنے آتے ہین۔ خیر یہ بات تو مجھے لغو معلوم ہوئی۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوا کہ مین ان سفرا سے (جن سے سفیر روس و سفیر برطانیہ مراد ہین) ملنے جاؤن یا نہ جاؤن اور کب جاؤن۔ اگرچہ یہ ایک معمولی بات تھی مگر تمام یورپین گروہ اور ایرانی عہدہ دارون مین اس کی کھچڑی پکنے لگی۔

مجھ سے **موسیو بیزرو** کی افسوس ناک داستان بیان کی گئی۔ موسیو بیزرد ایک مشہور فرنچ عہدہ دار مال تھے جو ہمارے آنے سے دو برس پہلے تشریف لائے تھے۔ یہان آ کے وہ روس۔ برطانیہ اور دوسرے سفیرون سے گھل مل کر کچھ ایسے شیر و شکر ہو گئے کہ اپنا کام بھی بھول گئے جسکے لئے وہ یہان بلائے گئے تھے۔ دن رات سفارت خانون کی دعوت اور ناچ رنگ مین کٹنے لگی

انہین مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ یہان ملک کی مالی اصلاح کے لیئے آئے ہین
نہ کہ صرف چاے خوری برج بازی اور گھوڑا سواری کے لیئے اگر کبھی خواب خرگوش
سے چونکے اور چاہا کہ کچھ کرین تو مجلس نے جو انہین اہل بلجیم کے ساتھ ضرب
دے چکی تھی ان سے یہ کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے عروس البلاد
فرانس کو سدھاریے - غرضکہ موسیو بیزو دو برس تک طہران مین رہے
مگر کچھ نہ کیا البتہ اختتام مدت پر فرنچ زبان مین تیس صفحہ کی ایک رپورٹ ٹائپ
کرکے گورنمنٹ ایران کو حوالہ کر گئے - جس مین اپنی راے یہ ظاہر کی کہ اگر کوئی
شخص ایران کے مالی اصلاح کے لیئے آئے تو اُسے کیا کرنا چاہیئے - اسکے
بعد وہ اپنی خدمت پر پارس کو واپس گئے - یہان آنے سے اونکی صحت بہت
درست ہو گئی مگر ایران کی مالی حالت جیسی تھی ویسی رہی -

اب ایک دن نایب السلطنت نے اثناے گفتگو مین مجھ سے پوچھا کہ مین
سفیر روس و سفیر برطانیہ سے ملنے جاؤنگا یا نہین - مجھے چونکہ اس معاملہ مین زیادہ
بحث کرنا منظور نہ تھا مین نے مشرقی طریقہ سے یہ جواب دیدیا کہ مین اپنے گھر بار
درست کرنے مین مشغول ہون اور ملک کے مالی اصلاحات کے لیئے ایک
قانون بنا رہا ہون جسے عنقریب کبنٹ اور مجلس مین پیش کرنے والا ہون -
چند روز بعد پھر ایک دن کبنٹ کے میٹنگ مین جہان مین اکثر بلایا جاتا تھا وزیر
امور خارجہ محتشم السلطنت نے جو ایک چکنے چپڑے آدمی تھے دوسرے

اراکین کابینٹ کے روبرو یہ بیان کیا کہ سفراے دول خارجہ متعینہ طہران کو تعجب ہے کہ مین اب تک کیون ان سے ملنے نہین گیا اہل بلجیم و اہل فرانس یا دوسرے لوگ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہوئے ہمیشہ انہون نے ان سفرا سے ملنا فخر و مباہات سمجھا۔ لہذا سفرا کو تعجب ہے کہ ہم امریکن لوگ کیون اُسی قاعدہ کی تقلید نہین کرتے۔ مین نے کہا جناب عالی اس نازک اور مغلق مسئلہ کے کئی پہلو ہین مگر قبل اس کے کہ مین کچھ زیادہ بحث کرون یہ جاننا چاہتا ہون کہ آیا مین گورنمنٹ ایران کا ایک اعلےٰ عہدہ دار ہون یا نہین۔ اگر ہون تو مجھے اُن معاشرتی قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے جو گورنمنٹ نے معین کئے ہین آخرکار کچھ بحث کے بعد اراکین کابنٹ نے مجھ سے اتفاق کیا اور یہ کہا کہ میرا عذر بالکل معقول ہے اور کوئی وجہ نہین کہ مین کیون پہلے اُن لوگون سے ملنے جاؤن بلکہ وہ اس بات سے خوش ہوے کہ ایک غیر ملکی اپنے تئین گورنمنٹ کا جزو سمجھے اسلئے کہ اب تک جتنے غیر ملکی ملازم ہوئے انہین محض اپنی تنخواہ سے غرض رہی ان باتون کا خیال نہ کیا۔

اب مین غور کرتا ہون تو یہ معاملہ بہت ہی پر لطف نظر آتا ہے۔ سفیر روس اور سفیر برطانیہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ مین مجلس مین مالی اصلاحات کا ایک قانون بغرض منظوری پیش کرنیوالا ہون۔ روس نے اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے علانیہ یہ کوشش کی کہ وہ قانون پاس نہ ہونے پائے اگر پاس بھی ہو تو موجودہ صورت

مین نہ رہے جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مجلس کے اراکین کی ایک بڑی تعداد میرے
موافق ہے اور صرف تین ہفتہ کی گفتگو سے ان سب کو میرے اوپر ایسا بھروسہ
ہو گیا کہ انہون نے یقین کر لیا کہ مین بدل انکے ملک کی اصلاح مین کوشان ہون تو
یہ بات اُن سفرا کو بہت ناگوار ہوئی اُنہون نے یہ دیکھ کے بہت پیچ و تاب کھایا کہ
ایک غیر ملکی اس طرح حاوی ہو گیا اور اُن سے ملنے تک نہ آیا۔ اگر کہین مین ایک
دفعہ بھی چلا جاتا یا اپنا کارڈ چھوڑ آتا تو بس سارا کھیل بگڑ جاتا۔ دعوتون کی بوچھاڑ شروع
ہوتی اور مجھے بھی خواہ مخواہ دعوتین دینا ہوتین پس ہم لوگ مشرقی دائرہ ڈپلومیسی کی
لطیف ہوا کھاتے رہتے اور جو قانون مین نے تیار کیا تھا وہ کبھی مجلس سے پاس
نہ ہوتا اور آخر کار ان سب باتون کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ہمارا باقی وقت ایران مین صرف ٹینس
اور برج کھیلنے مین صرف ہوتا۔

ان چھوٹی چھوٹی چالون کو اب ایرانی بھی سمجھنے لگے اُنہون نے اپنی آنکھین
مل کے جو کھولین تو ایک بالکل نئی بات محسوس ہوئی۔ سب نے ایک زبان ہو کر
انشاء اللہ جب ہم مین ایسا ایک فرنگی آ ملا ہے جو سفراے دول خارجہ کی پرواہ
نہین کرتا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اسکی پوری مدد کرین۔

مشرق مین افواہ پھیلتے وقت ایک قدم مین سات منزلین طے کرتی ہے۔
۱۳ جون کو یعنی ہمارے طہران پہونچنے کے ایک مہینے بعد اراکین مجلس نے گویا
باتفاق آرا ایک قانون پاس کیا جسکے رو سے مالی معاملات مین مجھے پورے

اختیارات دیئے گئے اور اب ہم اچھی طرح سے اپنا کام شروع کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مجھے ان سفیرون کے پاس ملاقات کے لئے جانے مین کوئی عذر نہ تھا اور مین ضرور جاتا مگر صرف اتنا انتظار تھا کہ اختیارات کا مسئلہ طے ہو جائے اس لئے کہ ہم لوگون کے آتے ہی ان حضرات نے اس خفیف معاملہ کو اتنا طول دیا کہ اگر مین اسوقت اُن کے دام مین آجاتا تو ایرانی لوگ مجھ سے بدگمان ہو جاتے اور مجھ پر اتنا بھروسہ نہ کرتے جسکی وجہ سے مجبوراً مین بھی کامیابی کے ساتھ اپنا کام نہ کر سکتا۔ غرضکہ قبل اسکے کہ ہم طہران مین ذرا قدم جائین ایک سازش کا جال ہمارے پھانسنے کیلئے پہلے ہی سے تیار ہو چکا تھا اگر ہم دور اندیشی سے کام نہ لیتے تو پھر ہمین اپنے کام مین ایرانیون سے مدد کی توقع نہ رہتی۔ جب ہم اُن کے دام مین نہ آئے تو ہم پر کمی فراست کا الزام تھوپا گیا۔ خیر اس کا مضائقہ نہین۔

غالباً ناظرین اس بات پر ہنسین گے مگر مین کچھ بُرا نہین مانتا یہ قصہ مین نے اسلیے بیان کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ طہران مین بعض طبقہ کے لوگون مین سازش اور عیاری کا مادہ کس قدر غالب ہے۔ اور ہمارے زمانہ قیام مین اس طرح کی بہت سی سازشین اور عیاریان ہوئین۔ سچ کو جھوٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اصل واقعہ کو غلط بیان کیا گیا۔ بلکہ چند لوگون کو جنھون نے غیرون کے فائدے کے لئے غلام بننے سے انکار کیا عام طور پر بدنام کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا۔

پہلی جون کو سیہلدر نے طہران مین اپنی ایک خوبصورت اور وسیع
باغ مین گارڈن پارٹی کی دعوت دی اس دعوت کی ایک خاص غرض یہ بھی تھی کہ
ہم اہل امریکہ کو شہر کے دوسرے ڈپلومیٹک لوگون سے ملنے کا موقع دیا جائے
مجھے خوب یاد ہے کہ اُس روز سہ پہر کو گرمی بھی زیادہ تھی مین مع اپنی بیوی گاڑی
مین سوار ہو کے نکلا اور طہران کی گرد آلود سڑکون پر سے گزر کے سیہلدر کے
باغ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین جون ہی ہم سفارت خانہ برطانیہ کے پھاٹک
تک پہونچے کہ اتنے مین ہم نے دیکھا کہ سفیر برطانیہ اور اُن کی بیوی کی گاڑی
پھاٹک مین سے نکلی اور اس کے پیچھے نیزہ بردار ہندوستانی سوار ساتھ ہو لیے
وہ گاڑی ہماری گاڑی سے آگے بڑھ گئی مین نے گویا پہلی دفعہ سر جارج
بارکلی کو دیکھا۔ جب باغ مین پہونچے تو وہان نفیس ٹھنڈی ہوا آئی اسلیے
کہ ہر طرف خوبصورت فوارے چل رہے تھے۔ ہم چکر کھا کے ایک بڑے خیمہ
کے قریب پہونچے جو دعوتیون کے لیے سجایا گیا تھا اور وہان شاہی بینڈ بج رہا تھا۔
خیمہ کے دروازے پر میزبان اور اونکے ساتھیون سے ہاتھ ملایا۔ اُس کے
بعد آگے بڑھے دیکھا کہ بہت سی لیڈیان اور جنٹل مین جا بجا کھڑی ہین مگر سب کے سب
ایک بے اعتنائی کے انداز سے ہمین دیکھنے لگے وہ خیمہ تین طرف سے بند تھا اور وہان
ہوا کا نام و نشان تک نہ تھا مگر سرد مہری کی اوس پڑ رہی تھی مین خیمہ کے وسط مین ٹھہر
گیا میری بیوی میرے ساتھ تھین اور مسٹر اور مسز میکاسکی بھی قریب کھڑے

تھے جو میرے ساتھ آئے تھے یہ حالت دیکھ کر مین نے چپکے سے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی جنگل مین یا صحرا مین صرف چار آدمی باتین کر رہے ہون اصل مین قصور سپھدار اور ان کے میر ڈبار یعنی ماسٹر آف سرمنی یا محتشم السلطنت وزیر امور خارجہ کا تھا - ان لوگون نے اجتماع ضدین کا انتظام تو کر دیا مگر اس کا کچھ تصفیہ نہ کیا کہ کون کس سے ملایا جائے - اُن مین "انشأ اللہ" اور "نہین" بس یہی ہوتا رہا -

ہم وہان وسط مین کھڑے ہوئے قدیم وضع کی ٹوپیون کو دیکھا کئے جو مختلف سفارت خانون کے سکرٹری پہنے ہوئے تھے بعض ان مین بہت بڑی اور عجیب وضع کی تھین - مین نے خیال کیا کہ یہ نوجوان انگریز لوگ اتنی بڑی ٹاپ ہیٹ کیون پہنتے ہین - اگر اُن کے کان حائل نہ ہون تو سارا سر اُس مین اُتر جائے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ جنس لباس طہران مین کمیاب ہے - اور چونکہ کوہ البرز کے دشوار گزار راستہ سے پارسلون کا محفوظ پہنچنا دشوار ہے اسلیئے جو سینیر ڈپلومیٹ یہان سے جاتے ہین یہ ٹوپیان یہین چھوڑ جاتے ہین جو جونیر ڈپلومیٹ کو سرکاری ورثہ مین ملتی ہین - الغرض اسطرح ہم لوگ دس منٹ تک کھڑے رہے اسکے بعد سکوت موقوف ہوا اور مہانون نے آپسمین ملنا جلنا شروع کیا - اس عرصہ مین ہمارے بھی بعض دوست آ گئے اور مسٹر میکاسکی نے ہم سے کہا کہ سر جارج بارکلی میری ملاقات کے بہت مشتاق ہین - مجھے خود بھی ان سے ملنے کا اشتیاق تھا - چنانچہ ان سے ملاقات ہوئی اور مین ان سے ایران کی مالی حالت کے متعلق باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین میری نظر ایک شخص پر پڑی

جسکی گھبرائی ہوئی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ کوئی بڑا ڈپلومیٹ ہے وہ دیر تک سر جارج
بارکلے کو گھورتا رہا اور جب نظر دوچار ہوئی تو آنکھ کا کچھ اشارہ کیا - اب سر جارج
مجھسے کہنے لگے کہ آپ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی سے بھی ملے ہین
کیا عمدہ آدمی ہین - مین نے افسوس ظاہر کرکے کہا کہ مجھے ان کی خدمت مین نیاز نہین
حاصل ہوا جسپر سر جارج نے فرمایا کہ مین ابھی آپکو ملاتا ہون عجب نہین کہ وہ اسطرف
سے گزرین - پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہی صاحب جن پر مین نے نظر ڈالی تھی موسیو
پوکلیوسکی تھے اتنے مین وہی صاحب چھڑی ہلاتے ہمارے پاس سے گزرے
سر جارج نے ان کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور وہ ٹھہر گئے چنانچہ اس طرح بغیر کسی گرمجوشی
کے مجھسے اور موسیو پوکلیوسکی سے ملاقات ہوئی - سفیر فرانس بھی وہان موجود تھے
مگر یا تو انہین موقعہ نہ ملا یا خاص کرکے اُنھون نے ملنا نہ چاہا - خیر جب تک ہم طہران
مین رہے کبھی اُن سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا - سر جارج بارکلی اور موسیو
پوکلیوسکی کوزیل اسوقت یا جب کبھی اُن سے ملنا ہوا بہت اچھی طرح سے ملے
اور نہایت خلیق اور شایستہ آدمی تھے اور بظاہر جو کام اُن سے متعلق تھا انہین بہت
بار گزرتا تھا اور اُن کے مذاق کے خلاف تھا - البتہ اس مین شک نہین کہ ایک بھلے
آدمی اور ڈپلومیٹ مین تفریق کرنا چاہیے اسلئے کہ اپنے اپنے گورنمنٹ کے احکام
بجالانے مین تو ہر شخص مجبور ہوتا ہے لہذا ڈپلومیٹ اور جنٹلمین دونون کو ایک سمجھنا
بڑی غلط فہمی اور بے انصافی ہوگی - بعض گورنمنٹ اپنے سفرا کو بالخصوص جو مشرقی

ممالک مین تعینات ہوتے ہین بعض کامون کے لئے ہدایت کرتے ہین اور انہین اس کے موافق عمل کرنا ہوتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جو اعلی عہدہ داران گورنمنٹ اس طرح کا حکم دیتے ہین وہ اس بات کی پرواہ نہین کرتے کہ تعمیل حکم کس طرح پر ہوئی۔ پہلا مالی مسئلہ جو میری راے کے لئے پیش ہوا یہ تھا کہ نمک پر جو محصول ایک سال سے لگایا گیا ہے جاری رکھا جائے یا موقوف کردیا جاے۔ رعایا اس کی بہت شاکی تھی اور مین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو معدنی نمک خاص ایران مین نکالا جاتا ہے اُس پر فی ۶۰۰ پاؤنڈ ۶۴ قران (یا ۶۴، ۵ ڈالر) محصول ہے اور جو نمک باہر سے آتا ہے اس پر اُسی قدر مقدار کے لئے ۰۹، ڈالر محصول ہے۔ از روے قواعد کسٹم ایسے اشیاء درآمد پر محصول نہین لگانا چاہیئے۔ بیچارے ایران کے نمک فروش اور رعایا کے حق مین بڑی بے انصافی تھی۔ مزید بران گورنمنٹ ایران کو ایک سال کے عرصہ مین اس مد سے جو حقیقی آمدنی ہوئی اُسکی مقدار صرف ۴۲ ہزار تومان تھی گو محصول کی مقدار جو رعایا سے وصول کیا گیا تھا وہ ۲۰۹۰۰۰ تومان تھا۔ ۱۶۷۰۰۰ تومان اخراجات عملہ مین صرف ہوے۔ مین نے فوراً راے دی کہ ایسا بے منفعت اور بیفائدہ قانون فوراً منسوخ ہونا چاہیئے اور مجلس نے میری راے کو منظور کیا۔ گو یہ معاملہ بہت ہی خفیف تھا مگر اس سے صوبہ جات مین لوگون کے دلون مین دستوری حکومت کی وقعت بڑھ گئی اسلئے کہ رعایا کو اس سے بہت تکلیف تھی اور بجز ٹیکس کلکٹرون کے اور کسی کو نفع نہ تھا۔

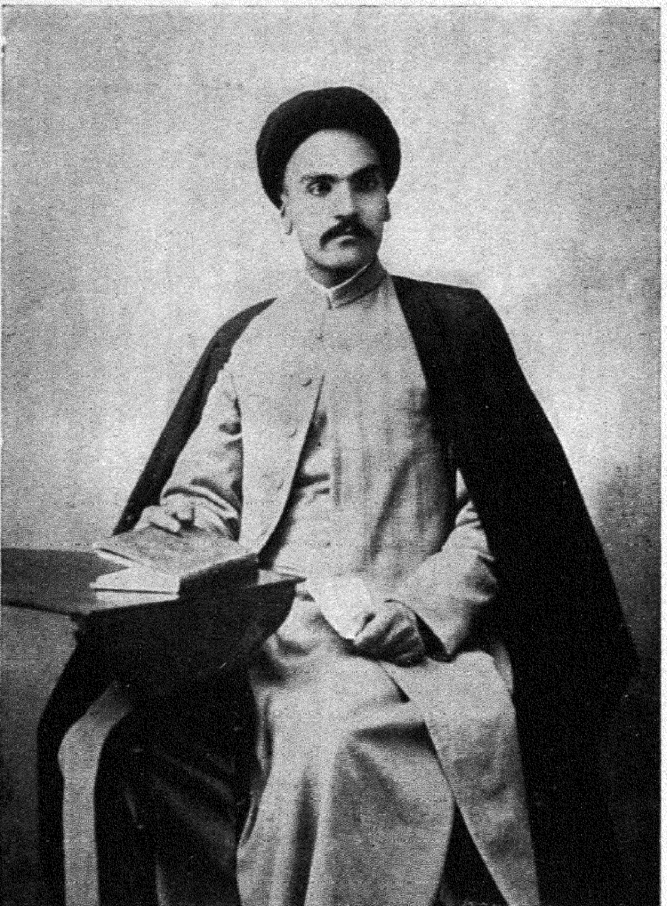
# دوسرا باب

(ایران کی تمدنی اور مالی حالت جو ہم نے آ کے دیکھی - نائب السلطنۃ - کبنٹ اور مجلس کے اختیارات - ضوابط گورنمنٹ اور ذرایع آمدنی - قرض عامہ - دیگر مختلف دیون ممالک غیر)

جس وقت سے ہم طہران پہونچے دن رات یہی صدا ہمارے کان مین آتی تھی کہ ہم ایران مین کچھ نہ کر سکین گے ہم سے پہلے جو غیر ملکی مشیر یا عہدہ دار طہران آئے اور انہون نے عملی طور پر اصلاح کی کوشش کی انہین بالآخر مجبوراً شہر چھوڑنا پڑا یا "طرف ثانی" کے طرفدار ہو گئے لہذا ہم کو بھی چاہیئے کہ ان لوگون سے ربط ضبط بڑہائین جو صاحب اختیار ہین - ہم کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ " طرف ثانی" سے کیا مراد ہے اور "اصحاب با اختیار" کون ہین - ایران کے بعض عہدہ دارون کی ایک جماعت تھی جو دستوری حکومت کے مخالف اور شخصی سلطنت کے طرفدار تھے یہ لوگ عموماً گذشتہ شخصی حکومت کے بقیۃ السیف تھے - اس مین شک نہین کہ یہ لوگ بہت بڑے دولت مند ذی اختیار اور با اثر تھے اور یورپ مین تعلیم و تربیت بھی پائی تھی ان سب نے بجاے خود یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ گورنمنٹ روس کا حلقہ غلامی پہننا آسان اور مصلحت آمیز ہے چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ گورنمنٹ روس کی طرفداری کرتے تھے اور اپنے ہم وطن اہل ملک کی مخالفت - بیچارے ایرانی باوجود ناتجربہ کاری اور دستوری حکومت کے ضوابط کی لاعلمی کے بڑے دلیری کے ساتھ

کوشش کر رہے تھے اور دستوری حکومت کے قیام اور پائداری کے لئے اپنی جانین لڑا رہے تھے۔ ڈپلومیٹک گروہ متعینہ طہران مین عام طور پر یہ مشہور تھا کہ ہم امریکن لوگ ایران مین تین مہینے سے زیادہ نہ رہین گے بلکہ ایک بڑے سفیر کی میم صاحب نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک ہی مہینہ مین ہم انزلی کا راستہ لین گے۔ ایران کے مالی معاملات کی اصلاح کی بابت جب کبھی ذکر آتا تھا تو اُس پر تمسخر ہوتا تھا اور قہقہے لگائے جاتے تھے۔

ایران جاتے وقت اثنائے راہ مین ہم پانچ دن قسطنطنیہ مین ٹھہرے تھے جہان ایرانیون کی ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ ترکون کا پایہ تخت ہمیشہ طہران کی حالت سے باخبر رہا ہے۔ وہان بہت سے ایرانی ہم سے ملے جو حال مین اپنے ملک سے یہان آئے تھے اُن مین بعض تو ایسے تھے جو بیچارے پولیٹکل وجوہ سے جلا وطن کئے گئے تھے مثلاً تقی زادہ جو تبریز کی طرف سے مجلس شورہ کا مشہور رکن تھا۔ تقی زادہ مجھ سے ملنے آیا اور ایک گھنٹہ تک ایران کے مصائب بیان کرتا رہا۔ دوسرے ایرانی جو مجھ سے ملے وہ بھی دستوری حکومت کے رکن رکین تھے۔ ان مین بعض تاجر تھے۔ بعض مجتہدین بعض فارن آفس کے عہدہ دار اور بعض ڈپلومیٹ۔ یہان آ کے مجھے ایران کی موجودہ حالت کا اندازہ معلوم ہوا جس سے کسی قدر تشویش تو ضرور پیدا ہوئی۔



TAGI-ZADA, THE FAMOUS CONSTITUTIONALIST DEPUTY FROM TABRIZ.

He was forced into exile on account of his political views.



PRINCE SULAYMAN MIRZA, LEADER OF THE DEMOCRATS IN THE MEDJLIS.

He was an ardent and patriotic Nationalist

ہین بہت سی باتون سے متنبہ کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ غیر سلطنتون کی سفارتین میرے خلاف انواع واقسام کی سازش کرینگی اور عجب نہین کہ مجھ پر حملہ بھی ہون مگر جسقدر مشورے اور صلاحین مجھے دی گئین ایک امر کے متعلق سب کو اتفاق تھا کہ ایرانی مجلس یا قومی پارلیمنٹ فی الحقیقت اہل ایران کی تحریک ترقی کا نتیجہ ہے اور یہ مجلس قانونی وعرفی حیثیت سے اہل ایران کی قومیت اور آزادی کی ایک نمایان مثال ہے اگر ہم نے اراکین مجلس کی عمدہ راے اور اعتبار حاصل کر لیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا آدھا کام پورا ہوگیا - لیکن اگر ہمین ناکامیاب رہے تو پھر کچھ نہ کرسکین گے -

طہران آنے کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ یہ سب باتین بالکل سچ تھین - پہلے جو غیر ملکی مشیر یا منتظمین ایران آئے وہ محض اپنی لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے ناکام رہے - کسی کو طہران کے مدبّرین کا اعتبار حاصل کرنے مین کوئی دقّت محسوس نہ ہوئی اسلئے کہ طریقہ بہت ہی آسان اور رغبت دہ تھا مگر ان لوگون نے غیر ملک کے سفرا کے ساتھ جو زیادہ خلا ملا بڑھایا تو اس سے ایرانی اُن سے بدگمان ہوگئے اور پھر مجلس نے اُن پر اعتبار نہ کیا -

اسوقت طہران مین ڈپلومیٹک گروہ روس - برطانیہ - جرمن، امریکہ، اطالیہ، آسٹرو ہنگریا، ڈچ اور ٹرکی سفرا سے مرکب تھا - ان مین باستثنا روس برطانیہ اور ٹرکی کے جنھین اس ملک کے ساتھ تعلق تھا اور باقی سفرا کو بجز اسکے اور کچھ کام

نہ تھا کہ اپنے ملک کے بعض لوگون کی پنشن یا تنخواہ جو دیوالیہ گورنمنٹ ایران سے ملتی تھی اُس کا حساب رکھین اور نگرانی کرین - ان مین سے اکثر پنشن خوار بڑے بڑے خطاب رکھتے تھے - کوئی شخص کرنیل کے عہدہ سے کم نہ تھا بلکہ ایک اطالیہ افسر جسے فوجی دفتر ایران سے کچھ خفیف سا تعلق تھا اپنے تئین جرنیل کہتا تھا -

اگرچہ اس کتاب کا یہ مقصد نہین ہے کہ ایران کی جغرافیائی حالت بتائی جائے یا اُس مشرقی مرکز تہذیب کا خاکہ کھینچا جاے لیکن یہ سخت بے انصافی ہوگی کہ اگر مین اُن حضرات کی تعریف نذر انداز کردون جو طہران کے یورپین لوگون مین ہر قسم کی افواہ اور گپ پھیلانے مین خاص دلچسپی لیتے تھے - مین نہین سمجھتا کہ ناظرین کی واقفیت کے لیئے یہان کی حالت کا نقشہ کسطرح کھینچون - بس آپ لوگ تصور کرین کہ ایک گورنمنٹ معرض زوال مین ہے اور مختلف اقوام کا ایک گروہ کثیر جس مین بلجین عہدہ داران محصولخانہ - اطالین افسران پولس - جرمن معلمین توپخانہ - فرانسیسی علما - ڈاکٹر - پروفیسر و مشیر - آسٹرین فوجی تعلیم دینے والے - انگریز اہل قلم - ترکی اور ارمنی درباری - اور ان سب پر طرہ یہ کہ روسی قزاق فوجی افسر - فوجی معلم فوجی قواعد سکھانے والے شامل ہین اور یہ سب ملکے گورنمنٹ ایران کو افلاس کے گڑھے مین ڈھکیل رہے ہین اور ہر شخص اپنے ملک کے تمدنی اغراض یا اپنے ذاتی فواید حاصل کرنے مین مصروف ہے - چنانچہ اس مضحکہ آمیز تماشے مین نہ صرف مردون کو بلکہ بعض جنس اناث سے بھی شریک تھے کہ ہم بیچارے اہل امریکہ

ایسے وقت میں سرزمین ایران میں داخل ہوئے اور یہ غیر معمولی خیال اپنے دلوں میں جاگزین کئے تھے کہ ہم گورنمنٹ ایران کے مقرر کردہ ہیں۔ جس گروہ کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اُس میں دس بارہ سوئیڈش افسر بھی شامل تھے جن کی تنخواہیں غریب رعایا کی جیب سے ادا ہوتی تھیں۔

قانون مال جو مجلس نے باتفاق آرا ۱۳ر جون کو پاس کیا اس سے کئی ہفتہ پہلے ہم اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح ایران کی مالی حالت کا صحیح اندازہ ہم کو معلوم ہو۔ محصولات جنگی کا محکمہ بالکل موسیو مارنارڈ کے تحت میں تھا اور اسکا حساب و کتاب انہیں کے پاس تھا۔ اُن سے اس محکمہ کے متعلق کوئی مواد بہم پہونچانا بہت دشوار تھا۔ دوسرے محکمہ جات جو وزارت مال سے متعلق تھے وہاں نہ کوئی دفتر تھا اور نہ حسابی کتابچہ جن سے کچھ پتہ چلتا وہاں کے میز اور کرسیاں گویا زبان حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ ع

آرزو کیوں لئے آتا ہے یہاں کچھ بھی نہیں

جو لوگ ان دفاتر کے صدر تھے اور جن کے ہاتھوں میں اپنے وطن کا مالی انتظام تھا اُن کے پاس بجز چکنی چپڑی باتوں کے اور کچھ نہ تھا۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ ایران کا مالی مسئلہ بہت پیچیدہ تھا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایران کا مالی وجود ہی کچھ نہ تھا جو محکمہ وزارت مال کے نام سے مشہور تھا وہاں انتہا سے ایرانی اصحاب مقرر تھے جن کی لیاقت یا مالی تجربہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا

کہ اپنا ذاتی روپیہ اڑا کے افلاس کی مجبوری سے وہان اپنی جیبین بھرنے آئے تھے۔ یہ لوگ بالکل کام سے نابلد تھے اور انکے اختیار مین مختلف دفاتر دیدیئے گئے تھے ان کا کام یہ تھا کہ گورمنٹ ایران کے لئے مالیات یا اندرونی محصولات جمع کرین۔ نہ کوئی سول سرویس کا قاعدہ تھا اور نہ اہلیت ولیاقت کے لئے کوئی امتحان مقرر تھا۔ غرضکہ وزراے فیننانس نے ایسے لوگون کو بھر رکھا تھا جو بالکل سفارشی ٹٹو تھے۔ کسی ملازم کو یہ یقین نہ تھا کہ ایک دن بھی وہ اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر رہ سکے گا۔ کبھی اس بات کی کوشش ہی نہین کی گئی کہ سرکاری مالگزاری کی تحقیق کے لئے کوئی صدر محکمہ قایم کیا جائے کہ جس سے یہ معلوم ہو کسقدر آمدنی وصول ہوتی ہے یا کس قدر وصول ہونا چاہیئے۔ اسی طرح نہ اخراجات کے متعلق کوئی روک ٹوک یا انتظام تھا اور بڑی بڑی رقمین خفیہ طور پر خزانہ عامرہ سے غائب ہوجایا کرتی تھین جن کے متعلق کچھہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس مدین صرف ہوئین۔ مین نے سب سے پہلے سرکاری بجٹ طلب کیا اسلئے کہ مجھے امید تھی کہ بجٹ کے دیکھنے سے سرکاری مداخل ومخارج کا اندازہ معلوم ہوسکے گا مگر معلوم ہوا کہ کوئی بجٹ ہی نہین ہے۔ گو مسٹر لیکافر سے جن کا ذکر اول آچکا ہے دو سال تک کوشش کرتے رہے کہ سرکاری بجٹ تیار کرین یا کم ازکم کوئی ایسا کتابچہ بنالین کہ جس پر بجٹ کا اطلاق ہوسکے۔ مسٹر لیکافر سے کو ملک کی مفروضہ آمدنی اور اخراجات کا بمقابلہ سرکاری اسنادات وحسابات کے بہت



PRINCE SALARU'D-DAWLA.

The brother of Muhammad Ali and twice pretender to the throne. He entered Persia and captured Hamadan during the summer of 1911 with several thousand Kurdish tribesmen from the Turkish frontier.

زیادہ علم تھا - جبدن سے انہون نے یہ کام شروع کیا یعنی اس امر کی تحقیق کہ سرکاری مالگزاری کس طرح اور کہان سے آتی ہے اور وہ کیسے صرف ہوتی ہے اُس دن سے ہر ایک وزیر مال اور ٹیکس کلکٹر اُنہین شکوک کی نظر سے دیکھنے لگا بلکہ محکمہ جنگ کے نزدیک تو اُن کی کچھہ وقعت ہی نہ رہی اسلیئے کہ یہ محکمہ ملک کی نصف آمدنی خودہی چٹ کر جاتا تھا اور یہ کہدیتا تھا کہ یہ روپیہ محکمہ کمسریٹ - سامان جنگ - ماہوارات عہدہ داران - فوجی ڈاکٹر خانہ - سوار - پیدل اور توپ خانہ وغیرہ وغیرہ مین صرف ہوا ہے جو ایران کی باقاعدہ فوج سے متعلق ہے - یہ فوج محض کاغذ پر تھی ملک مین کہین اُس کا وجود نہ تھا - آٹھہ مہینہ جو مجھے طہران مین گزرے اُسمین گورنمنٹ کو چار مہینے فوجی تیاریون مین صرف کرنا پڑے اسلیئے کہ شاہ معزول اور اُسکا پاگل بھائی سالار الدولہ ملک پر حملہ آور ہونے والا تھا اسکے تدارک کے لیئے ازسرنو فوج تیار کرکے بہیجی گئی - مین جب تک ایران مین رہا میری نظر سے کبھی کوئی باقاعدہ فوج نہ گزری البتہ ختم ماہ پر فوج کی تنخواہ یا وردیون کے لیئے محکمہ جنگ کی طرف سے بل ضرور پیش ہوتے تھے -

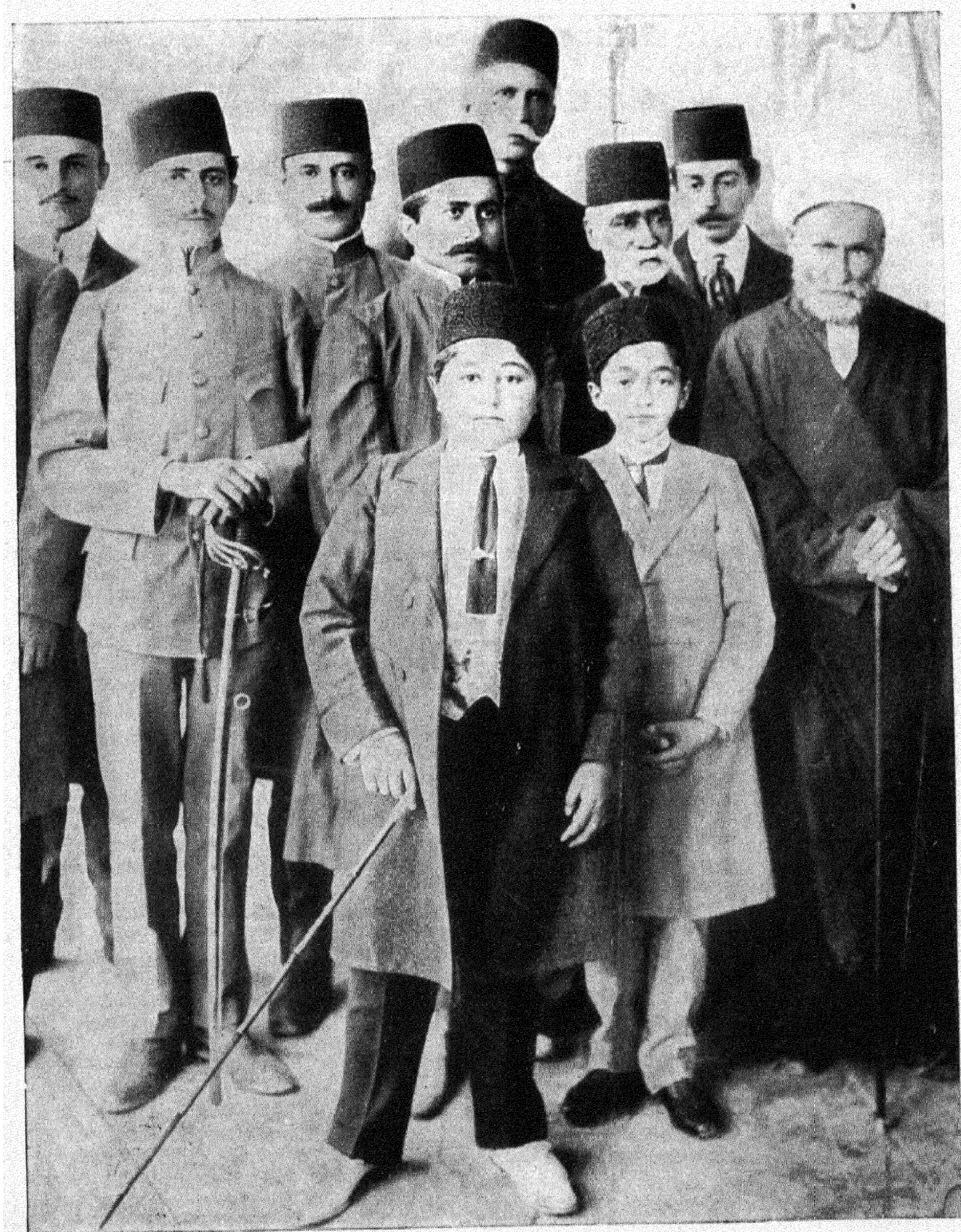
ملک ایران مختلف صوبون مین تقسیم ہے اور ہر صوبہ کا ایک پایہ تخت جدا ہے چنانچہ شمال مین آذربائیجان جسکا پایہ تخت تبریز - مازندران پایہ تخت ساری - گیلان - پایہ تخت رشت اور خراسان پایہ تخت مشہد اسی طرح جنوب مین اصفہان پایہ تخت اصفہان اور فارس

پایہ تخت شیراز ہے - یہ گویا خاص خاص بڑے صوبہ ہین ان کے علاوہ اور
چھوٹے چھوٹے اضلاع ہین - ہر شہر مین گورنمنٹ کی طرف سے ایک مالی کارکن
تعینات ہے جسکا فرض ہے کہ رعایا سے محاصل یا مالگزاری تحصیل کرے اور بعد
وضع اخراجات دفتر الخدمت رقم محاصل وزیر ال کے پاس بھیجدے - اس طریقہ کی
تفصیل تو دوسرے باب مین بیان کیجاے گی - یہان صرف اس قدر کہدینا کافی
ہے کہ مالگزاری کا ایک حبہ بھی وزیر مال کو نہین پہونچتا اور جب محکمہ جنگ عدالت
تعلیمات داخلہ و امور خارجہ کی طرف سے مطالبات پیش ہوتے ہین تو وزیر صاحب
مال ہمیشہ کے مالی کارکنون کے نام چیک یا فرمان جاری کرتے ہین - انھین
اس سے بحث نہین کہ ان فرامین کا روپیہ بھی وصول ہوگا یا نہین - غرضکہ جو صاحب
وزیر مال مقرر ہوے انہون نے اپنی کارگزاری دکہانے اور سب کو خوش رکھنے
کی غرض سے اس قسم کے ہزارہا چیک اور فرمان جاری کیے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
چندسال مین یہ مرغان کاغذی کا انبوہ وزیر مال کے پنجرے سے نکل کے کچھ ایسے
ساہوکارون کے ہاتھ لگا جو سرکار کے قرض خواہ تھے گر سرکار کو جنکے وجود کی
خبر تک نہ تھی اور کچھ چھوٹے چھوٹے تاجرون - ادنی درجہ کے ملازمون یا ناواقف
پنشن خوارون کے وہان بسیرا لیا - اور اسکی تعداد اتنے لاکھ ڈالر تک پہونچ گئی تھی
کہ کوئی ذی ہوش آدمی نہ کبھی اُسکا حساب کرسکتا تھا اور نہ اُس کے ادائی کا خیال
دل مین لاسکتا تھا - پس ایران کے پبلک ڈٹ (قرض عامہ) کا ذکر کرتے وقت

یہ مد بالکل خارج از حساب سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ گتھی حشر تک نہین سلجھ سکتی۔ اور اس مرض کا بجز وقت کے دست شفا کے اور کوئی علاج نہین ہے۔

۱۳ / جون کو جب مجلس نے مسودہ قانون مال جو مین نے پیش کیا تھا پاس کردیا تو اس وقت مین نے عالیجناب معاون الدولہ وزیر مال کی خدمت مین یہ عرض کیا کہ ازروے شرایط قانون جدید جسقدر سرکاری رقوم بنک یا خزانے مین ہون میری طرف بحیثیت صدر المہام خزانہ منتقل کردے جائین۔ عالیجناب موصوف نے ہنس کے یہ جواب دیا کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے اور یہ فرمایا کہ مین فوراً یہ ضروری معاملات آپ کے سپرد کیئے دیتا ہون۔ ہمارے حساب روان کا کھاتہ شاہی بنک ایران کے ساتھ ہے۔ اور مین سمجھتا ہون کہ اس وقت ہم چار لاکھ چالیس ہزار تومان زاید از حساب بنک سے لے چکے ہین لہذا ہمارے حساب روان مین اتنی رقم کا ٹوٹا ہے۔ یہ لیجئے بنک کے نام ہدایت نامہ ہے کہ یہ کمی نئے صدر المہام خزانہ کے نام محسوب کیجائے۔ مین نے عالیجناب موصوف کا شکریہ ادا کیا اور اُسی دن سے اپنا کام شروع کردیا ایک طرف تو بنک کی کمی پوری کرنی تھی اور دوسرے طرف عالیجناب ممدوح کے ہم منصب وزراے کبنٹ کے بعض ضروری مطالبات کی ادائی کا تقاضا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ مطالبات سب اشد ضروری ہین اگر ادا نہ کیئے جائین گے تو گورنمنٹ ایران کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ ان مطالبات کی مقدار سات لاکھ ڈالر تھی۔

وزارت مال کا صرف ایک محکمہ ایسا تھا جسے نقد رقم سے تعلق رہتا تھا۔
اور وہ شاہی ٹکسال تھی جو شہر سے کئی میل باہر واقع تھی اور جہاں ایک پرانی
دنیا نوسی کل کے ذریعہ سے ایرانی سکہ نقرہ (قران) مسکوک ہوتا تھا اسکے
لئے چاندی حسب معاہدہ شاہی بنک ایران سے لی جاتی تھی۔ اِسلئے کہ بنیک کو
اپنے معاملات کے لئے ایک مقدار کثیر مین نقرئی سکون کی ضرورت تھی۔ مین نے
کچھہ دن پہلے اپنے مددگار مسٹر ڈکی کو وہان بھیجا تھا کہ دارالضرب کا معائنہ
کرین۔ اور اُس کا سارا انتظام اپنے ذمہ لے لین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔
اب مین اپنے آفس مین بیٹھا ہوا اپنے دوسرے مددگار میکاسکی کی
صورت کو جو میز کی دوسری طرف بیٹھے تکے تک رہا تھا اور یہ یقین لانے کی کوشش
کرتا تھا کہ آیا مین سلطنت ایران کے کل مداخل و مخارج کا صدر المہام خزانہ ہون۔
پہلا کام مین نے یہ کیا کہ طہران مین جتنے بنیک تھے ہر ایک کو ایک خط
لکھا کہ آج کی تاریخ سے کوئی چک - ہنڈی - فرمان یا کسی قسم کے سرکاری مطالبہ
کی ادائی کا حکم جائز نہ سمجھا جائے گا۔ جب تک کہ اُسپر صدر المہام خزانہ کی دستخط
نہ ہون۔ اسکے ساتھہ ہی کل بنیکون کو یہ اطلاع دی کہ جبکہ حسابات یا رقوم جو گورنمنٹ
کے کسی محکمہ یا عہدہ دار کے نام سے جمع ہون وہ سب صدر المہام خزانہ کی طرف
منتقل کردئے جائین اور اُن کے حسب ہدایت تعمیل ہو۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ
ہوا کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے حسابات اور رقوم جن کا وجود شاید ہم کو کبھی معلوم



SULTAN AHMAD SHAH, THE PRESENT RULER OF PERSIA.

**He succeeded to the throne on July 18, 1909, after the deposition of his father, Muhammad Ali. Behind him on the left is the Crown Prince. The others are royal teachers.**

نہ ہونا ظاہر ہو گئے۔ ان مین ایک حساب **موسیو مارنارڈ** کے نام سے
تھا جو بالکل بے قاعدہ تھا۔

ایران کی تمدنی حالت کا اس وقت بیان کرنا غیر ضروری ہے غالباً یہ کہنا
بجا ہے کہ وہان ایک دستوری حکومت ضرور تھی اسلئے کہ شاہی سطوت صرف
اس قدر باقی رہگئی تھی کہ ایک کم سن بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھا اور نابالغی کی
وجہ سے ایک صاحب نائب السلطنتہ مقرر تھے مگر شاہ کے گرد ایک فضول خرچ
خوشامدیون کا گروہ ضرور تھا جو اہل دربار کہلاتے تھے اور جہان کہین شاہ جاتا تھا
وہ سب سایہ کی طرح ان کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ ملک کا سارا انتظام مجلس
یا قومی پارلیمنٹ کے ہاتھ مین تھا جس مین انشی رکن تھے جو بلحاظ آبادی ملک کی
مختلف صوبہ جات اور اضلاع سے منتخب ہو کے آئے تھے اس پارلیمنٹ کے
حسب منظوری نائب السلطنت کی طرف سے وقتاً فوقتاً سات ممبرون کی ایک
کیبنٹ بھی مقرر ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ مجلس کو حسب احکامات حکومت دستوری
نہ صرف قانونی اختیارات حاصل تھے بلکہ ترمیم کیبنٹ کا اختیار بھی تھا اور جب چاہتی
کیبنٹ کو موقوف کرسکتی۔ چنانچہ حقیقی اختیارات وکلاء قوم کے ہاتھ مین تھے
جن سے مجلس مرکب تھی۔

دو غیر سلطنتین جنھین (انہین کے الفاظ مین کہنا چاہیئے) ایران سے خاص
تعلق تھا روس و برطانیہ تھین۔ ناظرین کو یاد ہوگا ان دونون سلطنتون نے ۱۹۰۷ء

مین آپس مین ایک معاہدہ کیا تھا جسکی رو سے ایران مین اپنے اپنے دائرہائے اثر قرار دے تھے۔ روس کا دائرہ اثر شمال مین تھا اور انگلستان کا جنوبی مشرقی گوشہ مین کم از کم برائے نام ہی سہی لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ ایران مین ایک دستوری حکومت ضرور تھی جہان غیر سلطنتون کے سفرا تعینات تھے چنانچہ امریکہ کا سفیر بھی وہان تھا اس دستوری حکومت کو روس اور برطانیہ نے سنہ ۱۹۰۷ع مین معاہدہ پہ دستخط کرتے وقت تسلیم بھی کیا تھا۔

ایران کا قرضۂ غیر ممالک مختلف دیون سے مرکب تھا جو شاہان ماسبق کے زمانہ مین گورنمنٹ روس نے دئے تھے اور جواب روس کے شاہی بنیک مین جس کی ایک شاخ طہران مین بھی ایک جا کر دیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ ہند کا بھی قرضہ تھا جو دولت برطانیہ نے ہندوستان کے سرمایہ سے شاہان ماسبق کو دیا تھا اسکے علاوہ سنہ ۱۹۱۱ع کا قرضہ تھا جو شاہی بنیک سے لیا گیا تھا اور جسکی تکمیل ہمارے طہران پہنچنے سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ان مختلف قرضون کی تفصیل مین دوسرے باب مین بیان کرونگا۔ ان سب قرضون کے علاوہ گورنمنٹ ایران پر بہت سے غیر لوگون کے مطالبہ تھے جن مین اکثر واجب الادا تھے اور جن کی تعداد کئی میلین ڈالر تھی۔

المختصر ۱۳؍جون سنہ ۱۹۱۱ع کو جب مین نے ایران کے مالی معاملات کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیا ہے تو ملک کی عام حالت یہ تھی جو اوپر بیان کی گئی۔

——۰——

خزانہ تھی اور وہ کل ملک کی آمدنی اور خرچ کا ذمہ دار رہے۔ جس کسی کو کچھ دلایا جاے اسی دفتر کے ذریعہ سے اب تک یہ طریقہ رائج تھا کہ نہ صرف عہدہ داران وزارت مال روپیہ تحصیل کرتے تھے بلکہ بعض صیغہ جات جو پوسٹ۔ ٹیلیگراف۔ وزارت عدالت وزارت داخلہ۔ وزارت تعلیمات اور وزارت امور خارجہ سے متعلق تھے وہ بھی اس مین حصہ لیتے تھے۔ اسی طرح یہ مختلف محکمہ جات سرکاری جسطرح چاہتے تھے اُس روپیہ کو صرف مین لاتے تھے نہ کچھ اس کا حساب وکتاب تھا اور نہ کسی قسم کی نگرانی۔ کوئی دفتر یا محکمہ ایسا نہ تھا جہان اسکے متعلق کوئی حساب رکھا جاتا ہو چنانچہ گورنمنٹ ایران کے لئے یہ امر دریافت کرنا غیر ممکن تھا (خواہ کتنی ہی کوشش کیجاتی) کہ یہ کل آمدنی کہان سے آتی ہے اور کدہر غائب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اس وسیع ذمہ داری کو اپنے سر نہ لیتے اور محض تکمیل اصلاح کے منتظر رہتے تو یہ ممکن تھا کہ با اختیار لوگون کے طرز عمل مین کوئی تغیر واقع ہوتا گو وہ سب کے سب سازشون مین مبتلا تھے اور دستوری حکومت کے مخالفین کی دھمکیون سے خائف رہتے تھے۔ اس مین شک نہین کہ ایران کے موجودہ مالی طریقہ کی تجدید بہت دشوار تھی باوجود نیا قانون پاس ہونے کے جن دشواریون کا مقابلہ ہم کو کرنا پڑا وہ ہمین جانتے ہین تمام ملک مین خانہ جنگی بپا تھی جسکی وجہ سے ہر قسم کی بدنظمی اور ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ ہم نے آٹھ مہینے جو طہران مین گزارے اور اس عرصہ مین جو محاصل واجب الوصول پایہ تخت اور دوسرے صوبہ جات اور اضلاع سے

ہم نے تحصیل کئے اُس آمدنی مین سے غیر معمولی اخراجات جو پیش آے ادا کئے گئے چنانچہ تمثیلاً وہ اخراجات یہ تھے کہ **محمد علی میرزا** جو تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اُس کے تدارک کے لئے فوج تیار کر کے بہیجی گئی - سفراے ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے اور جنھین کئی سال سے تنخواہ نہین ملی تھی وہ بیباق کی گئی - مختلف محکمہ جات وزارت کی تنخواہین ادا کی گئین اور کل غیر ملک کے مطالبات بیباق کئے گئے اور صدر المہام خزانہ کے آفس مین ہر قسم کی آمدنی اور خرچ کا ایک صحیح اور مکمل حساب تیار کیا گیا -

معلوم نہین کہ اس انتظام سے غیر سلطنتون کی مخالفت کو کیون جوش ہوا انصافاً دیکھا جائے تو اُن کو اس انتظام سے مطمئن اور خوش ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ پرانے انتظامات مین جو اصلاح ہوئی وہ گویا اس بات کی ضامن تھی کہ اُنکے یا اُن کی رعایا کے مطالبات جلد ادا ہو جائین گے - تاہم یہ عجیب بات ہے کہ جس روز یہ قانون پاس ہوا اور روسی سفیر کو جب معلوم ہوا کہ مجلس مین اسکے متعلق بحث ہو رہی ہے تو اُس نے علانیہ مخالفت کی اور یہ لکھہ بہیجا کہ جو اہل بلجیم محصول خانون پر مقرر ہین وہ امریکن صدر المہام خزانہ کے تحت و نگرانی مین نہ رہین گے اور یہ دہمکی دی کہ اگر اس کے خلاف عمل ہو گا تو روسی فوج کل محصول خانون پر قبضہ کریگی اور روسی افسر مقرر کر دیے جائین گے - الغرض دو ہفتہ تک سفراے روس - فرانس جرمن - اطالیہ و آسٹرو ہنگری متعینہ طہران

کی طرف سے مخالفت کی بوچھار ہوتی رہی بلکہ بعض کی تحریرات تو جادۂ اعتدال اور تہذیب سے بھی گرے ہوئے تھے - سب کی کوشش یہی تھی کہ قانون اصلاح پاس نہ ہو اور گورنمنٹ ایران اپنے اندرونی معاملات کو درست نہ کرسکے البتہ سفیر برطانیہ - ڈچ - ٹرکی اور امریکہ نے اس معاملہ مین کچھہ دخل نہین دیا اور وہ الگ رہے - اس عرصہ مین کونٹ کواڈ سفیر جرمن متعینہ طہران نے گورنمنٹ ایران کو ایک تحریر بھیجی جس مین یہ لکھا کہ بعض جرمن رعایا جو طہران مین رہے اگر اُس کے مطالبات کے لیے صدر المہام خزانہ کے دستخط سے چک جاری ہونگے اور موسیو مارنارڈ ایڈمنسٹریٹر جنرل محصول خانہ جات کے دستخط سے نہ ہونگے تو یہ امر خلاف قاعدہ ہوگا جسکی وجہ سے جرمنی کے تعلقات پر برا اثر پڑیگا - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جرمنی تعلقات کیا تھی - دراصل وہ جرمن شخص جو جرمن اسکول اور جرمن شفاخانہ پر تعینات تھے انکو چھہ ہزار تومان سالانہ تنخواہ دی جاتی تھی - نہایت افسوس کی بات ہے کہ یورپ کی ایک ایسی زبردست اور دولت مند سلطنت غریب گورنمنٹ ایران سے اس طرح کے مطالبہ کی طالب ہو - کونٹ کواڈ نے اپنی سرکاری تحریر مین میرے نسبت یہ مہذب الفاظ استعمال کئے تھے کہ فلان شخص مسٹر شوسٹر نامی جو ایران کا صدر المہام خزانہ کہلاتا ہے " سفیر اطالیہ نے بھی اسی مضمون کی ایک تحریر گورنمنٹ ایران کو بھیجی تھی کہ اُنکے

ملک کے تمدنی حقوق کی پامالی ہوتی ہے - وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک بڈھا ازکار رفتہ
اطالین گورنمنٹ ایران کے فہرست ملازمین مین داخل تھا جو جرنیل کے خطاب
سے موسوم تھا اور فوجی تعلیم کے لئے رکھا گیا تھا یہ شخص اب بجز ایک آرام کرسی
پر پڑے رہنے کے کوئی کام نہ کرسکتا تھا - سفیر اطالیہ نے بھی اس تحریر مین میری
نسبت اپنے دوست جرمن سفیر کی تقلید کی تھی -

روس کی پشت پناہی سے **موسیو مارنارڈ** کو یہ جرأت ہوئی کہ اُس نے
گورنمنٹ ایران کی اطاعت سے انکار کیا گو وہ گورنمنٹ ایران کا نوکر تھا اور
اس امر کا اعلان کیا کہ صدر المہام خزانہ کے احکامات کو نہ تسلیم کریگا - اس کا یہہ
طرز عمل کچھ حق بہ جانب بھی تھا اسلئے کہ اُسے اندیشہ تھا کہ مجلس اُسے موقوف
کردے گی - کیونکہ مین نے مجبوراً اُسکی موقوفی کے لئے مجلس مین سفارش کی تھی
اُس نے حسابات جو پیش کئے تھے اُن مین بعض مدات ایسے تھے جو بالکل
مشکوک و بے قاعدہ تھے اور جن کے متعلق وہ کچھ جواب ہی نہ دے سکتا تھا
غرضکہ یہ کاغذی جنگ و جدل وسط جولائی تک جاری رہی اتنے مین بلجین
عہدہ داران محصول خانہ جات نے قانون گورنمنٹ کو تسلیم کرنا منظور کیا اور
**موسیو مارنارڈ** نے بھی اطاعت قبول کی اور مجھے اس کی اطلاع
دی **موسیو مارنارڈ** نے مجبور ہوکے ایسا کیا کیونکہ جب اُس نے
غیر ملکیون کے مطالبات کے نام سے جو ایران مین ملازم تھے متعدد چک

محصول خانون کے محاصل پر لکھ کر دئیے تو کسی بینک نے وہ چک تسلیم نہ کئے تب اُس نے مجبور ہو کے سرتسلیم جھکایا۔

جب ہمین کل بنکون کی طرف سے اطمینان ہوگیا کہ جب تک چک پر صدرالمہام خزانہ کے دستخط نہ ہونگے اُسکا روپیہ نہ مل سکے گا تو ہم خاموش ہو گئے آخرکار غیرملکی ملازمین جو خواہ مخواہ اپنی تنخواہین لینا چاہتے تھے اپنے ملک کے سفیرون سے اس بات پر لڑ لئے کہ امریکن صدرالمہام خزانہ کے دستخطی چک ضرور حاصل کرینگے۔

اس درمیان مین ہمارے دفتر کو وزراے کبنٹ کے ساتھ بھی بعض دقتین پیش آئین وزیراعظم سپھدار نے نئے قانون مال کے متعلق میری تائید کی تھی اور کئی دفعہ مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اُن اصلاحات مین میری پوری مدد دینگے اور جو خرابیان پھیلی ہوئی ہین اُن کے انسداد مین میرا ہاتھ بٹائینگے بلکہ اُنھون نے اپنی عنایت سے یہان تک مجھ سے کہا تھا کہ گو اُنھین جنگی معاملات مین ایک خداداد ملکہ ہے مگر بہت سی باتین محکمہ جنگ کی اصلاح کے متعلق ایسی ہین جن کا علم ممکن ہے کہ اُنھین نہ ہو اور ایسے امور کے متعلق وہ بہت خوشی کے ساتھ میرے حسب مشورہ عمل کرین گے۔ چونکہ محکمہ جنگ بدمعاشون کے لئے ایک عمدہ آشیانہ تھا لہذا اس مین بہت سے ایسے نالایق بدمعاش بھرے تھے جو فوجی کام سے بالکل نابلد تھے۔ ان مین بعض

اپنے تئین جرنیل کہتے تھے - بعض سردار کہلاتے تھے اور بعض صدر اسٹاف تھے - سپہدار کی ان باتون سے میرے دل مین اُن کی وقعت بہت بڑہ گئی اُنہین اس بات کی بڑی فکر تھی کہ مین بینک سے کچھہ لقدر روپیہ کا انتظام کب تک کرسکون گا اور جب مین نے پوچھا تو مجھ سے یہ کہا کہ محض اُن کے ذاتی اثر اور وقعت کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کا وجود اب تک باقی رہا ورنہ نہ معلوم کیا ہوتا - چونکہ اہل ایران ان کی بڑی عزت کرتے ہین لہذا محض اُن کی وجہ سے وہ اب تک خاموش رہے اسلیئے باقاعدہ فوج کے ان بہادر لوگون کے لیئے کچھہ مالی امداد ایک لازمی امر ہے - ۴ر جون کو قبل اسکے کہ قانون اہل مجلس سے پاس ہو مین نے امپیریل بنیک ایران کے مینجر مسٹر وڈ کے ذریعہ سے بطور زرمبادلہ دو لاکھہ پچاس ہزار تومان کا انتظام کیا تھا - اُسی دن شام کو سات بجے اتابک پارک مین سپہدار کی گاڑی پہونچی اور مجھ سے کہا گیا کہ مہربانی کرکے اُن کے وہان تشریف لے چلیئے وہ مع وزیر مال آپ کا انتظار کر رہے ہین - چنانچہ مین آفتاب غروب ہوتے ہی اُن کے خوبصورت باغ مین پہونچا اور سپاہیون کی قطار - ن اور مختلف درجے کے فوجی افسرون مین سے گذرتا ہوا ایک چھوٹے سے مکان مین داخل ہوا جسکے مسطح کاشی کے سقف پر خوبصورت قالین بچھے تھے - اور میز کرسیان لگی تھین یہان پہونچ کے مین نے دیکھا کہ وزیر مال کچھہ گھبرائے ہوئے جلد جلد ٹہل

رہے ہین۔ اتنے مین لیمپ روشن ہوئے چاء آئی سگریٹ پیش کئے گئے اور ہم دونون بیٹھ کے عالیجناب سپہدار صاحب کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔

رات بہت ہی سہانی اور صاف تھی اور جہان ہم بیٹھے تھے وہان سے برف پوش پہاڑون کی چوٹیان نظر آتی تھین جو تخمیناً بارہ میل وہان سے دور ہونگی اور مختلف سفارت خانون کے مکانات اور امراے ایران کے بہارستانی تفرج گاہ نظر آتے تھے۔

دفعتاً ہتیارون کی کھڑکھڑاہٹ فوجی سلامی کی آواز اور پھر زینہ پر پاؤن کی آہٹ نے ہمین بتایا کہ سپہدار صاحب تشریف لارہے ہین اتنے مین وہ آہی گئے اور آتے ہی بیٹھ گئے۔ قبل اسکے کہ ہم کچھ گفتگو شروع کرین ایک مجتہد صاحب تشریف لائے اور اُن کے قریب جاکے کچھ مانگنے لگے۔ وہ ایک لمحہ ٹھہرے تھے کہ وزیراعظم نے ایک فوجی افسر کو بلاکے اُسے کچھ حکم دیا اور مجتہد صاحب چلتے ہوئے۔

وزیر مال نے گردن ہلاکے مجھ سے فرانسیسی زبان مین کہا مسٹر شوسٹر آپ دیکھتے ہین کہ سپہدار صاحب کیسے باختیار اور زبردست آدمی ہین آپ نے غور کیا کہ اُنھون نے ایک مجتہد کی درخواست کو نہ سُنا اور جس قیدی کے لئے وہ سفارش کرنے آئے تھے کل صبح اُسے پھانسی دیجائیگی۔

اسکے بعد سپہدار نے اول کچھ ادھر اُدھر کی مختصر باتین کین بعدازان محکمہ جنگ



SIPAHDAR-I-AZAM (Greatest of the Marshals).
He was the Prime Minister holding the portfolio of War when Mr. Shuster arrived at Teheran.
He was a Russian protégé and was strongly suspected of conspiring with Muhammad Ali in his attempt to gain the throne.

کے مالی ضرورتون کی طرف توجہ دلائی وہ فارسی مین باتین کرتے تھے اور وزیر مال اُن کے مترجم تھے اُنھون نے بیان کیا کہ حالت بہت خوفناک ہوگئی ہے اگر روپیہ کا فوراً انتظام نہ ہوا تو ہماری جانین بچنا مشکل ہے - مین نے اُن سے اپنی مالی دقتون کا اظہار کیا جو مجھے بحیثیت صدرالمہام خزانہ درپیش تھین اُسکے بعد مین نے اُن سے دریافت کیا کہ سردست کم از کم کس قدر رقم فوج کے لیئے درکار ہوگی -

اسپر وزیراعظم نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا اور وزیر مال کو دیا کہ اُس کا ترجمہ پڑھ کے مجھے سنائین - اس کے بعد اُن پر کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ وہان سے اُٹھ کے تھوڑی دیر کے لئے نیچے چلے گئے - وزیر مال نے ایک ایک مد پڑھ کے سنائی اور اُس کے بعد سب کی میزان کی کل رقم چار لاکھ چھ ہزار تومان تھی جس مین سے نصف کے قریب سامان فوج - وردیان - توپخانہ کے گھوڑے اور دوسرے متفرق اخراجات کے لیئے تھی اور باقی فوج کی تنخواہ کے لیئے -

مین نے کسی قسم کا اعتراض نہین کیا اتنے مین وزیر اعظم پھر واپس آے اور اُنکی صورت سے تشویش نمایان تھی بلکہ مین نے خیال کیا کہ ان دونون مین کچھ آنکھ کا اشارہ بھی ہوا یا ممکن ہے کہ مین غلطی پر ہون - وزیر مال نے مجھ سے کہا کہ وزیراعظم صاحب اس معاملہ مین آپ کا جواب چاہتے ہین -

مین نے سیدھا ہاتھ اُٹھا کے اشارے سے یہ کہا کہ غیر ممکن ہے میرا یہ کہنا

تھا کہ سپہدار اس طرح سے اپنی جگہ پر اُچھلے جیسے گولی لگی ہو۔ اس کے بعد اُنہون نے بہت کچھ بحث کی اور ہر طرح پر مجھے ترغیب دلائی۔ بیچارے وزیر مال مارے ڈر کے زرد ہو رہے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ مین غلطی کر رہا ہون۔ مین نے سپہدار سے فرانسیسی زبان مین یہ دریافت کیا کہ آیا وہ کوئی طریقہ پتھر سے خون نکالنے کا بتا سکتے ہین۔ اُنھون نے اسکا کچھ جواب نہ دیا صرف یہ کہا کہ جسطرح ممکن ہو روپیہ آنا چاہیے۔ غرضکہ تین گھنٹہ کی گفتگو کے بعد ایک لاکھ تومان پر وہ راضی ہو گئے۔ یہان کے حالات کا تجربہ ہونے کے بعد جب مین خیال کرتا ہون تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مین کیون ایک لاکھ تومان دینے کو راضی ہو گیا۔ جب مین وہان سے اُٹھ کے باہر آیا تو مین نے وزیر اعظم کو وزیر مال سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "یہ فرنگی لڑکا خوب ہے مگر انشاء اللہ دوسرے موقع پر دیکھا جائے گا۔"

اس واقعہ کو گیارہ دن ہو گئے۔ اس عرصہ مین امیر اعظم۔ نائب وزیر جنگ مجھ سے ملنے آئے اور اُنہون نے فوج کی حالت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ مشہور مصور ورسیچگن بھی شرما جاتا۔ انہون نے بیان کیا کہ ملک کا ایسا خیرخواہ وزیر اعظم سپہدار ایک جزو رقم طلب کرتا ہے اور صدر المہام خزانہ اسکے دینے مین پس و پیش کر رہے ہین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام ملک مین غدر ہو جائیگا ہر طرف لوٹ مار شروع ہوگی جسکی وجہ سے سخت خونریزی ہوگی۔ اصل یہ ہے کہ پتھر کا دل اور خالی کیسہ زر البتہ ان لوگون کی التجا کو ٹال سکتا تھا

۱۵ ارجون کو یہی قانون مال پاس ہونے کے دو دن بعد جسکی رو سے مالی معاملات مین صدر المہام خزانہ کو کل اختیارات دے گئے تھے سپہسالار نے مجلس مین کھڑے ہو کے اس امر کے متعلق اپنی ناخوشی ظاہر کی کہ اس قانون سے اُن کے اہم فرائض بحیثیت وزیراعظم و وزیر جنگ پر اثر پڑے گا مگر مجلس کے اراکین نے کچھ اسکا اعتنا نہ کیا وہ جانتے تھے کہ یہ حضرت اپنے دفتر جنگ کے نام سے روپیہ لینا چاہتے ہین۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ کوئی اُن کا ہم زبان نہین ہوتا تو بہت ہی طیش مین آئے اور بڑے آن بان کے ساتھ وہان سے باہر چلے گئے اور فوراً ہی اپنی گاڑی مین بیٹھ کے کوچبان کو حکم دیا۔ "بروبہ فرنگستان" چنانچہ وزیراعظم کی گاڑی شہر سے باہر نکل گئی اور رائزلی کیطرف روانہ ہوئی جو وہان سے دو سو بئیس ۲۲۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس اثناء مین یہان یہ افواہ پھیلی کہ شاہ معزولہ کا بھائی سالار الدولہ شہر تبریز پر قابض ہو گیا ہے اور لوگون سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اُسے تخت پر بیٹھا دیا جاے تو وہ کل محصولات معاف کر دیگا صرف اس قدر محصول جاری رکھے گا جو اُس کے ذاتی اخراجات کے لیئے کافی ہون اب عوام مین یہ چرچا پھیلا کہ دیکھئے وزیراعظم جو خفا ہو کے چلے گئے ہین شاہ کے بھائی سے مل جائین گے یا بحر کسپین سے عبور کر کے روس و یورپ پہونچین گے اس واقعہ سے ایک ہفتہ پہلے نائب السلطنت نے بھی ایران چھوڑنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا اور اسکی

وعدہ یہ بیان کی تھی کہ مجلس نے دربار کے متعلق ایک نیا بجٹ پاس کیا جس مین
اُن سے مشورہ نہین لیا - اس بجٹ مین مصارف دربار بہت تخفیف کر دیے گئے
ہین - چنانچہ آٹھ جون کو ہزہائنس نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور تین گھنٹہ
تک مجھ سے بحث کی جس مین اپنی تشویش اور دقتین بیان کین جو بلاشک ایک حد
تک واجبی تھین - مین نے اُن سے یہ عرض کیا کہ ایسے وقت مین آپ کا ملک
سے چلا جانا یا آپ کے جانے کی افواہ پھیلنا نہ صرف جدید مالی انتظام مین خلل انداز
ہوگا بلکہ گورمنٹ کو ایک عام ہل چل مین ڈالدے گا -

اُنھون نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اچھا مین نہ جاؤن گا - بعد ازان مجلس کے
بعض اراکین سے اس بارہ مین گفتگو ہوئی اور آخر یہ طے پایا کہ سر جارج
بارکلے سفیر برطانیہ سے کہہ کر سر ایڈورڈ گرے فارن سکرٹری
برطانیہ کی طرف سے نائب السلطنت کے نام ایک خانگی تار منگایا جائے جسمین
سر ایڈورڈ گرے انہین طہران مین رہنے پر مجبور کرین - نائب السلطنت
سر ایڈورڈ گرے کو بہت مانتے تھے اور اُن کے بڑے دوست تھے چنانچہ
ایسا ہی ہوا مگر اس عرصہ مین ہزہائنس نائب السلطنت نے خود اپنے جانے
کا خیال دل سے نکال ڈالا تھا -

اس درمیان مین تقریباً روز مین نائب السلطنت سے ملتا تھا اور گفتگو
ہوتی تھی انہین ایران کی موجودہ حالت پر بہت تشویش تھی اور یقین نہ آتا تھا کہ

اہل ایران ملک کو سنبھال سکیں گے ۔ مجلس اور کیبنٹ میں اکثر کسی نہ کسی بات پر کھینچا تانی رہتا تھا اور مختلف پولیٹکل گروہ ایک دوسرے کے سخت مخالف ہو گئے تھے ۔ ایسے وقت میں سپہدار کے دفعتاً چلے جانے سے پریشانی اور غیر اطمینانی زیادہ بڑھ گئی تھی ۔ کیبنٹ کے دوسرے وزرا بار بار سپہدار کو رشت میں تار بھیج رہے تھے جہاں وہ اٹھارہ دن کو پہونچ گئے تھے اُن کا غیظ و غضب تو اب ٹھنڈا ہو گیا تھا مگر وہ یہی کہتے تھے کہ مجھے اپنی صحت کے لئے یوروپ جانا ضرور ہے ۔ وزرا کی یہ رائے تھی کہ وہ طہران واپس آئیں یا مستعفی ہو جائیں اس عرصہ میں میں کیبنٹ کے اجلاس میں برابر جاتا تھا اور وزرا کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ موجودہ مالی حالت کو بغور سمجھیں اور ایسے نازک وقت میں بڑے بڑے رقوم طلب کرنے سے باز رہیں ۔ ان سب میں سب سے زیادہ جو صاحب شور مچاتے تھے وہ امیر اعظم تھے جو اب قائم مقام وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے ۔ امیر اعظم وہ بزرگ تھے کہ جن کی عام شہرت خیانت اگر انہیں کسی جیل خانہ میں ایک طولانی مدت کے لئے بھی بھیج دیتی تو بعید نہ تھا ۔ میں نے اپنے ایک ایجنٹ کو ہدایت کی تھی کہ دفتر جنگ کے بعض بعض معمولی معاملات کی تنقیح کرے بالخصوص وہ رقومات جو قایم مقام وزیر اعظم کے نام سے مختلف بنیکوں میں جمع ہیں ۔ چنانچہ ۱۹ رجون کو کونسل وزرا میں جہاں میں بھی موجود تھا انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ طہران کی فوج بلوہ پر آمادہ ہے

اور اگر صرف بیالیس ہزار تومان اُن کی تنخواہ وغیرہ کے لئے فوراً نہ دے گئے تو کل بلوہ ہو جائیگا - مین نے مہذبانہ الفاظ مین اُن سے پوچھا کہ اسی قدر رقم جو دس روز پہلے دی گئی تھی کس مد مین صرف ہوئی جسکا جواب اُنہون نے یہ دیا کہ وہ سب غریب فاقہ مست فوج مین تقسیم کر دی گئی تب مین نے یہ کہا کہ کیا اُس مین سے اب کچھ باقی نہین رہا - اُنھون نے جواب دیا کہ ایک قِران بھی نہین ہے - اب مین نے جیب سے ایک یادداشت نکالی جو لیتے ساتھ لایا تھا جس مین صاف درج تھا کہ امیر اعظم نے تراسی ہزار تومان ایک دیسی ساہوکار کے وہان رکھائے ہین اور یہ رقم گذشتہ مہینے کی تنخواہ فوج اور دوسرے مختلف فوجی اخراجات کے لئے ہے - اتنی رقم اس وقت اس ساہوکار کے پاس جمع ہے اور امیر اعظم صاحب کے بہادر افسر سپاہیون کو بلوہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مین نے اپنی یادداشت سے جب تاریخ وار رقوم پڑھ کے سُنائے اور اُن سے پوچھا کہ آیا یہ صحیح ہین یا غلط تو اُس وقت امیر اعظم صاحب نے ایک ادائے خود پسندی کے ساتھ اپنے ڈیڑھ من وزنی دماغ کی کھوپری کو اونچا کر کے اپنے لمبے جسم کو پورے چھ فٹ ۵ انچہ تک تان دکھایا - اور سینہ پر ہاتھ رکھ کے وزرائے کونسل کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ کیا اب میری نیک نامی پر دھبہ لگایا جاتا ہے -

چونکہ معاملہ مشکوک تھا امیر اعظم بات ٹال کے یہ فرمانے لگے کہ اگر (۸۳۰۰۰) تراسی ہزار تومان اُن کے نام سے کہین جمع ہین تو اُنہین اس کا علم

نہین - وزراے کبنٹ نے اسکو باور نہ کیا اور یہ راے ہوئی کہ امیر اعظم اپنے محاسب کو بلا کے دریافت کرین - چنانچہ محاسب طلب ہوا ہم لوگ سب بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے - محاسب کے آتے ہی امیر اعظم اُٹھے باہر گئے اور اُس سے کچھہ گفتگو کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے پلٹے اور مجھ سے اور وزراے کبنٹ سے فرمانے لگے کہ جو کچھہ مین کہتا ہون بالکل صحیح ہے - اُنہین ابھی محاسب سے معلوم ہوا کہ گزشتہ مہینے کی ماہوار جمع ہے ابھی فوج کو تقسیم نہین ہوئی گو حکم دیکے انہین عرصہ ہوا اور یہ وہی رقم ہے جسکے لئے فوج تقاضا کر رہی ہے - الغرض اس طرحپر آسانی کے ساتھہ فوج کا بلوہ ملتوی کیا گیا - یہ ایک ادنی مثال تھی جس سے ناظرین ان اعلے عہدہ دارون کی خیانت و امانت کا اندازہ کرسکین گے اُسی دن شام کو مسٹر کیئرلنس بھی آگئے اور اُن کے آنے سے ہمارے مجوزہ انتظامات مین بہت تقویت ہوگئی - مسٹر کیئرلنس ڈائرکٹر محصولات مقرر ہوکر آے تھے - اور میرے خاص مددگار تھے - چونکہ وہ بندرگاہ ایلوئلو واقع جزائر فلپائن مین کلکٹر چنگی کی خدمت پر تعینات تھے اسلئے ہمارے ساتھ نہ آسکے - ہمارے آنے کے بعد روانہ ہوئے - اور اب طہران پہونچے -

۲۳ / جون کو سپہدار نے رشت سے نائب السلطنت کے نام تار دیا کہ وہ اس شرط پر طہران واپس آئین گے اور اپنے فرایض بھی انجام دین گے - اگر قانون مال مورخہ ۱۳ / جون کے بعض دفعات ترمیم کردیے جائین

اور اُنھین ملک کی آمدنی صرف کرنے کے معاملات مین زیادہ اختیار دیا جائے -
جب یہ تار مجلس مین پڑھا گیا تو اُس پر خوب مضحکہ ہوا - علاوہ برین اب یہ
افواہ اڑی کہ بعض اہل ایران بالخصوص گروہ محاسبین جواب تک صوبہ جات کے
محاصل پر تعینات تھا ہمارے خلاف ایک سوسائٹی قایم کرنے والا ہے - غرضکہ
ہر روز ایک نیا شگوفہ کِھلنے لگا - کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ مختلف وزارت خانون کے
ملازمین کام بند کرنے پر آمادہ ہین - اور کبھی کچھ اور افواہ اڑتی تھی - المختصر مین نے
مجبوراً ایک عام اعلان جاری کیا کہ اگر کوئی ملازم کام کرنے سے انکار کرے گا تو
فوراً اُسکا نام فہرست ملازمین سے خارج کر دیا جائیگا - اس عرصہ مین مین نے کل دفاتر
متعلق بہ وزارت مال اپنے تحت مین لے لئے اور وزیر صاحب مال و نائب وزیر
صاحب کو مع سکرٹری و صدر دفتر کبنٹ اُن کے حال پر چھوڑ دیا کہ چین کرین اور
اب انھین سرکاری مطالبات یا احکامات پر دستخط کرنے کی زحمت باقی نہ رہی -

۱۳ جون سے لیکر اب تک موسیو مارنارڈ اور سفیر روس موسیو
پوکلیوسکی کوزیل برابر اس کوشش مین رہے کہ امپیریل بینک ایران
موسیو مارنارڈ کے دستخطی چک قبول کرلے کبھی دھمکی دی کبھی ترغیب
دلائی - غرضکہ کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - سفیر روس کو زیادہ تر تین لاکھ ساٹھ ہزار
روبل کی فکر تھی جو گورنمنٹ روس کو بعض مستقل بندوقون کی بابت واجب الوصول
تھے - یہ بندوقین چھ ماہ قبل سپہدار نے منجانب گورنمنٹ ایران روس سے

خریدی تھین اور گو محکمہ جنگ ایران مین داخل ہونی چاہیئے تھین مگر اب تک بندر گاہ انزلی مین بھی نہ پہونچی تھین - جب قیمت کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سہ چند قیمت لگائی گئی ہے - یہی بندوقین ایک تہائی قیمت پر یورپ مین ملسکتی تھین - خیر اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ گورنمنٹ روس اور سپہدار کے ایمان پر چھوڑ دیا جاے کہ باقی دو تہائی رقم قیمت کہان جائیگی -

امپیریل بینک کے ڈائرکٹر نے صاف انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بجز قانون مصدرہ مجلس اور کسی حکم کی تعمیل نہین ہو سکتی اور چونکہ مین نے بینک کو ہدایت کر دی تھی کہ سفیر روس سے یہ کہدیا جاے کہ جب بندوقین آجائین گی رقم فوراً ادا کر دی جاے گی تو اب سفیر روس اور موسیو نارڈ کو مجبوراً تحکمانہ روش سے باز آنا پڑا -

مین نے اب تک **موسیو نارڈ** کی صورت بھی نہ دیکھی تھی - جب کبنٹ نے بتاریخ ۲۹ رجون یہ رزولیوشن پاس کیا کہ **موسیو مارنارڈ** سے قانون مورخہ ۱۳ رجون کو تعمیل کرائی جاے جس سے وہ اب تک انکار کر رہے ہین - مین نے قایم مقام وزیراعظم **محتشم السلطنت** کو لکھا کہ مین موجودہ حالت کو اب زیادہ عرصہ تک گوارا نہین کر سکتا - اگر موسیو مارنارڈ سے فی الفور تعمیل حکم مجلس نہ کرائی گئی تو مین مجبوراً یہ معاملہ بالراست مجلس مین پیش کر دونگا - ۲ رجولائی کو کبنٹ مستعفی ہو گئی مگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ اراکین کبنٹ بدستور اپنا کام کرینگے - ایران مین کبنٹ کا استعفا دینا محض ایک زبانی ڈھکوسلا تھا -

زیادہ سے زیادہ اسکے یہ معنی ہوتے تھے کہ ممبران کابینٹ کسی امر سے ناخوش ہو گئے ہین۔ بس یہ ظاہر کر دینا فرض ہے کہ اس درمیان مین جب کہ موسیو مارنارڈ کے بارہ مین جھگڑا ہو رہا تھا سفیر برطانیہ نہ صرف اس معاملہ سے بالکل علیحدہ رہے بلکہ ہمکو اپنے فرایض کی انجام دہی مین مدد دی۔ محکمہ جنگی کے کل اہل بلجیم ملازمین نے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر صدر المہام خزانہ کے ماتحت کئے جائینگے تو وہ سب کے سب استعفا دیدینگے۔ اُدہر یہ دھمکی اور ادہر گورمنٹ روس کا تحکمانہ برتاؤ۔ غرضکہ مارے ڈر کے مجلس وزرا کے اوسان خطا تھے۔ علاوہ برین بعض معزز اراکین کابینٹ (مثل قایم مقام وزیر اعظم و وزیر امور خارجہ محتشم السلطنة) ایسے بھی تھے جن کی راے مین قدیم مالی انتظامات مین کوئی تبدیلی یا اصلاح نامناسب تھی۔ یہی معزز رکن صاحب چند روز پہلے اپنے لئے چودہ ہزار تومان کا ایک مطالبہ پیش کر چکے تھے اور یہ ارشاد ہوا تھا کہ کئی سال قبل جب وہ ٹرکی و ایران کے سرحدی کمیشن مین مقرر ہو کر گئے تو اس وقت انہین کوئی معاوضہ نہین دیا گیا لہذا یہ اُس وقت کا حق الخدمت تھا۔ اگر فی الحقیقت دیکھا جاے تو بہت کم ایرانی ایسے ہونگے جنھون نے نمک حلالی کے ساتھ اپنے ملک کی کوئی پولیٹکل خدمت انجام دی ہو مگر اُسوقت دعویدار بہت سے کھڑے ہو گئے تھے اور سب کو یہ شکایت تھی کہ ناسپاس قوم نے اُن کی خدمات کی جیسی چاہیے ویسی قدر نہ کی (سبحان اللہ۔ جس قوم کے اعلےٰ طبقہ مین ایسے نفس پرست خود غرض افراد جمع ہون

کہ ایک طرف ملک دوالیہ ہو رہا ہو اور اُنھین محض اپنی جیب بھرنے کی فکر ہو اُس کا تمدنی وجود دنیا مین "اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند" کا مصداق ہے۔)

آخر کار ۸/ جولائی کونسل وزرا نے **موسیو مارنارڈ** کو طلب کیا کہ وہ حاضر ہوکے بیان کرین کہ آیا قانون مصدرۂ مجلس مورخہ ۱۳/ جون کو جس کی رو سے کل مالی محکمہ جات دولت ایران بہ شمول محصولخانہ جات محکمہ جنگی صدر المہام خزانہ کے زیر تحت مین تسلیم کرتے ہین یا نہین۔ چنانچہ **موسیو مارنارڈ** صبح کے دس بجے وہان تشریف لاے۔ اول فرانسیسی زبان مین بہت دیر تک بحث ہوتی رہی اور انھون نے **بلجین** عہدہ داران محصول خانہ جنگی کی کارگزاریان بیان کین بعد ازان یہ کہا کہ اگر موجودہ طرز عمل مین کوئی تبدیلی ہوگی تو بڑی دقت پیش آئے گی۔ اور آخر مین یہ بیان کیا کہ ان کا ارادہ کبھی قانون سے انحراف کرنے کا نہ تھا۔ قایم مقام وزیر اعظم نے اب مجھ سے پوچھا کہ اگر مجھے اسکے متعلق کچھہ کہنا ہو تو مین بھی کہون۔ مین نے جواب دیا کہ مجھے اس سے کچھہ بحث نہین کہ کوئی عہدہ دار گورنمنٹ کے قانون کی تعمیل کرتا ہے یا نہین اور نہ مین اسلئے یہان آیا ہون کہ کوئی صلحنامہ مرتب کرون مگر اب چونکہ **موسیو مارنارڈ** قانون مجریہ مجلس کی پابندی کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہین اسلئے میری راے مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین ان کو چاہیئے کہ جو کچھہ کہتے ہین اُسپر عمل کرین۔ اس گفتگو کے بعد موسیو مارنارڈ

نہایت ہی خلق و توجہ کے ساتھ مجھ سے ملے اور محکمہ جنگی اور اُس کی آمدنی کے متعلق میرے ساتھ گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مین بھی اُن سے کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا۔ اُنہون نے کل سرکاری رقوم جو مختلف بنکون کی تحویل مین جمع تھین اُن کی ایک فرد بھیجنے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ آیندہ سے صدرالمہام خزانہ کے مجوزہ اخراجات محکمہ جنگی کے مطابق برآورد بھیجا کرین گے۔ اس درمیان مین مجھ سے میجر اسٹوکس سے ملاقات ہوگئی جو سفارتخانہ برطانیہ مین فوجی ایلچی تھے اور جن کی مدت چہار سالہ قریب الختم تھی۔ مجھ سے اکثر لوگون نے کہا کہ میجر اسٹوکس سے ہوشیار رہو یہ برطانیہ اور گورمنٹ روس کے جاسوس ہین اور اہل ایران کے سخت دشمن۔ میجر اسٹوکس ہندوستان کی فوج مین ایک افسر تھے اور فارسی زبان خوب اچھی طرح لکھتے پڑھتے اور بولتے تھے۔ اسکے علاوہ تمام ملک مین دورسے کرچکے تھے اور یہان کے لوگون کے رسم ورواج عادات اور مختلف گروہ کے سیاسی خواہشات سے بخوبی واقف تھے۔ تھوڑے عرصہ سے مین یہ تجویز کر رہا تھا کہ ایک مخصوص فوجی پولیس قایم کرون جو راست میرے زیر حکم رہے اور عہدہ داران خزانہ کو تمام ملک مین مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرنے مین مدد دے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ فوجی پولیس بھی اس کام مین مدد دے سکتی تھی مگر اول تو اسکا وجود ہی مثل ایرانی فوج باقاعدہ کے محض کاغذی تھا۔ دوسرے یہ کہ طہران کے باہر

اُن سے زیادہ تر توقع یہ تھی کہ بجاے مدد دینے کے وہ سرکاری محاصل خود ہضم کر جائینگے۔ اسکے علاوہ وہ سب کے سب وزیر امور داخلہ کے زیر حکم تھے اور اُن پر طہران مین ایسے ایسے عہدہ دار تعینات تھے جو یہ نہین چاہتے تھے کہ ملک کی مالی حالت درست ہو۔ پس باین وجوہ یہ نہایت ضرور تھا کہ پایہ تخت سے باہر بالخصوص ایسے مقامات ہین جیسے کہ تبریز۔ قزوین۔ اصفہان اور شیراز جہان سرکاری مالگزاری واجب الوصول تھی اُسکی تحصیل کے لئے ایک نئی فوجی پولیس مرتب کیجاے جو اسی کام کے لئے مخصوص ہو۔ چنانچہ مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے نام سے ایک محکمہ قایم کرنا چاہا جو صدر المہام خزانہ کے دفتر کا جزو اعظم رہے۔ یہ اُمید کی جاتی تھی کہ ایک سال کے اندر کئی ہزار آدمی بھرتی ہوکے تعلیم پا جائینگے اور چند سال مین اس کی تعداد دس ہزار سے بارہ ہزار تک ہو جائے گی اور تب اس امر کا یقین کرنا ممکن ہوگا کہ کل مالگزاری جو سرکار کو واجب الادا ہو آسانی سے وصول ہوسکے گی۔ ایران کے کسان۔ اہل حرفہ۔ مزدور۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندار سرکاری محاصل کو ادا کرنے مین سرکشی نہین کرتے مگر ملک کی خاص اور عجیب حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ تحصیل محاصل کے لئے سرکار کی طرف سے ایسی فوجی پولیس تعینات رہے۔ بغیر اسکے محض اہل قلم کے حکم کی تعمیل ممکن نہ تھی چنانچہ اس بارہ مین میجر اسٹوکس سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس کام کے لئے اُن سے بہتر کوئی شخص نہین

ملسکتا جو اس مجوزہ فوجی پولیس کے جوانون اور افسرونکو باقاعدہ فوجی قواعد سکھائے اور تعلیم دے اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران سے جانا نہین چاہتے اور اُن کو اس ملک کی فلاح کے لئے سچی دلچسپی ہے تب مین نے خانگی طور پر اُن سے کہا کہ آپ اس فوج کی افسری منظور کیجیئے۔ اس کا تعلق بالراست مجھ سے رہیگا۔ بعدازان مین نے سر جارج بارکلے سفیر برطانیہ کو لکھا کہ میجر اسٹوکس جو سفارت برطانیہ مین ملٹری اٹیچی ہین اُن کی مدت ملازمت ختم ہوا چاہتی ہے مین اُنھین اپنے مجوزہ فوجی پولیس کے تربیت و انتظام کے لئے رکھنا چاہتا ہون چنانچہ سفارت برطانیہ سے اس بارہ مین کچھ مراسلت ہوئی بعدازان ۲۲/ جولائی کو سفیر برطانیہ نے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع دی کہ میجر اسٹوکس کو فوجی پولیس کی افسری منظور کرنے سے پہلے ہندوستانی فوج کی افسری سے استعفا دینا ہوگا۔ چونکہ ابتدائی درخواست کے وقت میجر اسٹوکس سے اس بارہ مین کچھ ذکر نہ آیا تھا کہ اُنھین یہ خدمت منظور کرنے کے لئے ہندوستان کی فوج سے مستعفی ہونا پڑیگا اور چونکہ گورنمنٹ ایران کے اغراض کے لحاظ سے بھی اس مین کوئی ہرج نہ تھا اسلیئے کہ اُن کے خدمات صرف تین سال کے لئے مانگے گئے تھے۔ اسلیئے مین نے خیال کیا کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ کے منشا کے موافق میجر اسٹوکس استعفیٰ دینگے تو غالباً منظور ہو جائے گا۔ چنانچہ اُنھون نے بذریعۂ تار استعفا بھیجدیا۔ اس معاملہ کو دو ہفتہ ہو گئے اور

ہمین اطمینان ہوا کہ اب معاملہ طے شدہ ہے مگر پھر یہ سن کے بہت ہی تعجب
ہوا کہ سفیر دولت برطانیہ نے ۱۸ اگست کو وزیر امور خارجہ ایران کو اس مضمون
کی ایک بے دستخطی چٹھی بھیجی کہ گورنمنٹ ایران میجر اسٹوکس کے تقرر پر اصرار
نہ کرے البتہ اُس صورت مین میجر اسٹوکس ملازم ہو سکتے ہین کہ شمالی حصہ ایران
سے اُن کا تعلق نہ رہے۔ اس کے ساتھ بھی کہا گیا کہ اگر گورنمنٹ ایران اصرار کریگی
اور گورنمنٹ روس شمالی حصہ ایران مین اپنے اغراض کے تحفظ کے لیے کوئی
کارروائی کرے گی تو گورنمنٹ برطانیہ اُسے جائز تسلیم کریگی۔
اس مراسلہ کے بعد ۱۹ اگست کو پھر دوسری تحریر آئی جس مین ۱۸ اگست کی
تحریر کی یاددہی کی گئی۔

جب دولت برطانیہ سے اولاً یہ درخواست کی گئی کہ اُس کی رعایا سے ایک
شخص تین سال کے لئے گورنمنٹ ایران ملازم رکھنا چاہتی ہے تاکہ انتظام
ملک کی ایک شاخ کو درست کرے اُسوقت دولت برطانیہ نے دانشمندی سے
اس درخواست کو منظور کیا اور صرف یہ کہا کہ جو شخص ملازمت اختیار کرنا چاہتا ہے
اُسے ہندوستان کی فوج سے استعفا دینا ہوگا اور جب اُس شخص نے استعفا بھی
دیدیا اور نیک نیتی کے ساتھ معاہدہ کی تکمیل ہو گئی تو پھر دولت برطانیہ کا بلا لحاظ
حقوق فریقین اس معاہدہ کے خلاف عمل کرنا اور ایک دوسری سلطنت کے
ساتھ مل کے نہایت جابرانہ طور سے گورنمنٹ ایران کو شاہی حقوق کے استعمال

سے باز رکہنا کس حد تک واجبی تھا۔

مین نے میجر اسٹوکس کو محض اس لئے کہ وہ برطانیہ کے رعایا تھے نوکر رکھنا نہین چاہا تھا بلکہ اس خیال سے کہ وہ ایک نہایت لایق آدمی تھے اور جس غرض سے مین اُنہین رکھنا چاہتا تھا اُسکے اہل تھے اور میرے کل اسکیم اصلاحات مالیات بہت بیکار آمد اور معین ہوتے۔ یہ فوجی پولیس نمایش کے لئے نہین تیار کی جاتی تھی۔ بلکہ اُسکی اشد ضرورت تھی اسلیئے کہ بغیر قواعد دان اور مسلح فوج کے ٹیکس کلکٹر ونکو اپنے فرایض کی انجام دہی دشوار تھی۔ اس کے علاوہ فوجی پولیس سے دور دراز کے اضلاع مین امن قایم رکہنا مقصود تھا بغیر اسکے مالگزاری تحصیلنا نہایت دشوار تھا۔ یہ ممکن تھا کہ مین اپنے شناسا امریکہ کے فوج کے وظیفہ یاب عہدہ دارون مین سے کسی کو انتخاب کرلیتا اور وہ حتی الوسع اس کام مین پوری مدد دیتے مگر میجر اسٹوکس اس خدمت کے لئے بہت ہی موزون تھے اور وہ اس کام کو جس خوبی سے انجام دی سکتے تھے کوئی دوسرا شخص خواہ وہ کیسا ہی ذہین اور ہوشیار ہوتا ویسی اچھی طرح انجام نہ دیسکتا۔ مجھے آج تک یہ نہ معلوم ہوا کہ شمالی حصہ ایران مین دولت برطانیہ اور دولت روس کے غیر معین اغراض کیا تھے جنکے لیئے دونون سلطنتون کی طرف سے اتنا زور دیا جاتا تھا۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ معاہدہ روس و برطانیہ مورخہ ۱۹۰۷ء مین کہین ان کا ذکر نہ تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ایران

بھی ۲۲ رجولائی تک ان سے ناواقف تھی۔ بلکہ دولت برطانیہ کو بھی ۲۲ جولائی
تک اسکا علم نہ تھا ورنہ یہ کسطرح ممکن تہا کہ گورنمنٹ مذکور ہندوستانی فوج سے
میجر اسٹوکس کا وظیفہ منظور ہونے کا خیال کرکے اُس معاہدہ پر انہین دستخط
کرنے دیتی جو مین نے خزانہ کی فوجی پولس کی افسری کے لئے پیش کیا تھا۔

اب سلسلۂ واقعات کی تکمیل کے لئے یہ بیان کردینا بھی ضرور ہے کہ سفیر
روس نے ۱۹ راگست کو وزیر امور خارجہ طہران کے پاس اس مضمون کی ایک
یادداشت بھیجی کہ گورنمنٹ روس لبعض وجوہ سے جو گورنمنٹ ایران سی بیان
کئے گئے ہین **میجر اسٹوکس** کا تقرر بحیثیت افسر فوجی پولیس بغرض
تحصیل محاصل ملک اپنے اغراض کے لحاظ سے خلاف سمجھتی ہے اور سفیر روس کو
اس تقرر پر سخت اعتراض ہے۔ اسبارہ مین اطمینان بخش عمل نہ ہوا تو گورنمنٹ
روس کو اختیار ہوگا کہ شمالی ایران مین اپنے اغراض کے تحفظ کے لئے جو مناسب
سمجھے کرے۔ سفیر برطانیہ نے جب پہلی تحریر گورنمنٹ ایران کو پیش کی ہے
تو اُس وقت مین نے اپنی راے مندرجہ ذیل الفاظ مین سفیر برطانیہ متعینہ طہران پر
اس طرح ظاہر کردی۔

"مین ایک نہایت ہی ضروری امر مین جو میرے فرایض سے متعلق ہے خانگی
طور پر آپکو یہ تحریر بھیجنے کی جرارت کرتا ہون۔ آج شام کو مجھے یہ معلوم ہوکے
سخت تعجب ہوا کہ آپکی گورنمنٹ نے وزیر امور خارجہ طہران کے پاس ایک تنبیہ نامہ

بھیجا ہے جسمین میری اس تجویز پر اعتراض ہے کہ میجر اسٹوکس فوجی پولیس
متعلق دفتر صدر المہام خزانہ کے افسر نہ مقرر کئے جائین - اب تک اس معاملہ
مین جو کارروائی ہوئی ہے آپ اُس سے بخوبی واقف ہین - آپ کو معلوم ہے
کہ بلحاظ اُس مراسلت کے جو آپ نے اپنی گورنمنٹ کے حسب خواہش ۲۲ جولائی
کو مجھے بھیجی تھی اور جسکا مفہوم یہ تہا کہ **میجر اسٹوکس** یہان کی ملازمت اختیار
کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ ہندوستان کی فوج سے مستعفی ہو جائین اب اُس کے
خلاف جو تحریر آج آئی ہے میری سمجھہ مین نہین آتی غالباً آپ کی گورنمنٹ اُس
حالت کو محسوس کر سکے گی جو اس تحریر کی رو سے مجھے گورنمنٹ ایران اور اہل ایران
کے ساتھہ پیش آئے گی - آپ کی گورنمنٹ کا دفعتاً دوسری سلطنت کے ساتھہ
مل کے اس ملک کے شاہی اختیارات مین دخل دینا کہان تک صحیح ہے
اسلئے کہ آپ کی گورنمنٹ اور نیز گورنمنٹ روس نے مشترکاً اور منفرداً اس امر کا
اقرار واثق کیا ہے کہ اس ملک کی خود مختاری اور تمامیت کا لحاظ رکھین گے -
میری ذاتی دلشکنی خارج از بحث ہے لیکن جو کام میرے تفویض کیا گیا ہے اُسکی
کامیابی یا ناکامی بہت قابل غور ہے اسلئے کہ گورنمنٹ ایران سے مجھ پر پورا اعتماد
کر کے اپنے ملک کے کل مالی معاملات میرے سپرد کئے اسکے علاوہ میرے
ہم وطن جنہین میری نیک نامی یا بدنامی کے ساتھہ بالطبع دلچسپی ہے وہ اس
بارہ مین کیا خیال کرینگے -

قبل اسکے کہ مین اس خدمت کو منظور کرون مجھے اس امر کا یقین دلایا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس جنھین اس ملک مین خاص تعلقات ہین اُن کو میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض نہین ہے اور میرے اس کام کی انجام دہی مین انھین کچھ عذر نہ ہوگا پس یہ واقعہ کوئی زبانی ڈھکوسلا نہ تھا۔

آپ سے بہتر کوئی شخص اس بات سے واقف نہین ہے کہ کوئی پولٹیکل غرض میجر اسٹوکس کے انتخاب مین محرک نہین ہوئی اور نہ کوئی سمجھہ دار آدمی میری نسبت اس طرح کا گمان کرسکتا ہے کہ مین یہان کسی پولٹیکل دلالی کے لیئے آیا ہون اسلیئے کہ میرے لیئے پولٹیکل میدان مین قدم رکھنا نہ صرف مضحکہ کا باعث ہوگا بلکہ جس کام کے لیئے مین آیا ہون اُسے خاک مین ملا دے گا۔

پس آپ ہی انصاف فرمائے کہ مین کیا خیال کرون جب مین دیکھتا ہون کہ اس ملک کی خراب اور ابتر حالت کی اصلاح مین مین نے پہلا قدم اُٹھایا اور وہ اس طرح دونون سلطنتون نے بے رحمی کے ساتھ روک دیا حالانکہ ان دونون سلطنتون نے بار بار اس امر کا یقین دلایا ہے کہ انھین اس مصیبت زدہ ملک کی ترقی اور آسودگی کی جس کے لیئے مین کوشش کر رہا ہون سچی خواہش ہے۔

کیا آپ کے اعلےٰ عہدہ دار امور خارجہ اس بات کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ جو طریقہ اُنھون نے اس معاملہ مین اختیار کیا ہے اُس سے اہل ایران کے دلون پر یہ بات نقش کرنی ہے کہ آپ کی گورنمنٹ فی الحقیقت میرے فرایض

کی انجام دہی کے خلاف ہے اور اسکے علاوہ گویا مجھے مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ مین اپنے فرائض کے کسی اہم امر مین آپ کی گورنمنٹ سے دوستانہ اور اخلاقی مدد کی توقع نہ رکھون۔

اگر اس ملک مین لایق تجربہ کار اور تعلیم یافتہ لوگ بکثرت دستیاب ہو سکتے تو اُس صورت مین آپ کی گورنمنٹ کا اعتراض بجا تھا مگر جس حالت مین جیساکہ آپ خود جانتے ہین کہ یہان قحط الرجال ہے تو ایسی صورت مین آپ کے طرف سے اس طرح کے اعتراض سے یہ معنی نکلتے ہین کہ آپ کی گورنمنٹ کو میرے فرائض منصبی کی کامیابی منظور نہین۔

مین امید کرتا ہون کہ کسی نہ کسی طرح پر آپ کی گورنمنٹ اس معاملہ پر غور کرے گی علاوہ اس کے جو کچھ مین نے عرض کیا آپ یہ تو دیکھیے کہ محض معمولی انتظامی معاملات مین اسطرح کی بیجا دخل دہی کیسی بدنما ہے۔

اس معاملہ سے مین بذات خود ایسا متاثر ہوا ہون کہ مین سمجھتا ہون کہ مجبوراً مجھے اس بات کی ضرورت ہوگی کہ کل واقعات جو مجھے طہران آکے پیش آے اُنھین پبلک مین ظاہر کردون تاکہ میرے ہم وطن کم از کم اس حالت سے آگاہ ہو جائین۔ البتہ ایسا کرنے سے مجھے بہت افسوس ہوگا مگر آپ جانتے ہین کہ گورنمنٹ اور افراد کے مابین انصاف اور راستبازی ہر معاملت مین ایک ضروری چیز ہے اور موجودہ معاملہ مین مجھے یقین ہے کہ مین نے جو کچھ کیا ہے

وہ مثل روز روشن کے ایسا صاف ہے کہ اُس مین کسی قسم کی گرفت کا اندیشہ نہین"

ان واقعات کے ملاحظہ سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ ۱۹۰۷ء کا عہدنامہ جو مابین دولت روس و دولت برطانیہ تحریر ہوا محض ایک خندہ انگیز سوانگ اور فریب تھا ورنہ میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض نہ کیا جاتا اس لئے کہ میجر اسٹوکس صدرالمہام خزانہ کو مالی اصلاح اور اندرونی انتظامات مین مدد دینے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اس معاملہ کو اُس معاہدہ کی شرایط سے کیا سروکار تھا اُس معاہدے کے عنوان ہی مین یہ کہدیا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس دونون باہم ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن ہین اور دونون سلطنتون کی یہ دلی خواہش ہے کہ تمام ملک مین امن پھیلے اور یہ ملک ترقی کرے - باوجود ان سب باتون کے اس طرح کی دخل دہی پر کیا خیال کیا جائے ہر ملک کے شاہی حقوق کا پہلا حق یہ ہے کہ اپنے اندرونی معاملات کا انتظام جسطرح چاہے کرے اور جسکو چاہے اپنے ملک مین عہدہ دار مقرر کرے کسی دوسری سلطنت کو اس معاملہ مین محل اعتراض نہین ہو سکتا - اسکے علاوہ معاہدہ کا مطلب صاف صاف یہ تھا کہ ان دونون سلطنتون مین سے کوئی سلطنت اپنے لئے یا اپنی رعایا کے لئے کسی قسم کا تمدنی یا تجارتی اجارہ (جیسے کہ ریلون کا بنانا - بنکون کا قایم کرنا - تار کا کھولنا - سڑکین تعمیر کرنا - نقل و

حرکت کے ذرایع مہیا کرنا یا بیمہ کمپنی وغیرہ کھولنا (دوسری سلطنت کے دائرہ اثر کے اندر) نہ حاصل کرنے کی۔ میجر اسٹوکس کا تقرر کوئی اجارہ نہ تھا اسلئے کہ میجر اسٹوکس نہ کوئی بینک تھے نہ ریل کی سڑک اور نہ کسی تمدنی یا تجارتی اجارہ کی تعریف مین آسکتے تھے گورنمنٹ ایران کا اپنی مرضی اور خوشی سے ساتھ ان سے نوکری کی خواہش کرنا۔ کسی طرح بھی دولت برطانیہ کے اجارہ جاہنے کی تعریف مین نہین آسکتا تھا اور اس مین ہرگز یہ معنی نہین پہنا سے جا سکتے تھے کہ دولت برطانیہ اپنے لیئے یا اپنی کسی رعایا کے لئے کوئی اجارہ چاہتی ہے

دوسرا مغالطہ اس معاملہ مین یہ ہے کہ دولت برطانیہ نے ابتداءً میجر اسٹوکس کے تقرر کو اس معاہدہ کے خلاف خیال نہین کیا۔ بلکہ جب روس نے مخالفت کی تو اس وقت دولت برطانیہ اُس کی ہم زبان ہوگئی اس کا ثبوت مین اوپر بیان کر چکا ہون۔ دولت ایران کو یہ حق حاصل تھا کہ اس معاہدہ کی تعمیل یا صحت کو تسلیم کیئے بغیر یہ کہہ سکتی کہ جس حالت مین معاہدہ کی عبارت بالکل صاف اور واضح ہے تو اس مین کسی قسم کے شرح یا استدلال کی گنجایش نہین۔ سلطنتون کو جانے دیجیئے اگر دو شخصون مین ایسا معاملہ پیش آتا یا اس طرح کا برتاؤ کیا جاتا جو دولت برطانیہ نے گورنمنٹ ایران یا صدرالمہام خزانہ کے ساتھ کیا تو اُسے خلاف ورزی اور بدمعاملگی سے تعبیر کرتے۔ سر ایڈورڈ گرے برٹش فارن سکرٹری نے جب سے اب تک کئی دفعہ اس بات کے سمجھانے کی کوشش کی کہ میجر

اسٹوکس کی ملازمت کے بارہ مین جو وہ اپنے وعدہ کی پابندی نہ کرسکے اُس کی وجہ یہ تھی کہ **میجر اسٹوکس** کا تقرر اُن کی رائے مین اصول معاہدہ کے خلاف تھا۔ معلوم نہین "اصول" سے کیا مطلب ہے۔ کیا المعنی فی بطن الشاعر سمجھا جائے۔

عہدنامہ کی عبارت سے تو کچھ ترشح نہ تھا جس پر کوئی دوسرے معنی پہنائے جاتے۔ علاوہ برین اگر میجر اسٹوکس کا تقرر معاہدہ کے اصول کے خلاف ہوتا تو دولت برطانیہ اول ہی اعتراض کرتی حالانکہ ایسا نہین ہوا دولت برطانیہ نے اُن کے تقرر کو اس شرط پر منظور کیا کہ وہ فوج ہندوستان سے مستعفی ہوجائین اصل یہ ہے کہ روس کا نیم سرکاری اخبار بالخصوص **نووو میا** نے اس تقرر پر بہت کچھ شور مچانا شروع کیا تھا اور غالباً اُس کا یہ فعل روسی فارن آفس کے اشارہ سے تھا۔ چونکہ اُس وقت مراکش کے معاملہ مین دول یورپ کا باہمی کھنچاؤ بہت بڑھ گیا تھا اسوجہ سے سر ایڈورڈ گرے کو مجبوراً میجر اسٹوکس کے تقرر کے متعلق اپنے اگلے وعدہ کو واپس لینے کے لئے کوئی بہانا ڈھونڈنا پڑا اسلئے کہ اُنہین ڈر تھا کہ مبادا کوئی ایسی بات ہو جس سے گورنمنٹ روس ناخوش ہوجائے کیونکہ اُنہین گورنمنٹ روس کی طرف سے کسی نہ کسی قسم کی مدد کی توقع تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر جرمنی کے ساتھ کوئی جھگڑا پیش آیا تو روس برطانیہ کا طرفدار ہوگا۔ چنانچہ ان معاملات کی وجہ سے وہ عجیب وغریب الفاظ یعنی اصول

معاہدہ تراشے گئے جن کی رو سے روس یا برطانیہ ایران کے ہر معاملہ مین اس بہانہ سے دخل دینے کی مجاز ٹھیری کہ وہ اُس کے یا اُن کے اغراض کے خلاف ہوگا۔ یہ اغراض حسب ضرورت بیان کئے جاتے تھے مگر اُس مشہور عہد نامہ مین کہین صحت کے ساتھ اُن کا ذکر نہین کیا گیا تھا۔

۹ رجولائی یکشنبہ کو متلون المزاج سپہدار صاحب چپ چاپ طہران واپس آئے اور خانہ نشینی اختیار کی۔ بجز خاص خاص رفقا کے اور کسی سے ملتے نہ تھے اور یہ افواہ اوڑائی کہ مجلس اور صدر المہام خزانہ سے انتقام لینے کی فکر کر رہے ہین کہ انہون نے اختیارات کیون سلب کر لئے۔ وہ اختیارات جو سنہ ۱۹۰۹ء مین بزور شمشیر اُنہون نے حاصل کئے تھے۔ اس درمیان مین پرنس سالار الدولہ برادر شاہ معزول بھی ایشیاٹک ٹرکی کی طرف سے ایران مین داخل ہوگیا اور بغداد کے گرد و نواح مین کُردی قبائل کو جمع کرنا شروع کیا کہ تخت ایران حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کرے۔ سرکاری فوج جو ہمدان مین تعینات تھی وہ اس قابل نہ تھی کہ اُسکا مقابلہ کرتی۔ اب حالت ایسی ابتر ہو چلی کہ آخر مجبوراً مین نے نائب السلطنتہ سے عرض کیا کہ اگر اس کا فوراً تدارک نہ لیا گیا تو نتیجہ بہت ہی بُرا ہوگا ؎

سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل | چو پُر شد نہ شاید گرفتن بہ پیل

موسیو مارنارڈ جو کچھ مجھ سے کہہ گئے اب تک انہون نے اُس کی تعمیل

نہین کی۔ آخر مین نے مجبوراً پہلی جولائی کو ان کے نام اس مضمون کا تار دیا اور
ایک مراسلہ بھیجا کہ اگر آج چار بجے تک کل رقوم محصولخانہ جات جو بینکون مین
جمع ہین میرے نام منتقل نہ کی گئین تو مجبوراً مین اس خلاف ورزی کی اطلاع
مجلس کو دونگا گرتار پہونچتے ہی انہون نے جواب دیا کہ کل رقومات محصولخانہ جات
جو بینک مین جمع ہین آپ اپنے قبضہ مین لے لیجئے اور ان کے جوابی تار
کو فوراً پیش کر دیجئے۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہین روسی بینک صدر المہام خزانہ
کی تحقیر کی غرض سے رقوم میرے نام منتقل نہ کرے اور روسی قرضہ کی بابت
جو قسط آج واجب الادا ہے وہ وقت پر نہ پہونچ سکے۔ مین سیدھا بینک کو گیا
وہان کے منیجر سے ملا اور اس امر کا اطمینان کر لیا کہ کل رقم بعد وضع رقم قسط میرے
نام بینک مین جمع کر دی گئی ہے۔

اسی عرصہ مین مین نے مجلس مین بعض تجاویز اور اہل امریکہ کو بلانے کے متعلق
پیش کئے اور مجلس نے سب کو منظور کیا اب مین اس فکر مین تھا کہ اچھے آدمی انتخاب
کر کے بلاؤن۔ اس درمیان مین سفیر برطانیہ نے مجھے کئی خط بھیجے کہ فوجی پولیس
کے لئے سوئیڈش افسر مقرر کر لیا جائے یا اگر میجر اسٹوکس ہی کو رکھنا منظور ہے
تو ایران کے جنوبی حصہ مین وہ تعینات کئے جائین۔ سفیر برطانیہ کی یہ دونون
تجویزین عملاً بے سود تھین۔ سوئیڈش افسر نہ فارسی زبان جانتا تھا اور نہ
ملک کی حالت سے واقف تھا۔ اب رہی دوسری تجویز اس کے متعلق

دولت ایران پہلے ہی سے قطعاً انکار کر چکی تھی کہ جو تقسیم ملک روس و برطانیہ نے قرار دی ہے اور دائرہ ہائے اثر قایم کیئے ہین انہین ہرگز تسلیم نہ کرے گی چنانچہ جسوقت مسٹر استوکس کا مسئلہ تقرر مجلس مین پیش ہوا تو اُسوقت مجلس نے یہ اعتراض کیا کہ ان کی تعیناتی کے متعلق حسب منشاء دولت برطانیہ عمل کرنا تو نہ ہوگا۔ اگر دولت برطانیہ یہ چاہیگی کہ جنوبی حصہ ملک مین وہ تعینات کیئے جائین تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ ہم اُس تقسیم کو منظور کرتے ہین جو یہ دونون سلطنتین خواہ مخواہ ہم سے تسلیم کرانا چاہتی ہین۔

۱۷ جولائی کو مین نے ایک تحریر دیکھی جو ایک ڈپلومیٹک افسر کے نام سفیر برطانیہ نے بھیجی تھی اور جس مین ایک تار کا مضمون درج تھا جو برٹش فارن آفس سے سفیر برطانیہ متعینہ طہران کے نام آیا تھا۔ اس مضمون مین سفیر برطانیہ کو ہدایت کی گئی تھی کہ محصولخانہ جات جنگی کی نگرانی کے جھگڑے مین اُنکو چاہیئے کہ روسی گورنمنٹ کا ساتھ دین۔ اس کے بعد مجھے معتبر ذریعہ سی معلوم ہوا کہ سفیر برطانیہ کے پاس سر ایڈورڈ گرے کا ایک مراسلہ بھی آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آج کل یورپین سلطنتون کے باہمی تعلقات کی عام حالت ایسی نازک ہو رہی ہے کہ مجبوراً گورنمنٹ برطانیہ کو بجز اس طرز عمل کے اور کوئی چارہ نہین۔ مین نے یہ بھی سنا کہ اس مراسلہ کے آنے سے سفیر برطانیہ بہت متردد ہوئے اور مجبوراً انہین اس کے مضمون سے

اپنے ایک شریک کو اطلاع دینا پڑا۔

۱۸ر جولائی کو جب مجھے سرکاری ذرائع آمدنی کا کچھ کچھ علم ہو چلا تو اس وقت دفعتًا ایک نیا متوحش واقعہ پیش آیا وہ واقعہ یہ تھا کہ اُسی دن شب کو ہمارے پاس اس مضمون کا ایک تار آیا کہ محمد علی شاہ معزول جو گورنمنٹ روس کی نگرانی مین بمقام آڈسہ سکونت پذیر تھا مع چند ہمراہین کے گمیش ٹپہ مین آگیا ہے یہ مقام بحر کسپین کا ایک بندرگاہ روسی سرحد کے قریب خاک ایران[۱] سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ خبر بہت ہی متوحش تھی۔ جب سے شاہ معزول کے بھائی

---

[۱] اخبار لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے جو خبر ۱۸ر جولائی کو بھیجی وہ یہ تھی۔

شاہ معزول محمد علی مع اپنے چھ سپاہیون کے گمیش ٹپہ مین آگیا ہے ان ہمراہین مین اس کا بھائی شعاع السلطنۃ اور بدمعاش امیر بہادر جنگ بھی شامل ہین۔ محمد علی کا ارادہ ہے کہ جمعرات کو استرآباد پہونچے جہان آج کل کوئی گورنر نہین ہے۔

جب سے شاہ معزول آڈسہ سے ویانا کو روانہ ہوا متواتر یہ افواہ گرم ہوئی کہ وہ عنقریب ایران واپس آتا ہے۔ گورنمنٹ ایران نے ان افواہ کی طرف روس کو توجہ دلائی اور یہ بیان کیا کہ شاہ کے ایجنٹ ارشد الدولہ کا ایران مین آنا بہت مشتبہ ہے افواہ ہے کہ ایک غلط پاسپورٹ (پروانہ راہداری) کے ذریعہ سے وہ ابھی حال مین بہت سی بندوقین اور کارتوس لیکر باکو سے آیا ہے۔ گورنمنٹ روس نے ایران کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کیا اور ارشد الدولہ اسی طرح ترکمانون کے ساتھ بستی مین چلا گیا۔ تقریبًا یک سال سے ترکمانون کے ساتھ شاہ معزول

اور وزیر جنگ سے تفویض ہوئی۔

باوجود اس اظہار دلیری اور ہمت کے کل طہران مین ایک ہل چل مچی تھی دستوریون کو یہ ڈر تھا کہ شاہ معزول روسیون کی مدد سے پھر تخت پر بٹھادیا جائیگا اور سارا شہر لوٹنے کے لئے ترکمانی قبائل کے حوالہ کردیا جائیگا جو شاہ کے ہمراہ آرہے ہین۔ شاہی ہواخواہ الگ ترسان تھے اور اُنہین یہ اندیشہ تھا کہ دستوری حکومت اُن سے انتقام لے گی اور جب چاہے گی اُنہین گرفتار کرکے سزا دیگی۔

اس وقت ایران مین دراصل کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی اور جو کچھ تھی اُس کا وجود محض کاغذی تھا۔ فوجی پولیس جو پایہ تخت مین تعینات تھی اس کی تعداد اٹھارہ سو سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی اچھی طرح مسلح نہ تھے۔ اس کے علاوہ یہ فوجی پولیس طہران مین امن قایم رکھنے کے لئے ضرور تھی۔

اب خبرین آنا شروع ہوئین کہ شمالی مشرقی سرحد کے ترکمانی قبائل شاہ معزول کے جھنڈے کے نیچے جمع ہورہے ہین اور عجب نہین کہ چند ہفتہ مین شاہ مع اُن لوگون کے طہران کے پھاٹک پر آپہونچے۔

شاہ معزول کا بھائی سالار الدولہ ہمدان کی طرف بڑھ رہا ہے جہان اُس نے ہزارہا کردی قبائل جمع کرلئے تھے۔ ایسی حالت مین کونسل وزرا کو دوہرے خطرہ کا سامنا تھا اور مارے خوف کے سب کے اوسان خطا تھے۔

اب تک تو گورنمنٹ نے کسی قدر مستعدی اور استقلال دکھایا تھا مگر جب خطرات بڑہنے لگے تو گورنمنٹ کا شیرازہ بکھر گیا اور چند روز مین یہ حالت ہوئی کہ کوئی گورنمنٹ ہی باقی نہ رہی بلکہ چند لوگ رہ گئے جو بڑی ہمت کے ساتھ سامنے آئے اور اُنہون نے مصمم ارادہ کرلیا جو کچھ ہو دستوری حکومت کو ضرور بچائینگے اور ان باغیون کی سرکوبی کا پورا تدارک کرین گے۔

ان لوگون مین یفرم خان افسر فوجی پولیس متعینہ طہران جسکا ذکر پہلے آچکا ہے سب سے آگے تھا۔ یفرم خان ایک ترکی ارمنی ہے جو چند سال قبل رشت مین آیا تھا اور وہان کسی چھوٹی سی تجارت مین مشغول تھا۔ اُس کے اگلے حالات تو معلوم نہین مگر عام اعتقاد یہ ہے کہ رشت سے جو مہم آئی تھی اُس کا روح روان یفرم خان تھا اور سپہدار صاحب محض ایک میر فرش تھے۔

سنہ ۱۹۰۹ء مین جب طہران فتح ہو گیا اور دستوری حکومت کو تسلط نصیب ہوا تو یفرم خان شہر کا کوتوال مقرر ہوا اور یہ خدمت یہان بمقابلہ دوسرے مہذب شہرون کے بہت اہمیت۔ ذمہ داری اور وقار رکھتی ہے۔

یفرم خان نے فوجی پولیس کو بہت ہی عمدہ طور سے قواعددان بنایا اور انہین اچھے ہتیارون سے مسلح کیا۔ دستوری حکومت کو کبھی ایسی فوجی پولیس نصیب نہ ہوئی تھی اور یفرم خان نے تمام شہر مین اعلی درجہ کا

امن قایم کیا۔ اُس مین ایک خاص صفت یہ تھی کہ لوگ اُس سے بہت رجوع ہوتے تھے اور اس کی وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ گو وہ معمولی لیاقت کا آدمی تھا مگر اُس کے معلومات بہت وسیع تھے اور اُس مین خداداد فوجی قابلیت تھی اور نہایت جری اور دلیر تھا۔

ایسے نازک وقت مین **یفرم خان** اہل ایران کے آڑے آیا۔ گو وہ عیسائی تھا اور عیسائی ہونے کی وجہ سے مسلمان اُسے کافر سمجھتے تھے۔ مگر باوجود اس نقص کے اور باوجود اُس حسد کے جو اُس کے ذی اختیار ہونے کی وجہ سے لوگون کے دلون مین تھا سب نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اگر کوئی شخص شاہ معزول کی فوجون کا مقابلہ کر کے شہر کو بچا سکتا ہے یا دستوری حکومت کے وجود کو قایم رکھ سکتا ہے تو وہ یہی **یفرم خان** ہے

۱۹ ار جولائی کو **صمصام السلطنت** مارشل لا کے اعلان کی رو سے بحیثیت وزیر جنگ طہران کے فوجی گورنر مقرر ہوئے اور انہین گویا اپنے کل اہل ملک کی جان و مال کا اختیار ہو گیا۔

پہلی تجویز یہ ہوئی کہ شاہ معزول کے کل ہوا خواہ اور سازشین جو شہر مین باقی رہ گئے ہین فوراً گرفتار کر لئے جائین تاکہ وہ دستوری حکومت کے خلاف رعایا کو ورغلا نہ سکین چنانچہ تیس چالیس آدمیون کی ایک فہرست تیار کر کے نائب السلطنة کو دکھائی گئی بعد ازان بغرض تعمیل **یفرم خان** کے حوالہ کی گئی

۲۰ جولائی کو نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور دیر تک موجودہ حالت کی نسبت گفتگو کی۔ مین نے یہ رائے دی کہ کچھ فوج شاہ کے مقابلہ کے لئے فی الفور طہران سے روانہ کی جاے اُس کا اخلاقی اثر اُن لوگون کے دلون پر جو یہ شبہ کر رہے ہین کہ دستوری گورنمنٹ شاہ معزول کا مقابلہ نہ کر سکے گی بہت اچھا ہوگا۔ نائب السلطنت نے میری اس رائے کو پسند کیا اور صمصام السلطنت و یفرم خان کو میرے ساتھ مشورہ کرنے کی ہدایت کی۔ مین نے نائب السلطنت کو اور یہ رائے دی کہ مجلس فوراً ایک قانون پاس کرے جسکی روسے شاہ معزول اور اُس کے دونون بھائی جنھون نے گورنمنٹ کے خلاف تلوار اُٹھائی ہے باغی قرار دے جائین اور اُن کی گرفتاری یا قتل کے لئے انعام مقرر کیا جاے۔ نائب السلطنت نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور وعدہ کیا کہ کابینٹ وزرا اور مجلس کو مجبور کر کے ایسا حکم جاری کرائین گے۔ نائب السلطنت نے یہ بھی بیان کیا کہ بہت سے اور مشہور بدمعاش جو شاہ کے ہوا خواہ ہین ایک آدہ دن مین یفرم خان کے ہاتھون سے گرفتار ہو جائین گے۔ مین نے کہا کہ اُن کی گرفتاری فی الفور ہونی چاہیے اس معاملہ مین جتنی تاخیر ہوگی عامہ خلائق کی گھبراہٹ خوف اور شبہ زیادہ ہوگا۔

اُسی دن صبح کو ایک معتبر ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ برطانیہ کی



PRINCE SHUAU'S-SALTANA, BROTHER OF MUHAMMAD ALI.

The confiscation of the Prince's estates by the Constitutional Government was made the subject of the first Russian ultimatum. A price of 25,000 tumans ($22,500) was put on his head by the Persian Medjlis.

کو بعض بدمعاشون کی گرفتاری کے لئے دیا گیا تھا۔ اب طہران کے لوگ سپہدار کی وفاداری کی نسبت بہت بدگمان ہو گئے اور کبنٹ وزرا کا عملاً کوئی وجود ہی نہ رہا۔

۲۱ جولائی کو صمصام السلطنۃ سے مجھ سے گفتگو ہوئی اور انہون نے بیان کیا کہ دو ہزار بختیاریون کو حکم دیا گیا ہے کہ فی الفور اصفہان مین جمع ہون اور طہران کی طرف کوچ کرین۔ اس کوچ کے لئے دس روز درکار ہونگے مین نے فوراً بذریعہ تار بختیاری سردار کے پاس روپیہ بھیجا جو اصفہان کا گورنر تھا اور یہ ہدایت کی کہ اس سے ابتدائی اخراجات ادا کئے جائین۔ صمصام السلطنۃ نے یہ وعدہ کیا کہ کونسل وزرا اور مجلس کو اس بات پر مجبور کرینگے کہ اس مضمون کا ایک عام اعلان دیا جاے کہ جو کوئی محمد علی کا سر لاے گا اُسے ایک لاکھ تومان دے جائین گے۔ اور جو کوئی سالار الدولہ اور شعاع السلطنۃ کے سر لائین گے ہر ایک کو پچیس پچیس ہزار تومان انعام دیا جاے گا۔ وزیر جنگ کو اس تجویز سے ایسا جوش تھا کہ اُنھون نے یہ آمادگی ظاہر کی کہ اگر مجلس رقم انعام کے بارے مین کچھ پس وپیش کریگی تو وہ خود اپنی ذاتی جاگیر سے اس قدر روپیہ کا بندوبست کر دین گے۔

صمصام السلطنۃ ساٹھ برس کے بوڑھے تھے لیاقت معمولی رکھتے تھے مگر خاندانی تفاخر بہت تھا۔ دل کے صاف اور سیدھے تھے اسی وجہ

سے بہت جلد اپنے بھائیون کی سازش سے متاثر ہو جاتے تھے۔ اس وقت جو غیر معمولی ذمہ داری اُنکے سر پڑی وہ چاہتے تھے کہ نیک نامی کے ساتھ اسکو انجام دین۔ اُن کے بھائی سردار اسد چند ہفتے ہوئے یورپ روانہ ہو چکے تھے چنانچہ اب ایران مین بختیاری قبائل کی سرداری صرف صمصام السلطنت کے سر تھی۔

اثنائے گفتگو مین اُنہون نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ مین دستوری حکومت کا ایسا دلدادہ ہون کہ آج ہی صبح کو مین نے نائب السلطنت سے کہا کہ آپ ایک ایلچی کی حیثیت سے محمد علی کے پاس جائیے اور اس سے ملکر ایک پستول سے اُس کا کام تمام کر دیجئے مین اگرچہ بوڑھا ہون مگر اُس ظالم کو اپنے ملک سے فنا کرنے کے لیئے جان فروشی پر تیار ہون۔ افسوس ہے کہ نائب السلطنت نے میری اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ بعد ازان صمصام السلطنت نے مجھ سے دریافت کیا کہ آیا بحیثیت ملٹری گورنر وہ حفاظت ملک کے لیئے اخراجات کا حکم دینے کے مجاز ہین۔ مین نے یہ عرض کیا کہ قانون کے رو سے بیشک آپ مجاز ہو سکتے ہین تب اُنہون نے مجھ سے کہا کہ محمد علی اور اُس کے بھائیون کو قتل کرنے کے لیئے کسی کو روانہ کرو اور اس معاملہ مین اگر ایک لاکھ تومان تک صرف ہون تو صرف کیئے جائین۔ مین نے اُن سے کہا کہ میری رائے مین یہ کام اہل فوج اور اہل پولیس کے ذریعہ سے لیا جائے۔ بعد ازان اُنہون

نے سپہدار محتشم السلطنت اور معاون الدولہ
کی نسبت اپنی بے اعتباری ظاہر کی اور یہ کہا کہ آیندہ سے مین فوج کی تنخواہ
فوج کے معائنہ کے بعد دیا کرون اور محض دفتر جنگ سے برآورد وات پیش
ہونے پر ادا نہ ہوا کرے اُسکے یہ معنی تھے کہ ماہانہ بیالیس ہزار تومان جو صرف
ہوتے تھے وہ تخفیف ہوکر بارہ ہزار تومان رہجائین۔

اس عرصہ مین بہت سے شاہ کے ہواخواہون نے بھاگ کے زرگندہ
مین پناہ لی جہان روسی سفارت خانہ تھا۔ اور وہان سے ان بدمعاشون نے
دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنا شروع کیا۔

اس وقت طہران مین چھ سو بختیاریون کی ایک مختصر سی فوج تھی۔ یہ فوج
گو بختیاری سردارون کے تزک و احتشام کے لیئے رہتی تھی مگر اُسکی تنخواہ گورنمنٹ
دیتی تھی۔ یہ لوگ شاہ کے مقابلہ مین جانے کے لئے آمادہ ہوئے۔

یفرم خان نے بالکل راز مین شاہ معزول کے مقابلہ مین ایک مہم بھیجنے
کا منصوبہ مجھ سے بیان کیا اور اُس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ہرگز کسی وزیر کو اُسکی
خبر نہ ہو ورنہ معاملہ بگڑ جاے گا۔ اسلئے کہ اُن مین کوئی اعتبار کے قابل نہین۔
اُس نے کہا کہ اُسکے سپاہی اسنائیڈر توپون مین کارتوس بھرنے کی مشق کر
رہے ہین اور یہ کام خاص معتبر سپاہیونکے حوالہ کیا ہے اسلئے کہ قزاق بریگیڈ سے جو
توپین ہاتھ آئی ہین۔ جب تک اُن توپون کی نسبت اپنا پورا اطمینان نہ ہو لے

فوج کے ساتھ نہین بھیج سکتا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ سیہل ار اس قابل ہے
کہ اُسے پھانسی دیجاے یا گولی سے مارا جاے اور اُسے اس بات پر بہت
ہی غصہ آتا ہے کہ مجلس نے اب تک میجر ہاسی کے لیے ایک قلیل
رقم پنشن منظور نہین کی۔ میجر ہاسی ایک جرمن ہین جو میگزین توپ اور
بندوقون کی تعلیم مین بڑے ماہر خیال کیے جاتے ہین اور ایک سال قبل جب
وہ میرے زیر حکم جنگ مین مشغول تھے تو اُس وقت زخمی بھی ہوے اس مہم
کے لیے جو استراباد جارہی ہے میجر ہاسی کی بہت ضرورت ہے
مگر اُن کے ساتھ اب تک جو سلوک ہوا وہ بہت قابل افسوس ہے چونکہ وہ یہان
صرف توپ خانے کے معلم ہین لڑائی مین اُن کا شریک ہونا یا نہونا خود اُن کی
اختیاری چیز ہے مین نے یفرم خان سے کہا کہ مین اُن کی پنشن کا انتظام
کر دیتا ہون۔ چنانچہ وہ یفرم خان کے ساتھ جانے پر راضی ہو گئے میری
راے مین اسوقت ایران کے محبان وطن مین جو شخص سب سے زیادہ قابل
تعریف ہے وہ نواب حسین قلیخان ہین۔ وہ محض اپنی اعلیٰ قابلیت
اور عمدہ خصائل کی بدولت اعلےٰ مرتبہ کو پہونچے تھے اور ایران ہی پر کیا مخصوص
ہے ایسا شخص ہر جگہ اور ہر حالت مین اس رتبہ کو پہونچ سکتا۔ وہ وزیر امور خارجہ
تھے مگر سنہ ۱۹۱۰ء مین برطانیہ اور روس کے ہتک آمیز برتاؤ کی وجہ سے اُنھون
نے اپنی خدمت سے علیحدگی اختیار کی اور اُس وقت سے برابر ہر پولیٹکل



HUSAYN KULI KHAN, NAWWAB.
Ex-Minister of Foreign Affairs, and leader of the Constitutionalists in Persia.

خدمت کو منظور کرنے سے انکار کرتے رہے مگر اُس کے ساتھ ہی وزارت
اپنے ملک کی ترقی کی کوششون مین مشغول تھے اُن کا سن تقریباً پچپن برس
کا ہو گا۔ صورت نہایت وجیہہ اور رعب دار تھی اور یورپ کے تعلیم یافتہ تھے
انگریزی۔ فارسی۔ اور فرینچ بلا تکلف بولتے تھے۔ اور سب سے زیادہ جو
بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے خانگی اور سرکاری معاملات مین نہایت
ایماندار اور راست باز مشہور تھے۔ پولٹیکل معاملات مین اُن کے خیالات
جمہوری تھے۔ چنانچہ ایران مین جمہوری گروہ کے وہ رہنما کہلاتے تھے۔ گو
مجلس کے اکثر دوسرے اراکین بھی بڑے ڈاکریٹ (جمہوریت پسند) مشہور تھے
جب تک مین طہران مین رہا مین نے ہمیشہ اُن کو ایک عالی خیال محب قوم پایا
اور وہ اپنے ملک کی بہودی کے لئے دل و جان سے کوشان رہے۔

نواب حسین قلی خان کے مکان مین گفتگو ہوئی اور یفرم خان
نے مجھ سے بیان کیا کہ آج ہی صبح کو کونسل وزرا کے پاس سے بعض شاہی ہوا خواہون
اور شاہ دوستون کی گرفتاری کے لئے حکم آیا ہے جسکی بنا پر مین چاہتا تھا کہ اُن
لوگون کو گرفتار کرون کہ اتنے مین سپہدار نے (جو ابتک برائے نام
وزیر اعظم ہین) مجھ سے ٹیلیفون مین کہا کہ اُس حکم کی تعمیل ابھی ملتوی رہے۔
ہم یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ یفرم خان کے ایک افسر نے آکے یہ
اطلاع دی کہ پولیس نے ایک شخص مسمی نظام السلطنۃ کو مع اور شاہی ہوا خواہون

کے گرفتار کیا ہے مگر وہ لوگ یہ کہتے ہین کہ **سپہدار** کے حکم سے وہ مجاہدین کی ایک فوج تیار کر رہے ہین۔ **یفرم خان** نے کہا کہ غالباً سپہدار کے پاس سے ابھی حکم آتا ہوگا کہ اُن لوگون کو رہا کردو اگر مین نے رہا نہ کیا اور **سپہدار** کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ بعض مُلّاؤن سے کہہ کر میرے لئے کفر کا فتویٰ جاری کراوین گے۔ اور اس طرح بعض مسلمانون کی نظر مین ایک بڑے شجاع بن بیٹھین گے۔ **یفرم خان** کی راے یہ تھی کہ سپہدار فوراً گرفتار کر لئے جائین مگر وہ انہین وجوہ سے اُن کی گرفتاری مین پس و پیش کرتا تھا۔

اُس کے بعد میری یہ تجویز پیش ہوئی کہ فوجی پولیس خزانہ پر قایم ہو اور اسپر بحث کی گئی۔ **یفرم خان** نے اصل واقعات کے لاعلمی کی وجہ سے اس تجویز سے اپنی بدگمانی ظاہر کی اور یہ کہا کہ اُسکے عمل مین لانے سے ملک ایران کی تقسیم جو روس اور انگلستان نے قرار دی ہے تسلیم کرنا ہوگا بالخصوص اگر میجر **اسٹوکس** مقرر ہوئے۔

اسموقع پر یہ انتظام کیا گیا کہ مجاہدین کا ایک مخصوص رسالہ بنایا جائے اور وہ یفرم خان کے زیر حکم رہے۔

دوسرے دن صبح یعنی بتاریخ ۲۳ر جولائی **صمصام السلطنه** اورارباب **کیخسرو** اتابک پارک مین ان معاملات پر بحث کرنے کے لئے



SAMSAMU'S-SALTANA.

Head of the Bakhtiyari tribesmen, and Prime Minister holding the portfolio of War during most of the time Mr. Shuster was at Teheran. The men with the round white hats are his personal bodyguard.

میرے پاس آئے۔ صمصام السلطنت نے سپہدار کی بہت شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ بڑا دغا باز نمکحرام ہے اور نائب السلطنت کی نسبت یہ راے ظاہر کی کہ وہ بڑے کمزور اور متلون المزاج ہین۔ صمصام السلطنت نے کہا کہ مین نے یہ تجویز کبنٹ وزرا کے سامنے پیش کی تھی کہ شاہ معزول اور اُس کے بھائیون کی گرفتاری کے لئے انعامات مقرر کئے جائین مگر کبنٹ وزرا نے مارے ڈر کے اُسے مجلس مین بھیجنے سے پس وپیش کیا اور یہ کہا کہ تجویز بالکل انوکھی اور غیر معمولی ہے اسکے بعد صمصام السلطنت نے بیان کیا کہ انھون نے اصفہان کو تار دیکر تین ہزار اور بختیاری طہران کو بلائے ہین۔ کبنٹ وزرا میری مجوزہ تجویز بھی مجلس مین پیش کرنا نہین چاہتے تھے وہ تجویز یہ تھی کہ جب میجر اسٹوکس کی مدت ملازمت ختم ہو تو انھین پنشن دیجاے اس لئے کہ ہندوستانی فوج کی افسری سے مستعفی ہونے کی وجہ سے وہان کی پنشن سے وہ محروم رہین گے۔

اب طہران کی حالت روز بروز بتر ہونے لگی بعض لوگون مین شاہ معزول کی طرفداری کے خیالات بڑھنے لگے۔ نئی کبنٹ وزرا جس سے بہت کچھ علی امداد کی توقع تھی۔ اُسکے ممبرون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ سپہدار محتشم السلطنت اور معاون الدولہ علانیہ دوسرے چار ارکین سے خلاف ہوگئے۔ بعض مشہور دغاباز بدمعاش کھلم کھلا دستوری حکومت کے

خلاف سازشین کرنے لگے اور وہ گرفتار نہ ہو سکے اسپر طرہ یہ ہوا کہ سپہدار جسکے زیر اثر مجلس کے بہت سے اراکین تھے اُس کے خلاف بھی کوئی قطعی تجویز عمل مین نہ آسکی۔

مین حکم دے چکا تھا کہ فی الفور پانسو سپاہی فوجی پولیس خزانہ کے لئے فراہم کئے جائین چنانچہ بعد کے دو دن اُن کے لئے وردی اور دوسرے سامان کی تیاری مین صرف ہوئے اس عرصہ مین مین مجلس کے دونون گروہ سے وقتاً فوقتاً ملتا رہا اور اُن سے بحث و مشورہ کرتا رہا۔ اب اُنہون نے بھی اس بات کو محسوس کیا کہ موجودہ حالت کے لئے ضرور ہے کہ کوئی قطعی امر اختیار کیا جائے آخر کار ۲۵ رجولائی کو اراکین مجلس نے بغلبہ آرا یہ طے کیا کہ سپہدار اور محتشم السلطنتہ موقوف کئے جائین اور فوراً نائب السلطنتہ کے پاس چند اراکین کو بھیجا کہ وہ ان دونون وزرا کا استعفا منظور کر لین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب وزرا میدان صاف ہوا اور دستوری حکومت کی تائید مین ایک نئی کیبنٹ وزرا مقرر ہوئی۔

مجد الدولہ جسکو یفرم خان کے آدمیون نے دو دن پہلے گرفتار کیا تھا۔ اور فوجی قانون کے حکم سے اُسکو پھانسی دینا قرار پایا تھا اور یہ طے ہو گیا تھا کہ بجیسوین کو اُسے پھانسی دیجائے گی کہ اتنے مین سر جارج بارکلے سفیر برطانیہ نے گورنمنٹ ایران کو لکھا کہ اسس

شخص کے معاملہ مین باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیئے اور اشارتاً یہ ذکر کیا کہ اُسکا قتل دولت برطانیہ کو ناگوار ہوگا۔ اسکے وجہ یہ بیان کیے گئے کہ مجد الدولہ سفیر برطانیہ سی ایم۔ جی کا خطاب یافتہ تھے۔

اس دخل دہی کا بہت بُرا اثر ہوا اور اس کی وجہ سے بہت سے بزدل لوگون کو یہ یقین ہوگیا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ روس خفیتہً شاہ معزول کے طرفدار ہین۔ یہان تک کہ یفرم خان نے بھی اسبات کو مان لیا مجد الدولہ کی گرفتاری مین ایک پولیس اور دو نوکر جن مین ایک عورت بھی تھی مارے گئے

۲۶ جولائی کو ایک نئی کیبنٹ مقرر ہوئی جو حسب ذیل وزراء سے مرکب تھی۔ صمصام السلطنتہ وزیر اعظم وزیر جنگ وثوق الدولہ وزیر امور خارجہ حاکم الملک وزیر مال مشیر الدولہ وزیر عدالت علاء السلطنتہ وزیر تعلیمات قوام السلطنتہ وزیر داخلہ دبیر الملک وزیر پوسٹ وٹیلیگراف۔

دوسرے دن یہ خبر آئی کہ محمد علی کی فوج کا ہراول شاہ رود کے قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ مقام طہران کے شمال و مشرق مین چند میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ میراٹیکس کلکٹر جو وہان تعینات تھا اُس نے بھی مجھے اس مضمون کا تار دیا کہ اُس کے نام پرنس شعاع السلطنتہ کے پاس سے حکم آیا ہے کہ بہت جلد ٹیکس تحصیل کرکے نئے گورنر کے حوالے کرے جو شاہ معزول

نے مقرر کیا ہے اگراس کے خلاف عمل ہوگا تو سزا اسے موت دیجائے گی۔
اس وفادار شخص نے جو دستوری حکومت کا سچا ہویدا تھا خود اپنے ہاتھ سے
یہ تار دیا اور مجھ سے التجا کی کہ مین اُس کا کچھ جواب نہ بھیجون اسلئے کہ اگر میرے
پاس سے اُس کے نام کوئی تار جائیگا تو وہ اُس کی موت کا باعث ہوگا۔ دوسرے
دن اُس نے پھر تار دیا کہ چار سو ترکمان سوار دفعتاً شاہ رود مین آگئے اور کل
سرکاری دفاتر اور نیز اُسکے گھر کو لوٹ لیا اس نے بمشکل مع اپنے اہل وعیال
کے بھاگ کر ایک ارمنی دوست کے گھر مین پناہ لی۔

۲۸ جولائی کو کل وزرا نے میجر اسٹوکس کے معاہدہ پر دستخط کیے اور مین نے
میجر اسٹوکس کے پنشن کا انتظام اس طرحپر کیا کہ اُس کے لئے امپیریل
بینک سے پرامیسری نوٹ خرید لئے۔

اسی دن مجلس کے ایک رکن صاحب ایک ایرانی فدائی کو میرے پاس
لائے جسکا نام ظاہر کرنے کی ضرورت نہین اور مجھے اطلاع دی کہ اس شخص
نے ابھی ابھی اُن سے یہ بیان کیا کہ وہ ایک روسی وائس کونسل متعینہ طہران
کے پاس سے آرہا ہے جس نے اُسے اس بات کی ترغیب دلاکر آمادہ کیا ہے
کہ اگر وہ مسٹر شوسٹر کو زہر دیدے یا گولی سے مارڈالے تو روس اُسکی حمایت کریگا
اور بچا لیگا۔ روس میرے قتل کا درپے اسلئے ہوا ہے کہ مین ایران مین اُس کے
منصوبے نہین چلنے دیتا۔ اصل غرض جس لئے روسی کونسل جنرل نے اس

شخص کو باریابی کا موقع دیا یہ تھی کہ یہ شخص محمد علی کے پاس ایک خفیہ پیام لیجاسکے اس واقعہ کا سچ ہونا کوئی غیر ممکن امر نہ تھا مگر مین نے اسکو دبا دیا اس لئے کہ اس کے انکشاف سے میرے کام مین اور خلل پڑجاتا۔

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ایک اور ایرانی نے جس کا نام فراج اللہ خان تھا دربار مین اپنے بعض احباب سے یہ ذکر کیا کہ مین اس گروہ کا ایک رکن ہون جو صنیع الدولہ کیطرح مسٹر سوسٹر کو مارنے کے لئے مقرر ہوا ہے۔ بعض لوگون نے اس گفتگو کو سن لیا اور یفرم خان کی پولیس کو اس کی خبر کردی۔ پولیس نے فراج اللہ خان کو گرفتار کرکے پا بہ زنجیر کیا اور خوب تازیانہ لگائے۔

۲۹ر جولائی کو مجلس سے حسب ذیل اعلان جاری ہوا کہ جو کوئی محمد علی کا سر لائے گا ایک لاکھ تومان انعام پائے گا اور جو کوئی اس کے دونون بھائیون کے سر لائے گا ہر ایک پچیس ہزار تومان انعام پائے گا۔ چنانچہ اس اعلان کی نقل ذیل مین درج ہے۔



شهر شعبان ۱۳۲۹ھ

برحسب رای مجلس مقدس اعلان میشود۔ کسانیکہ محمد علی میرزا را اعدام یا دستگیر نمایند یکصد ہزار تومان بانہا دادہ میشود۔

کسانیکہ شعاع السلطنۃ را اعدام یا دستگیر نمایند بیست و پنجہزار تومان بانہا دادہ میشود۔

و نیز اخطار میشود کہ اگر داوطلبان خدمات مزبورہ بعد از انجام خدمت کشتہ شدند مبلغ ہای فوق الذکر بہمان نسبت بورثہ انہا دادہ خواہد شد و این مبلغ در خزانہ دولت موجود است و بعد از انجام خدمت نقد بانہا پرداختہ میشود۔

محل امضا حضرت رئیس الوزرا

میجر اسٹوکس کی پنشن بھی مجلس سے منظور ہو گئی اور اُسی شام کو سفیر روس

وزیر خارجہ کے دفتر پر آئے اور یہ کہا کہ میجر اسٹوکس کے معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں
اگر ایسا ہوگا تو گورنمنٹ روس کی طرف سے ایک بڑے معاوضہ کا مطالبہ ہوگا
وزیر امور خارجہ بیچارے ایسا ڈر گئے کہ امضمون سے مجھے اس مضمون کا خط لکھا کہ
تجویز اُس وقت تک واجب التعمیل نہیں ہے جبتک کہ اُس پر نائب السلطنۃ
کے دستخط نہ ہوں۔ حالانکہ یہ بات بالکل لغو تھی۔ ایران میں دفتری رعب وداب
جمانے کے لئے اس طرح کی ظاہری کارروائیاں اکثر ہوا کرتی ہیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ پہلے جو بندوقیں اور کارتوس سپہدار نے گورنمنٹ
روس کے ذریعہ سے منگائے تھے انزلی پہونچ گئے اور وہ رشت کے
راستہ سے طہران میں لائے جا رہے تھے۔ یہ ہتیار ایسے وقت میں بھیجے گئے تھے
کہ اُن کے تلف ہونے کا بہت احتمال تھا اسلئے کہ شاہ معزول کے جاسوس تمام
پھیلے ہوئے تھے۔ مگر بارے خیر ہوئی کہ اُن کے ہاتھ نہ لگے اور بہت سے صندوق
جن میں سات ہزار بندوقیں اور چالیس ہزار کارتوس تھے بحفاظت قزوین پہونچ
گئے۔ ان کے آنے سے طہران میں جو سامان جنگ موجود تھا اُسمیں ایک معقول اضافہ
ہو گیا۔ اگر یہ سامان نہ آتا تو دستوری حکومت کو بڑی دقت پیش آتی۔ میں نے اُس
میں سے پندرہ سو بندوقیں اور چھ ہزار کارتوس لیکر اپنے اتابک پارک میں رکھ لئے
تا کہ جب خزانہ کی پولیس کو ضرورت ہو تو اُنھیں دیدئے جائیں۔ ایران میں ہتیار
کچھ عجب طرح پر غائب ہو جاتے ہیں۔ گو اُن کے لئے کتنی ہی حفاظت کیجائے

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُنہین پیش نظر رکھے۔

اب تک اس بارے مین کچھ ذکر نہین کیا گیا کہ گورنمنٹ روس محمد علی کو تخت ایران پر بٹھانے کی کیا کوشش کر رہی تھی۔ روسی عہدہ دار اس معاملہ مین نہ غافل تھے اور نہ اُنھین احتراز تھا۔

گورنمنٹ روس نے باتفاق گورنمنٹ برطانیہ دو سال پہلے اس بات کی ذمہ داری لی تھی کہ شاہ معزول کو اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رکھین گے اور اُسے دستوری حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش کرنے کا موقع نہ دین گے۔ یہ گویا اُس معاہدے کی دفعہ (۱۱) کا مضمون تھا۔ جس پر ۹ ستمبر ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ روس و برطانیہ نے دستخط کئے تھے۔ ایسی حالت مین محمد علی کا اڈیسہ سے نکل کے روسی ملک مین ہو کر روسی جہاز پر سوار ہو کے بحر کسپین سے عبور کرنا اور سرحد ایران مین داخل ہونا کہان تک واجبی تھا۔ گورنمنٹ روس نے نہ اس کا کچھ تدارک کیا اور نہ اُسے دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنے یا حملہ آور ہونے مین کچھ مزاحم ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ مع اپنے ہمراہین کے ایک مصنوعی ڈاڑھی لگا کے روسی پروانہ راہداری کے ساتھ ملک روس مین سے ہو کے گزرا اور سامان حرب یعنی بندوقین اور زرہ وغیرہ توپین بھی ہمراہ لایا جن کے صندوقون پر یہ لکھا تھا کہ اس مین سوڈا لیمنیڈ وغیرہ ہے۔ اس کے پروانہ راہ داری مین یہ درج تھا کہ وہ بغداد کا ایک سوداگر ہے اور خلیلی

اُس کا نام ہے۔ اس فریب دہی سے روسی عہدہ دار جو پروانہ راہداری کے معائنہ کے لئے مقرر تھے دہوکے مین آ گئے اور اُسے چھوڑ دیا۔ غالباً گورنمنٹ روس دنیا کو یہ یقین کرانا چاہے گی کہ اُس کا فرض یہ نہ تھا کہ ہر وقت محمد علی کے نقل وحرکت کو بغور دیکھتی رہتی۔ وہ آڈیسہ سے اول وِ مینا گیا اور وہان کچھ عرصہ تک قیام کرکے اس مہم کے لئے ہتیار خریدے اور تیاریان کین۔ بعض واقعات جو وہان گزرے وہ بعد کو اُس کے جنرل ارشد الدولہ کے بیان سے ظاہر ہوگئے۔ ارشد الدولہ اُس کے ہمراہ ایران آیا تھا اور یفرم خان کی فوج کے ہاتھون گرفتار ہوکے گولی سے مارا گیا۔ اُس نے مرتے وقت جو کچھ کہا وہ کل واقعات پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔

مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمز متعینہ طہران جو ارشد الدولہ کے مارے جانے کے وقت موجود تھے بلکہ اُس فوجی کونسل مین بھی شریک تھے جو ارشد الدولہ کو سزاے موت دینے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ مسٹر مور ارشد الدولہ کے بیانات حسب ذیل قلمبند کرتے ہین۔

مین محمد علی سے وِئینا مین ملا - روسی سفیر بھی ہم سے ملنے آئے اور ہم نے اُن سے مدد چاہی۔ اُنہون نے کہا کہ روس ہم کو مدد نہین دے سکتا۔ روس اور انگلستان نے اسکے متعلق معاہدہ کیا ہے اُسکے خلاف نہین کر سکتے۔ دونون سلطنتون نے اقرار کیا ہے کہ ایران کے اندرونی معاملات مین دخل نہ دین گے۔ ہم آپ

لوگون کو کچھ مدد نہین دے سکتے تو ہم آپ کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہ کرینگے
اب آپ بجاے خود اس بات کا فیصلہ کیجیے کہ آپ کو کامیابی کے کیا توقعات
ہین اگر آپ سمجھتے ہین کہ ایران کے تخت تک پہونچ سکین گے تو بسم اللہ جایئے
مگر یہ یاد رکھیئے کہ ہم آپکو کچھ مدد نہین دے سکتے اور اگر آپ نے شکست کھائی
تو ہم ذمہ وار نہ ہونگے - ہم نے اسکا یہ جواب دیا کہ آپ ہمارے لیئے اتنا تو ضرور
کر سکتے ہین کہ ہمین کچھ روپیہ قرض دلا دین اُس نے جواب دیا کہ یہ بھی ممکن نہین ہے
گو ہم نے بہت منت سماجت کی اور دو مرتبہ اُس سے ملے مگر ہماری درخواست
کو اُس نے نامنظور کیا البتہ اُس نے یہ مشورہ دیا کہ اگر محمد علی کے بعض جواہرات
جو روسی بینک طہران مین رکھے ہین اُن کی رسید موجود ہو تو اُس کی کفالت پر قرض
کا انتظام ہو سکتا ہے - مگر چونکہ محمد علی کے پاس کوئی رسید نہ تھی - اس لیئے کچھ نہ ہوسکا
مسٹر مور اچھی طرح فارسی سمجھتے ہین لہذا جو کچھ شاہ معزول کے جنرل نے
بیان کیا اُسکی صحت مین کچھ کلام نہین - جب مین نے لنڈن ٹائمز مورخہ ۱۲ / اکتوبر
مین اپنا ایک کھلا ہوا خط چھپوایا اور اُس مین اس واقعہ کا ذکر کیا تو گورنمنٹ روس
نے سرکاری طور پر اس بات سے انکار کیا کہ روسی سفیر نے ویئنا مین شاہ معزول
سے یہ باتین کین اور اس واقعہ کی تغلیط کی کوشش کی - کچھ عرصہ بعد جب پارلیمنٹ
پیٹرسبرگ مین یہ مسئلہ پیش ہوا تو روس کے انکار پر بہت ہی مضحکہ اڑایا گیا - مجھے بعد کو
معلوم ہوا کہ روسی انکار ایک حد تک صحیح تھا - در اصل روسی سفیر نے ویئنا مین

شاہ معزول اور اُس کے جنرل سے یہ باتین نہین کین بلکہ سفارت روس کے ایک وکیل کے ساتھ اس طرح کی گفتگو آئی تھی چونکہ ارشد الدولہ نے جو کچھ مسٹر مور کے سامنے بیان کیا وہ فارسی زبان مین تھا اور فارسی مین لفظ سفیر ہر طرح کے سیاسی عہدہ دارون کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے **مسٹر مور** اور نیز دوسرے لوگون نے جو وہان موجود تھے خیال کیا کہ ارشد الدولہ کی مراد روسی سفیر سے ہے۔ مگر پھر بعد یہ معلوم ہوا کہ روسی وکیل سفارت جس کے ساتھ یہ گفتگو ہوئی تھی وہ **موسیو ڈی ہارٹ وِگ** تھے جو اول طہران مین سفیر رہ چکے تھے اور **محمد علی** کو تخت طہران پر قبضہ رکھنے مین بہت مدد دی تھی یہ حضرت اب بلگریڈ مین روسی سفیر مقرر تھے۔ اور وہان سے کئی دفعہ شاہ معزول اور ارشد الدولہ سے ملنے کی غرض سے وئینا مین آئے تھے۔ یہ واقعات مجھے اُس وقت معلوم ہوے جب مین گزشتہ جنوری مین ایران سے واپس آرہا تھا اور وائینا مین کچھ دیر ٹھہرا تھا۔ چنانچہ شاہ معزول مع ہمراہین و سامان جنگ روسی جہاز مین سوار ہو کے ایک روسی لنگر گاہ سے جو **باکو** کے شمال مین واقع ہے روانہ ہوا اور بحر کسپین کو عبور کر کے گمیش ٹپہ مین جہاز سے اُترا۔

بالفرض یہ مان لیا جاسے کہ یہ سارے واقعات غلط ہین اور شاہ معزول کا اس طور پر **آڈیسہ** سے نکل کے یہان آجانا محض ایک اتفاقی امر تھا اور یہ بھی تسلیم کر لیا جاسے کہ سفیر روس متعینہ بلگریڈ یا وائینا نے **محمد علی** کے

اس ارادے کی اطلاع روسی وزراے کیبنٹ کو نہین دی مگر اس بات کا کیا جواب ہے کہ متعدد شہادتین اس کے خلاف موجود ہین جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ روس کے اعلے عہدہ دارونکو شاہ معزول کی نقل وحرکت اور تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کا حال بخوبی معلوم تھا۔ محمد علی کے وارد ہونے سے دس روز پہلے طہران مین ایک ڈنر ہوا تھا جہان بہت سے لوگ مدعو تھے اس ڈنر کے موقع پر روسی سفیر نے یہ بیان کیا کہ چند ہفتہ مین ایران کی دستوری حکومت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ گو اُس وقت سفیر کے اس بیان پر بہت ہی تعجب معلوم ہوا مگر جب ۱۸ رجولائی کو یہ خبر آئی کہ محمد علی ایران مین وارد ہوا ہے تو اُس وقت اس بیان کی حقیقت کھلی۔ شاہ معزول کے آنے سے تمام ملک ایران مین روسی سفرا کو جو خوشی ہوئی وہ اظہر من الشمس تھی۔ اُنھون نے اس خوشی کو چھپانے کی کوشش بھی نہین کی بلکہ متفقہ ومتحدہ مختلف صورتون مین شاہ معزول کے ہواخواہون کو اسبات مین پوری مدد دی کہ دستوری حکومت کا استیصال کرین۔ روسی عہدہ دار تو ایران مین اپنی اغراض پورا ہونیکے لئے محمد علی کو ایک بہترین ذریعہ سمجھتے تھے اُنہون نے دیکھا کہ جب تک دستوری حکومت قایم ہے اُنکی دال نہ گلیگی بہتر ہو کہ اس گدھے محمد علی کو تخت پر بٹھائین اور اُسکی کان اینٹھ کر جیسا چاہین کام لین۔

۲۳ رجولائی کو گورنمنٹ ایران نے طہران مین کل سفارت خانون کو مارشل لا پاس ہونے کی اطلاع دی۔ اکثر سفارت خانون نے تو معمولی طور سے یہ جواب دیا کہ

عہدنامہ ترک مانچی کے بعض شرائط کا لحاظ کرنا چاہیے۔ مگر روسی سفیر نے ابتدا ہی سے ایک مخالف اور منافقانہ لہجہ اختیار کیا اور منجملہ اور باتون کے یہ لکھا کہ روسی سفارت خانہ کو اختیار ہے کہ جسکو روسی رعایا سمجھے اور یہ دیکھے کہ وہ ملک کے موجودہ ہنگامہ مین شریک ہونا چاہتا ہے اوسے فوراً گرفتار کرلے۔ اس کی اصل غرض یہ تھی کہ کل ملک ایران مین روسی سفرا کو ایک بہانہ ملجائے جسکی بنا پر وہ جس ایرانی کو چاہین گرفتار کرلین اور اُسے دستوری حکومت کی طرف سے محمد علی کے مقابلہ مین جانے کا موقع نہ دین۔ اگر اتفاقاً اس دہمکی کی پوری تعمیل کیجاتی تو سب سے پہلے بہت سے روسی سفیر اور سفارت خانہ کے ملازمین گرفتار ہونے کے قابل تھے۔

دشت مین روسی سفیر نے یہان تک کیا کہ گورنمنٹ ایران کو اس بات کی اطلاع دی کہ وہ جسکو چاہیگا محض روسی رعایا ہونے کے شبہ پر گرفتار کرلے گا اور اسکی تحقیقات پھر بعد کو ہوتی رہیگی جب ہنگامہ فرو ہو جائیگا۔

ابھی محمد علی کو یہان آئے ہوئے کچھ دن بھی نہ گزرے تھے اور ملک گیری کے لئے اُس کے قدم بھی نہ جمنے پائے تھے کہ ۱۸ جولائی کو برطانیہ اور روس کی طرف سے شاہ معزول کے حملہ آوری کے متعلق گورنمنٹ ایران کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ پہنچا۔

چونکہ شاہ معزول بخلاف اُس مشورہ کے جو گورنمنٹ برطانیہ و گورنمنٹ روس کی طرف سے وقتاً فوقتاً اُسے دیا گیا کہ وہ ایران کے خلاف کسی قسم کی سازش

کرنے سے باز رہے اب ایران مین داخل ہو گیا ہے لہذا ہر دو دول اس امر کا اعلان کرتی ہین کہ شاہ معزول کو اب کوئی حق اس پنشن پانے کا باقی نہین رہا جو عہدنامہ کے رو سے گورمنٹ ایران نے اس کے لیئے مقرر کی تھی۔ لیکن بخلاف اسکے گورمنٹ روس و برطانیہ کا یہ خیال ہے کہ چونکہ شاہ معزول اب ملک طہران مین آگیا ہے لہذا گورمنٹ روس و برطانیہ کو اس مین دخل نہ دینا چاہیئے۔ پس گورمنٹ روس و برطانیہ اس امر کا اظہار کرتی ہین کہ اس لڑائی مین جو بدقسمتی سے ایران مین اُٹھ کھڑی ہوئی ہے وہ کسی طرح پر دخل نہ دینگی۔

چنانچہ ایران کی دستوری حکومت کم از کم ایک سلطنت کی مجرمانہ غفلت اور بدعہدی کی وجہ سے خانہ جنگی مین مبتلا ہوئی۔ جب اصل واقعہ معلوم ہو گیا اور دونون سلطنتون نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرینگی اس حالت مین بھی گورمنٹ ایران اپنے تئین ان دقتون سے بچا سکتی تھی۔ اگر وہ دونون سلطنتین ایمانداری کے ساتھ اپنے قول پر قایم رہتین۔ روسی عہدہ دارون نے باوجود اس امر کے کہ گورمنٹ روس نے صاف صاف اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرے گی۔ ایران مین جو برتاؤ کیا۔ وہ حسب ذیل واقعات سے ظاہر ہوگا۔

۲۹ رجولائی کو مسٹر م سفیر روس متعینہ اصفہان نے وزیر امور خارجہ ایران کو حسب ذیل مراسلہ بھیجا۔

"اس سفارت کو یہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اصفہان مجتہدین، امراء تجار اور عمائدین شہر کا ایک بڑا جلسہ کرنے والی ہے تاکہ ایک تار اس مضمون کا مختلف سفرائے دول خارجہ کے پاس بھیجا جائے کہ یہان کی رعایا محمد علی کا آنا پسند نہین کرتی اور ایرانی اس کے آنے سے سخت ناراض ہین۔ لہذا مین قبل از قبل آپ سے استدعا کرتا ہون کہ آپ اس معاملہ مین جن لوگون کو لکھنا چاہیئے لکھ بھیجئے یہ معاملہ ایران اور اہل ایران سے تعلق رکھتا ہے اس بارے مین شاہی سفارت خانہ روس کو تکلیف دینا بیکار ہے" بعدازان اس نے پھر یہ تحریر بھیجی۔

"محمد علی شاہ کے معاملہ مین آپ بیکار روسی سفیر کو زحمت نہ دین یہ وزیر امور خارجہ ایران اور اس کے قائم مقامون کا فرض ہو کہ اپنی گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کرے اور اس طرح کے معاملات سے باز رکھے اور اسکا پورا تدارک کرے" ایک شخص رشید الملک نامی جو اہل ایران سے تھا اور سابق مین صوبہ اردبیل کا گورنر تھا سرکاری فوج کا افسر مقرر ہوا۔ وہ دغابازی کے ساتھ ایک بہت ہی تھوڑے شہسوانیون کے مقابلہ مین بھاگ کھڑا ہوا۔ شہسوانی قبائل ہمیشہ سے معزول شاہ کے طرفدار تھے۔ اُسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور گرفتار ہو کے تبریز مین قید کر دیا گیا۔

۲۷ جولائی کو روسی سفیر کبیر متعینہ تبریز نے گورنر تبریز سے اسکی رہائی چاہی

گورنر نے یہ کہلا بھیجا کہ رشید الملک حسب الحکم دستوری حکومت قید کیا گیا ہے اس پر روسی سفیر نے تین سو مسلح سپاہی گورنر کے مکان پر بھیجے۔ جنھون نے ایرانی پہرہ والون کو مار کے ہٹا دیا گورنر کی ہتک کی اور رشید الملک کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ چند روز بعد رشید الملک شجاع الدولہ کی باغی فوج سے جا ملا جو تبریز پر حملہ آور ہونے والی تھی۔

(گورنمنٹ ایران نے اس واقعہ کے متعلق ایک باقاعدہ اعتراض نامہ سفیر روس کے پاس بھیجا جسکے جواب مین اس نے اس واقعہ کو تسلیم کیا اور اُس کے ساتھ یہ لکھا کہ رشید الملک کو ایک سخت سزا سے بچانا مقصود تھا جو اُسکے لئے تجویز ہوئی تھی۔ اس طرح کا برتاؤ اگر دو مساوی الدرجہ سلطنتون کے ساتھ کیا جاتا تو فوراً جنگ چھڑ جاتی روسی سفیر نے یہ لکھا کہ گورنمنٹ روس کے بعض عہدہ دارون نے رشید الملک کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اسلئے روسی فوج جا کر اُنھین چھڑا لائی۔ یہ محض بے بنیاد بات تھی اس لئے کہ رشید الملک کے نسبت کسی قسم کی سزا کا حکم ہی نہین ہوا تھا اور بالفرض اگر سزا کا حکم بھی دیا گیا ہوتا تو سفیر روس اسطرح کی دخل دہی کے ہرگز مجاز نہ تھے۔ یہ شجاع الدولہ کا خطاب رحیم خان لٹیرے نے اختیار کیا تھا جسکا ذکر اس کتاب کی تمہیدی باب مین آ چکا ہے۔ تبریز کے نواح مین روسی فوج اُسے برابر مدد دے رہی تھی۔ اور روسی افسر اُس کے پشت پناہ تھے۔ روس کو آذربایجان مین

اپنی فوج تعینات کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ بہانا ملگیا تھا)

اسکے علاوہ اور بیسیوں واقعے اسی طرح کے پیش ہو سکتے ہین جنمین روسی عہدہ دارون نے ایران کے معاملات مین مخالفانہ دست اندازی کی۔ حالانکہ ایران ایک خود مختار سلطنت تھی جسکے ساتھ روس دوستانہ برتاؤ کا مدعی تھا۔ اس طرح کی دست اندازی اگر دو مساوی القوت سلطنتون مین کیجاتی تو فوراً جنگ کا اعلان دیدیا جاتا۔ اس طرح کا جو واقعہ پیش آیا گورنمنٹ ایران نے فوراً اس کے متعلق سفیر روس متعینہ طہران کو آگاہ کر کے سیاسی اعتراض کیا۔ اور اسی طرح کے اعتراضات سفارت ایران کی طرف سے لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ مین بھی کیے گئے مگر گورنمنٹ روس نے مطلق نہ اسکا اعتنا کیا اور نہ کسی روسی افسر کو سزا دی۔

تیس۳۰ جولائی کی سہ پہر کو ایک ایرانی فوجی افسر جو بظاہر بہت ذی مشہین معلوم ہوتے تھے مجھ سے ملنے آئے اور یہ کہا کہ گورنمنٹ نے انکو اس مہم پر مقرر کیا ہے جو شاہ معزول کے مقابلہ مین جا رہی ہے۔ ان صاحب کا نام سردار محی تھا۔ گو پہلے یہ معز السلطان کے لقب سے مشہور تھے۔ سنہ ۱۹۰۹ء مین جو قومی فوجین بہ ماتحتی سپہدار طہران پر حملہ آور ہوئین تھین اُن مین یہ بھی شریک تھے اور کچھ بہادری بھی دکھائی تھی۔ جب وہ میرے دفتر مین آئے تو اوپچی بنے ہوئے تھے۔ کئی پستول کمر مین آویزان تھے اور بہت سے

کارتوسون کے ہار گلے مین ڈالے تھے۔ جن کی تعداد مین سو سے کم ہو گی آدمی بہت جسیم تھے اور زرد لمبی بوٹ پہنے ہوے تھے۔ اُنھون نے مجاہدین کا ایک رسالہ ترکمانون کے مقابلہ مین لیجانے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ اُسکے ابتدائی اخراجات کے لئے وزیر جنگ کا دستخطی خط پیش کیا جس مین یہ لکھا تھا کہ چھبیس ۲۶ ہزار تومان انکو دلائے جائین۔ اس رقم سے خود ان کی ذاتی ماہوار حیثیت کمانڈر فوج و گورنر استرآباد (جہان انکے جانے کی بہت کم اُمید تھی) دلائی گئی تھی۔ اور اس کے علاوہ دوسرے مصارف کا ذکر تھا جو اُنھین پیش آنے والے تھے۔ ان صاحب کو ابھی حال مین گورنمنٹ نے چھ ہزار تومان دلائے تھے اور یہ کہا گیا تھا کہ وہ ضلع کرمان کے گورنر مقرر ہوے ہین لہذا یہ ان کی تنخواہ ہے حالانکہ وہ کبھی کرمان نہین گئے۔ مین نے اس بارے مین کیبنٹ کے ساتھ بہت حجت کی اور یہ رقم دینے سے انکار کیا مگر پھر مجبوری دینا پڑا۔ اُس وقت سے میری روانگی طہران تک جو پانچ مہینے کے بعد ظہور مین آئی برابر اس قسم کے احکامات کیبنٹ کیطرف سے سرکاری خزانہ پر آتے رہے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے کسی نہ کسی بہانے سے کیبنٹ یا وزیر جنگ کی منظوری حاصل کرکے خزانہ سے رقم کا مطالبہ نہ کیا ہو۔ یہ سلسلہ جو شروع ہوا تو پھر ختم نہ ہوا۔ اصل یہ ہے کہ شاہ معزول کو شکست دینے کے لئے کیبنٹ اپنے ہوا خواہون کو روپیہ

سے خوش کرنا چاہتے تھے۔

اب جنوب سے طہران میں بختیاردں کی آمد شروع ہوئی اور اُن لوگوں نے روپیے کے لئے ایسے مطالبات پیش کئے جو بالکل بیجا تھے۔ میں نے کئی دفعہ کیبنٹ کو اطلاع دی کہ اگر اس طرح خزانہ کی لوٹ جاری رہے گی تو میں اپنی خدمت سے استعفا دیدونگا۔ **حاکم الملک وزیر فینانس** نے بھی بختیاریوں کی اس حرکت پر اظہار تاسف کیا اور یہ کہا کہ اگر کیبنٹ ان کے مطالبات کو منظور کرتی رہیگی تو وہ بھی اپنی خدمت سے مستعفی ہو جائینگے۔ بختیاریوں کا پہلا جرگہ جو طہران پہنچا اسکا سردار ایک نوجوان **معین ہمایون** تھا۔ جس نے اس مہم میں بڑی بہادری اور حقیقی حب الوطنی دکھائی۔

تیسری اگست کو **سالارالدولہ** کرمان شاہ پہونچ گیا اور وہاں تاجروں کو حکم دیا کہ چنگی کا محصول گورنمنٹ کو دینا موقوف کریں۔ اور اُن سے پچاس ہزار تومان قرض کا طالب ہوا۔ اسی طرح کی درخواست اُس نے وہاں کے بینک سے بھی کی۔ مگر بینک نے صاف انکار کر دیا۔

اب کیبنٹ نے بشمول وزیراعظم **صمصام السلطنت** میرے ساتھ بھی مخالفت شروع کردی اسلئے کہ میں اس سرکاری لوٹ کے خلاف تھا اور وزیراعظم نے صاف انکار کر دیا کہ وہ مجھے حسب وعدہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس مرتب کرنے میں مدد نہ دیں گے۔ اور جو بارک اور دوسرا سامان حرب

وزیر جنگ کے قبضہ میں تھا مجھے نہ دلائین گے۔

اس وقت سرکاری فوج مین بہت سے بیقاعدہ بختیاری تھے جو اصفہان اور طہران کے شاہراہ پر پھیلے ہوئے تھے اور خاص طہران مین بارہ سو پولس اور پانسو فوجی پولیس کے سپاہی تھے۔ اس کے علاوہ یفرم خان کا ایک لفٹنٹ جو قزوین مین تعینات تھا اس کے پاس پانسو فوجی پولس کے سپاہی اور دو سو ارمنی مجاہدین موجود تھے جو سپاہی پیشہ کہلاتے تھے۔

آٹھوین اگست کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ نے سرکاری فوج کو جو طہران کے شمال و مشرق کی طرف دامغان مین تعینات تھی مار کے بھگا دیا۔ سرکاری فوج کے بہت سے سپاہی شاہ معزول کی فوج سے جا ملے جس زمانہ مین سپہدار وزیر جنگ تھے اُنھون نے یہ فوج معہ دو توپون کے وہان تعینات کی تھی۔ یہ توپین معہ اور سامان حرب شاہ معزول کی فوج کے ہاتھ لگین۔ اکثر لوگون کو اس بات کا یقین تھا کہ اس معاملہ مین سپہدار کی سازش ہے اسلئے کہ دستوری حکومت کے ساتھ اُسکی مخالفت اب کوئی چھپی ہوئی بات نہ تھی۔

اگست کے مہینہ مین قومی فدائیون کی اکثر فوجین شاہ کے مقابلہ مین بھیجی گئین۔ پہلی فتح جو دستوری حکومت کی فوج کو حاصل ہوئی وہ طہران کے شمال و مشرق کی پہاڑیون مین بمقام فیروزہ کوہ تھی۔ وہان ایک تنگ

گھاٹی مین اس نوجوان بختیاری سردار معین ہمایون نے رشید السلطان کی فوج کو شکست دی اور اُسے گرفتار کرلیا - اس معرکہ مین رشید السلطان کے ساٹھ آدمی مارے گئے -

پندرہ اگست کی شب کو سالار الدولہ کے آٹھ سو سوارون نے شہر ہمدان پر قبضہ کرلیا اور وہان جو باقاعدہ سرکاری فوج تعینات تھی اس نے کچھ مزاحمت نہ کی

خود شاہ معزول کی نقل و حرکت کا کچھ پتہ نہ معلوم تھا - بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ اس واقعہ سے بہت خائف ہوگیا ہے کہ اس کا سر لانے کے لئے ایک لاکھ تومان مقرر ہوے ہین اور بھاگ کے اُس جہاز مین جا چھپا ہے جو اُس کے لیے لنگر انداز تھا بلکہ بعض افواہ یہ تھی کہ وہ وہان سے روانہ ہوگیا ہے - اس عرصہ مین یفرم خان چند سپاہیون کی تھوڑی فوج ان پہاڑی درون کی حفاظت کے لیئے بھیجتا رہا جو طہران آنے کی راہ مین حایل تھے اور اس کا یہ خیال تھا کہ ایک فوج محمد علی کے عقب مین بھیجکر دریا کا راستہ اس کے لیئے مسدود کردے چونکہ طہران کی حالت بہت نازک تھی اس لیئے یفرم خان نے شاہ معزول کے مقابلہ مین اپنا طہران چھوڑنا مناسب نہ سمجھا - وہ اس انتظار مین تھا کہ شاہ معزول کی فوج پایہ تخت کے قریب آئے تو خود حملہ آور ہو -

گیارہ اگست کو مین ایک دعوت مین گیا جو کرنل بیڈوز نے گلہک مین دی تھی - کرنل بیڈوز لندن کی ایک کمپنی موسومہ مسرس سلگمن برادرس

کے ایجنٹ تھے۔ اس دعوت مین اور مہمان جو وہان آئے تھے ان مین سر جارج
بارکلے سفیر برطانیہ اور اُن کے دوست **موسیو پوکلیوسکی کزیل**
سفیر روس اور مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمس بھی تھے۔ ایران
کی موجودہ حالت پر خوب بحث رہی اور روسی سفیر نے اپنا خیال
یہ ظاہر کیا کہ شاہ معزول عنقریب فتح یاب ہو کے قابض ہو جائے گا۔
**میجر اسٹوکس** کے تقرر کے مسئلہ مین بھی بہت دیر تک گفتگو رہی۔
ڈنر کے بعد ہم نے برج کے کئی ربر کھیلے اور مین خوب بازی جیتا۔ میری جیتا
سے روسی سفیر کے دل پر اہل امریکہ کے مالی قابلیت کا بہت اثر ہوا۔

اتنے مین سفیر روس اور مین وہان سے اُٹھ کر مکان کے بالاخانہ پر ٹہلنے
لگے۔ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی کوزیل ایک بہت ہی پُر مذاق آدمی تھے۔ باتون
باتون مین انھون نے پھر دستوری حکومت کی نا اہلی کا ذکر کیا اور مجھ سے پوچھنے
لگے کہ اگر **محمد علی** پھر بادشاہ ہو جائے تو کیا مین اس کی حکومت مین صدر المہام
خزانہ یا وزیر با اختیار بننا پسند کرونگا۔

اُنھون نے مجھے یقین دلایا کہ اگر مین اسے منظور کر لون تو گورنمنٹ
روس میری پوری حمایت کرے گی اور معاوضہ خدمت بھی بہت معقول ملیگا
اب مجھے جو کچھ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جب تک یہ تغیر واقع ہو مین چپ چاپ
رہون اور کچھ نہ کرون۔ یہ مشورہ گو دبی زبان مین دیا گیا مگر اس کا مطلب

صاف تھا۔ سفیر روس نے اپنے نزدیک ایک بہت معقول تجویز میرے لیے پیش کی۔ اس سے مجھے ذلت دینا اُن کا مقصود نہ تھا۔

المختصر اُن کی پیچیدار گفتگو سے اگر سیاسی پہلو اور نشست الفاظ کی صورت بدل دی جائے تو اُن کا صاف صاف مطلب یہ نکلتا تھا کہ مین موجودہ دستوری حکومت کو مدد دینے سے باز آؤن اور اُسے دیوالیہ ہو کے برباد ہونے دون اور اُس ظالم شیطان محمد علی کی ملازمت قبول کرون جو وزراے روس کا غلام ہو کے رہیگا۔ مین نے وزیر روس سے صاف صاف کہدیا کہ مین دستوری حکومت سے عہد کر چکا ہون کہ حتی الوسع اپنے فرایض بہت خوبی اور ایمانداری کے ساتھ انجام دونگا۔ اس ہنگامہ کا نتیجہ کچھ ہی ہو مین محمد علی کی ملازمت کا خیال دل مین نہین لا سکتا۔

مجھے پھر معلوم ہوا کہ سفراے روس متعینہ طہران اور وینا نے شاہ معزول کی کامیابی مین بہت کوشش کی گورنمنٹ برطانیہ روسی سفرا کی لاعلمی اور نیک نیتی کا راگ ہی گاتی رہی۔ سفراے روس نے ۱۹۰۹ء کے معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے شاہ معزول کی طرفداری مین پورا حصہ لیا۔

۱۵ اگست کو نائب السلطنت کے ساتھ مجھ سے دیر تک گفتگو رہی اور انھون نے ایران کی حالت کی ایک بہت ہی مایوسانہ تصویر کھینچی گو انھون نے اس امر کے متعلق اپنا اطمینان ظاہر کیا کہ ایران کے مالی معاملات

کا انتظام کچھ اچھا ہو گیا ہے اور اُس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ایران مین ہمیشہ ہر قسم کی شکایتین بلند ہوتی ہین - جب کبھی مالی انتظام کی طرف توجہ کیجاتی ہے تین سوئڈش افسر جو گورنمنٹ ایران نے پولیس کی تعلیم کے لیے نوکر رکھے تھے طہران آ گئے -

کبنٹ وزرا کے ساتھ بہت مباحثون کے بعد یہ طے ہوا کہ آیندہ سے فوج کی تنخواہ بجاے وزیر جنگ کی وساطت کے میرے ذریعہ سے دلائی جاے اس سے مجھے بہت کچھ اصلاح کا موقعہ ملا -

۲۰ راگست کو یہ خبر آئی کہ **سالار الدولہ** مع دس ہزار فوج کے ہمدان پہونچ گیا ہے اور طہران کی طرف بڑہنے کی تیاری کر رہا ہے - اس وقت پایہ تخت یا اُس کے اطراف مین دستوری فوج کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی - اس خبر کے آنے سے اور ہل چل بڑہ گئی -

۲۲ راگست کو کم سن شاہ کی چودہوین سالگرہ کا دن تھا جس کی خوشی مین طہران سے باہر شاہی قصر مین ایک دربار عام منعقد ہوا - مین تو وہان جا نہ سکا مگر میرے مددگار **مسٹر کیرسن** تشریف لے گئے اور ایک نہایت عمدہ شاخ نرہوال[لہ] جو امیر البحر پیری اپنے قطب شمال کی مہم سے

---

[لہ] - بحر شمال مین وہیل مچھلی کی جنس کی طرح ایک بہت بڑی مچھلی ہوتی ہے جسکے پیشانی پر مثل گینڈے کے ہاتھی دانت کا سا ایک بڑا سینگ رہتا ہے -

ساتھ لائے تھے اعلیحضرت کو نذر دی۔ اُس پر اڈمیرل پیری کے دستخط بھی کندہ تھے۔ اور یہ تحفہ شاہ کے لئے سفارت ایران متعینہ واشنگٹن کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا اور مسٹر کیرسن کے تفویض ہوا تھا کہ وہ پیش کرین۔

سلطان احمد شاہ نے کبھی اس سے پہلے مسٹر کیرسن کو نہ دیکھا تھا اور مترجمین کی بعض غلط بیانی سے وہ کچھ عرصہ تک اس دھوکے مین رہے کہ مسٹر کیرسن وہی شخص ہین جو قطب شمالی کی مہم پر گئے تھے اور وہ خود اس شاخ کو نذر دینے لائے ہین مگر آخر کار اس غلط فہمی کی تصحیح کردی گئی جس سے مسٹر کیرسن کو اطمینان ہوا۔

اس وقت طہران مین رہنا خوشگوار نہ تھا اس لئے کہ موسم گرما کی شدت تھی اور اس کے علاوہ خاک اس قدر اُڑتی تھی کہ دن بھر بلکہ رات گئے تک گرد و غبار چھایا رہتا تھا۔ خوش قسمتی سے قصر اتابک مین جہان مین ٹھیرا تھا ایک عمدہ سرداب بھی تھا۔ ایران مین عموماً کل بڑے بڑے مکانون مین سرداب ہوتے ہین اور اس سرداب سے ہم کو بہت آرام ملا۔ دن کو سرداب بہت خنک رہتا تھا اور مین نے وہین اپنا آفس بنا لیا تھا۔ موسم گرما مین (یعنی وسط جون سے آخر ستمبر تک) کل سفرائے دول خارجہ اور یورپین باشندگان طہران اور بہت سے ایرانی اُمرا اور دولتمند لوگ شہر چھوڑ کے پہاڑ پر چلے گئے تھے جو شہر سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جہان اُن لوگون

کے لئے بہارستانی تفرج گاہ بنے تھے۔ چونکہ مین نے خزانہ کی اصلاح کا کام ابھی ابھی شروع کیا تھا اِسلئے میرے واسطے ضرور تھا کہ شہر مین رہون جہان اور سرکاری دفاتر تھے۔

اگست کے آخر مہینے مین بختیارون نے طہران مین روپیہ کے لئے ایسے مطالبات پیش کئے کہ مجبوراً مجھے انکار کرنا پڑا اور مین نے صاف کہدیا کہ جب تک کوئی فوجی مہم قطعی طور سے تیار ہوکے مقابلہ کے لئے نہ بھیجی جاسے گی اُس وقت تک مین ایک حبہ نہ دونگا۔ وہ جانتے تھے کہ گورنمنٹ کی باقاعدہ فوج بالکل بے مصرف ہے اس لئے ایسی حالت مین جو کچھ وہ طلب کرین گے دلایا جاسے گا۔ اُن کی خود غرضی اور لالچ ایسی صاف نمایان تھی کہ اہل طہران بھی اُن کی اس حرکت سے سخت ناراض ہوئے۔

سفیر روس اور سفیر برطانیہ جب مجھ سے ملنے آئے تو مین نے چالیس لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ کا ذکر کیا جو مین لندن کے تجار مِس سلگ مین برادرس کے ایجنٹ کے ذریعہ سے طے کر رہا تھا۔ اثنا ءگفتگو مین سر جارج بارکلے نے ملک کے جنوبی تجارتی راستون کا ذکر کیا کہ اُن کی حالت بہت مخدوش ہو رہی ہے جسکی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ کو تشویش ہے۔ اُنھون نے مجھ سے کہا کہ کیا ان راستون کی حفاظت کا

کوئی معقول انتظام نہین ہوسکتا۔ مین نے یہ جواب دیا کہ شاہ معزول کی حملہ آوری کی وجہ سے دستوری حکومت کو اُس کے مقابلہ فوج بھیجنے کی ضرورت پیش آئی ہے اس لئے اُس سمت کے اضلاع سے بختیاری قبائل طہران بلا لئے گئے ہین اور اُن کے چلے آنے سے اکثر تجارتی راستے غیر محفوظ ہوگئے ہین مگر آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس مین گورنمنٹ ایران کا کیا قصور ہے۔ سر جارج بارکلے نے تب یہ تجویز پیش کی کہ مین ان راستون کی حفاظت کے لئے پولیس مقرر کرون یا کم از کم اپنی نئی پولیس خزانہ مین سے کچھ سپاہی وہان بھیج دون۔

انھون نے کہا کہ اگر مین اس کا انتظام کردون تو وہ اپنی گورنمنٹ کو بذریعہ تار اطلاع دین گے جس سے دولت برطانیہ کی تشویش رفع ہوجائے گی۔ کیونکہ پارلیمنٹ مین برٹش فارن سکرٹری سے بار بار یہ جواب طلب ہوتا ہے کہ ایران کے اُس حصہ ملک کی حالت خراب ہونے سے برطانیہ کے تجارتی اغراض کو جو نقصان پہونچ رہا ہے اُس کا گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے کیا انتظام ہوا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ اگر دولت برطانیہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس جلد مرتب کرنے مین مجھے مدد دے گی تو مین بہ منظوری پرشین کیبنٹ وزراء بہ خوشی اس کام کو اپنے ذمہ لونگا مگر اس فوجی پولیس کی تیاری زیادہ تر میجر اسٹوکس کے تقرر پر منحصر ہے اور جب

تک اُس کے تقرر سے انکار ہوتا رہے گا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح اس مشکل ذمہ داری کو اپنے سر لے سکوں گا گو دولت برطانیہ کیسے ہی خواہشمند کیون نہ ہو۔

اثنائے گفتگو مین مین نے یہ بھی کہا کہ میری راے مین دولت برطانیہ نے میجر اسٹوکس کے معاملہ مین جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ سراسر وعدہ کے خلاف ہے اور کھلم کھُلا روس کی طرفداری کی ہے جو ایران کے معمولی شاہی حقوق مین خواہ مخواہ دخل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ مین نے ہنسی ہنسی مین یہ بھی کہدیا کہ چونکہ ان دونون سلطنتون کا برتاؤ ایران کے ساتھ منافقانہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ جرمنی کو بعض اجارے دلائے جائین اس لئے کہ کچھ عرصہ سے جرمنی ایران کے مغربی حصہ مین آنا چاہتا ہے۔ مین نے یہ بات بالکل ہنسی مین کہی تھی مگر سفیر برطانیہ اسے سنکر ایسے خائف ہوے کہ مین نے جلدی سے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔

اسوقت بختیاری قبائل کی ایک فوج بہ سرکردگی امیر مفخم ہمدان کے قریب اس لئے ٹھہرے ہوئی تھی کہ اگر سالار الدولہ کی فوج آگے بڑھی تو اُس کا مقابلہ کرے۔ اس فوج کے بختیاریون کو حق الخدمت مل چکا تھا مگر اُن کے سردار جو طہران مین موجود تھے بالخصوص صمصام السلطنۃ کے ایک بھائی سردار جنگ تقاضا کر رہے تھے

کہ ساٹھ ہزار تومان اور دلائے جائین اور جب تک یہ رقم وصول نہ ہوگی ایسے شخص کو میدان جنگ مین پیش قدمی کا حکم نہ دیا جاے گا۔ بختیاری دیوالیہ گورنمنٹ ایران سے اس طرح کی زرکشی مجھے ایسی ناگوار ہوئی کہ مین نے مجبوراً وہان کے اخبارون کو اس کی اطلاع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے طہران مین اس بات کی خبر ہوگئی اور بختیاری سردارون کو اپنی کوشش مین ناکام ہونا پڑا۔

۲۸ اگست کو بہت سے ترکمان جو بہ سرکردگی ارشد الدولہ طہران کی طرف بڑھے آرہے تھے اور قصبۂ ایوان کیف تک پہونچگئے تھے اُن سے وہان کچھ سرکاری بے قاعدہ فوج سے مقابلہ ہوا اور سرکاری فوج نے شکست کھائی۔ یہ واقعہ پاے تخت سے ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا کچھ اور فوج صمصام السلطنۃ کے چھوٹے بھائی امیر مجاہد کی سرکردگی مین فوراً روانہ کی گئی۔

چوتھی ستمبر کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ طہران کی طرف بڑھ رہا ہے اور قصبۂ امام زادۂ جعفر کے قریب پہونچ گیا ہے اور طہران سے چالیس میل کا فاصلہ رہگیا ہے یفرم خان ساڑھے تین سو چیندہ کارآزمودہ سپاہیون کو لیکر فی الفور طہران سے روانہ ہوا۔ میجر حسی جرمن معلم توپ خانہ بھی اُسکے ساتھ تھے اور ایک میکزیم توپ مع تین اسٹائڈ

زود فیر توپون کے میجر حسی کے چارج مین تھی - پھر یہ خبر آئی کہ بختیاریون کی فوج نے جو امیر مجاھد کی سرکردگی مین بھیجی گئی تھی شکست کھائی - اخبار لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار اور ریوٹر کے ایجنٹ مع مسٹر میرل امریکن مددگار جو ابھی حال مین طہران آئے تھے اور خزانہ کے پولیس کے افسر مقرر ہوے تھے اس مہم کے ساتھ روانہ ہوے تاکہ جنگ کا معائنہ کرین -

پانچوین ستمبر کو ۱۱ بجے دن کے اس فوج نے بہ سرکردگی یفرم خان شاہ معزول کی فوج پر حملہ کردیا - شاہ معزول کی فوج مین دو ہزار ترکمانی اور ایرانی تھے اور ارشد الدولہ اُن کا افسر تھا - اس فوج مین چودہ سو سوار بھی تھے - سرکاری فوج مین پانسو بختیاری اور ایک سو اسی ارمنی مجاہدین اور پولیس - تین اسٹانڈرڈ توپین اور ایک میکزین توپ تھی - بختیاریون کا رسالہ سردار بہادر اور سردار محتشم کے ماتحت تھا - دوسری سرکاری فوج امیر مجاہد کی ماتحتی مین امام زادہ جعفر کے جنوب مین دو میل کے فاصلہ پر ارشد الدولہ سے مقابلہ کر رہی تھی - اس فوج مین چار سو بختیاری اور چند فوجی پولیس کے سپاہی تھے دوپہر سے دو گھنٹہ پہلے ارشد الدولہ ایک پہاڑی پر جا ٹھہرا جو تقریباً ڈیڑھ میل مربع ہوگی اور وہان چار توپین اپنی حفاظت کے

لئے لگا دین اُس نے تین سو ترکمانی موضع ورا مین مین اس لیئے
بھیجدے تھے کہ وہان ہنگامہ بپا کرین۔ جب یفرم خان اپنی فوج
لئے ہوے اُسکی نواح مین پہونچا تو اُسے بندوقون کی آواز سنائی دی جس سے
معلوم ہوا کہ امیر مجاہد ترکمانون سے لڑ رہا ہے۔

یفرم خان نے میجر حسی کو میگزیم توپ دیکر اور سروا۔
بہادر کو رسالے کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ اُس پہاڑی پر قبضہ کرلین جو
ارشدالدولہ کی فوج کے داہنے جانب واقع تھی چنانچہ وہ چپ چاپ
پہاڑی پر پہونچ گئے اور وہان سے میگزم توپ سے ترکمانون پر گولہ باری
شروع کردی۔ ارشدالدولہ جب گرفتار ہوکے آیا ہے تو اُس نے
یہ بیان کیا کہ میگزم توپ کی آواز سے ترکمان ایسے خائف ہوے کہ
گھبرا کے منتشر ہو گئے۔ اُن کے افسرون نے ہر چند چاہا کہ سپاہیون
کو روکین اور مرتب کرین۔ اتنے مین سردار بہادر نے اپنے بختیاری
رسالہ سے اُن پر حملہ کردیا پھر کیا تھا سب بھاگ کھڑے ہوے۔ ارشد
الدولہ کے پاؤن مین زخم لگا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نہ سکا اور بختیاریون
کے ایک گروہ نے اُسے گرفتار کرلیا۔

ترکمانیون کے ساتھ ستر آدمی مارے گئے اور تین چار سو گرفتار
ہوئے جن مین بعض زخمی بھی تھے۔ باقی سب بہت بدحواسی کے ساتھ

آرام سے سوؤ صبح کے لئے تیار رہو۔

دوسرے دن صبح کو فوجی پولیس کے بیس سپاہی حسب الحکم اُسے (بغیر آنکھہ پر پٹی باندہے) ایک دیوار کے قریب لیگئے اور وہان کھڑا کرکے اُس پر باڑہ ماری۔ وہ ہاتھ اُٹھاکے منہ کے بل گرا مگر پھر معلوم ہوا کہ ابھی زندہ ہے صرف ایک گولی لگی ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ زمین پر پڑا رہا اتنے مین ارمنی مجاہدین کے چند سپاہی وہان بھیجے گئے۔ ایرانی سپاہیون کی نشانہ اندازی بہت خراب بلکہ مشکوک ثابت ہوئی۔ اتنے مین ایک گدھا کہین سے اُدھر آگیا اور ارشد الدولہ اور دیوار کے درمیان حائل ہوگیا۔ لوگ اُسے ہٹانے کے لئے دوڑے تب ارشد الدولہ نیم قدم اُٹھا اور فارسی مین یہ آواز بلند یہ کہا "زندہ باش محمد علی شاہ" جب اُس پر دوسری دفعہ باڑہ چلی تو کئی جگہ زخمی ہوا اور مرگیا۔

اُس کے قتل کے وقت نہ یفرم خان تھے اور نہ دوسرے سردار البتہ مسٹر مور مسٹر ملونی اور مسٹر مریل موجود تھے۔ ارشد الدولہ نے مرتے وقت کسی قسم کا اظہار رنج یا خوف نہین کیا۔ البتہ یہ وصیت کی کہ اُس کی لاش اُس کی بیگم کے پاس طہران بھیجدی جاسے۔ اور طلائی تعویذ جو گلے مین پہنے تھا اُس کے ساتھہ دفن کردیا جائے ۶ ستمبر کو اُس کی لاش طہران آئی اور دوسرے دن میدان مین عام نظارے

کے لئے رکھدی گئی ایک معمولی گاڑیکے سہارے سے وہ رکھدی گئی تھی اور
تماشائیون کا ہجوم اُس کے گرد وپیش تھا۔ اس غیر معمولی کارروائی کی اصل
غرض یہ تھی کہ لوگون کو یقین ہو جاے کہ شاہ معزول کا مشہور جنرل مارا گیا
ہے اور اُس کی ترکمانی فوج نے شکست کھائی ہے **یفرم خان** نے
بعد کو مجھ سے بیان کیا کہ اُس کے قتل مین جلدی اس لئے کی گئی کہ اگر وہ زندہ
طہران لایا جاتا تو روسی سفیر ضرور اُس کی رہائی مین ساعی ہوتے اور کچھ نہ کچھ
بہانہ ڈھونڈتے۔ اس شکست سے شاہ معزول کی ساری امیدین خاک مین
مل گئین **ارشد الدولہ** اُس کا بڑا بہادر اور ہوشیار جنرل تھا اور بڑی
دلیری کے ساتھ وہ پایہ تخت کے قریب پہونچ گیا تھا۔ اگر **یفرم خان**
کی فوج سدراہ ہوکے اُسے شکست نہ دیتی تو طہران فتح ہو جاتا اور سارا
شہر ترکمانون کے ہاتھون تاخت وتاراج ہوتا۔ کئی ہزار وحشی ترکمان جب شہر
مین درآتے اور اُنھین لوٹ مار کی اجازت مل جاتی تو وہ قیامت ہی ڈہا دیتے
بہت سے ترکمانی قیدی طہران لاے گئے جن مین اکثر معمر سفید ریش لوگ
تھے اور اُن کے ساتھ چار توپین اور بہت سی بندوقین جو گرفتار ہوئی تھین
ہمراہ آئین۔ ترکمانون کا باقی گروہ جو میدان جنگ سے بھاگا تھا اُس نے
سرپٹ مشرق کی سڑک کا راستہ لیا اُنھین یہ ڈر تھا کہ مبادا بختیاری سوار
اُن کا تعاقب کرین گو ایک بختیاری سوار بھی اُن کے پیچھے نہین گیا۔

وہ بھاگا بھاگ چلے گئے یہان تک کہ اُن کے گھوڑے تھک تھک کے گر پڑے۔ **مشہد** کی سڑک پر بہت سے تار آفس کی چوکیان ہین جو انڈو یوروپین ٹیلیگراف کمپنی سے تعلق رکھتی ہین۔ جب طہران مین برٹش عہدہ دار ٹیلیگراف کو ترکمانون کے شکست کی خبر ہوئی تو اُس نے فوراً تمام چوکیون پر تار دیدیا کہ ترکمانون سے کہا جاے کہ بختیاری اُن کے پیچھے آرہے ہین اس چال سے یہ غرض تھی کہ باغیونکو اپنے بھاگنے کی فکر رہے اور بیچارے غریب دیہاتیون کی جانین بچین اور مواضعات جو راہ مین واقع ہون لوٹ سے محفوظ رہین ورنہ وہ سب کو خاک سیاہ کردیتے جیسا کہ اکثر موقعون پر کیا تھا۔

اب یہ خبر آئی کہ **شجاع الدولہ** سہوانیون کی ایک بڑی فوج لئے تبریز پر حملہ کرنا چاہتا ہے ارشد الدولہ کی شکست سے شاہ معزول کی آس ٹوٹ گئی اور اب اُسے صرف ہمدان مین اپنے بھائی **سالارالدولہ** کی کوششون پر سہارا رہ گیا تھا۔

# پانچوان باب

سالارالدولہ کی مقابلہ کیلئے فوجی تیاریان سرکاری فوج سے اسکا شکست کہانا شعاع السلطنت کی جائداد ضبط کرتے وقت ایک واقعہ کا پیش آنا - میرا خط بنام لندن ٹائمس -

ماہ ستمبر کی ابتدا مین سرکاری فوج جو بہ سرکردگی بختیاری سردار امیر مفخم سالارالدولہ کے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی تھی اس نے قصبہ ملایار کے قریب شکست کھائی اور دو سو بختیاری کام آئے - کچھہ تو گرفتار ہوگئے اور باقی مارے گئے اور بہت سا سامان جنگ بندوقین توپ اور کارتوس دشمن کے ہاتھہ لگا اور اس دغاباز سردار نے یہہ بھی کہا کہ پندرہ ہزار تومان جو ابھی حال مین اُسے شاہی بنک ہمدان سے دلائے گئے تھے وہ بھی ضایع ہوئے - ایک اور سرکاری جنرل امیر نظام نے بھی اپنے تئین بہت مشکوک حالت مین سالارالدولہ کے حوالہ کردیا اور کئی بڑی توپین جو سرکار نے اُسے ہمدان کی حفاظت کیلئے دی تھین سالارالدولہ کے ہاتھہ لگین -

۱۱ ستمبر کو بمقام سفید کوہ سرکاری فوج سے جو معین ہمایون کے ماتحت تھی شاہ معزول اور اس کے بھائی شعاع السلطنت کی فوجون سے مقابلہ ہوا - شاہ معزول کی فوج نے شکست فاش کھائی اور وہ معہ اپنے

بھائی کو بڑی دقت سے گہرے کھر کی بدولت بھاگ کے نکل گیا اور یہہ خبر آئی کہ صرف سات آدمی اُس کے ہمراہ تھے اور وہ بھاگ کے کمیش پٹہہ گیا ہے۔

۸ ستمبر کو سالارالدولہ نے ہمدان سے طہران کیطرف بڑھنا شروع کیا اور بظاہر سرکاری فوج اُس کی پیش قدمی مین کچھ مزاحم نہ ہوئی اُس نے رعایا کے نام جو اعلان شایع کیا اُس مین اپنے تئین بادشاہ کے لقب سے مخاطب کیا اور ایک مقام سے مجلس و کونسل وزرا کے نام تار بھیجا جس مین اپنی مجلس اور اپنے وزرا درج کیا۔ ۲۷ ستمبر کو یفرم خان مع اپنے مجاہدین اور توپخانہ کے بختیاریون کی سرکاری فوج سے جاملا اور سالارالدولہ کی فوج کو بہ مقام باغ شاہ جو طہران کے جنوب و شمال کیطرف نوّے میل کے فاصلہ پر قصبۂ قم اور توران کے درمیان واقع تھا۔ شکست دی۔ یفرم خان کے ساتھہ بختیاری افسر سردار بہادر سردار محتشم اور سردار جنگ بھی شریک تھے۔ سالارالدولہ کے ساتھہ چھ ہزار فوج تھی جس مین سے پانسو سپاہی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے اور دو سو سپاہی گرفتار ہو گئے۔ سرکاری فوج کی تعداد دو ہزار سپاہیون سے کم تھی۔ سرکاری فوج مین بہت کم نقصان ہوا صرف دو مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ غنیم کی دو توپین اور بہت سا سامان جنگ ہاتھہ آیا۔ سالارالدولہ جنوب و مغرب کیطرف بھاگ گیا اور اُس کی ساری امیدین طہران فتح کرنے اور تخت پر بیٹھنے کی ہوا ہو گیئن۔ اگر سرکاری فوج مستعدی کیساتھہ اُس کا

تعقب کرتی تو غالباً وہ گرفتار ہو جاتا اس لیے کہ وہ صرف چند میل آگے تھا۔
چنانچہ شروع اکتوبر تک سرکاری فوج دو معرکون مین کامیاب رہی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ شاہ معزول اور اُس کے بھائی بھاگ گئے اور اُن کی فوجین بالکل منتشر ہو گیئن۔ سرکاری فوج کو ان دو موقعون پر جو فتح حاصل ہوئی وہ محض یفرم خان کی دلیری مستعدی اور ہوشیاری کی بدولت تھی۔ جب یفرم خان طہران کو واپس آیا تو مجلس نے اوسے ایک مرصع تلوار عنایت کی اور ماہانہ تین سو تومان اُس کی پنشن مقرر کی اور وہ شمالی فوج کا افسر قرار پایا۔
شاہ معزول کے ساتھیون مین استراباد کے قریب ابھی کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے جن کے مقابلہ کے لئے ۱۰ اکتوبر کو معین ہمایون مع پانسو سپاہیونکے بھیجے گئے۔
طہران کے جنوب مین قم اور اصفہان کے درمیان کاشان واقع ہے وہان ایک مشہور لٹیرا نائب حسین رعایا کو ستا رہا تھا جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو تشویش تھی۔ چنانچہ میرے حسب تجویز گورنمنٹ نے قزاق بریگیڈ کے اڑھائی سو سپاہی مع چند روسی افسرون کے ادھر روانہ کئے تاکہ تین سو بختیاری سپاہیون سے ملکر جو اصفہان سے آرہے ہین اُس لٹیرے کی سرکوبی کرین مگر یہہ لوگ بغیر کسی عمدہ عملی نتیجہ کے طہران واپس آئے۔
۲- اکتوبر کو کونسل وزرا نے میرے پاس ایک حکم بھیجا کہ شعاع السلطنة

اور سالار الدولہ کی جائداد پر قبضہ کر کے ضبط کر لون اور مجھے یہہ ہدایت ہوئی کہ مین بحیثیت صدر المہام خزانہ اس حکم کی تعمیل کرون اور جائداد مذکور کو خزانہ مین شامل کر لون۔

یہہ حکم بالکل بجا اور قانوناً با قاعدہ تھا اس لیے کہ وہ تینون شخص جن کے خلاف یہہ حکم صادر ہوا تھا اُنھون نے نہ صرف دستوری حکومت کیساتھ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ علانیہ بغاوت اختیار کی اور مسلح فوج سے گورنمنٹ پر حملہ آور ہوئے۔

جسوقت گورنمنٹ ایران نے یہہ حکم جاری کرنا چاہا تو محض اخلاقانہ برتاؤ کے خیال سے وزیر امور خارجہ کے ایک عہدہ دار کو سفیر برطانیہ اور سفیر روس کے پاس بھیجکر اس کی اطلاع کی اور یہہ کہلا بھیجا کہ " دول خارجہ کے حقوق پر جو ان جائدادون سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہون اس حکم سے اگر کچھ اثر پڑیگا تو گورنمنٹ اُن حقوق کی ضامن اور ذمہ دار ہے۔ سفیر برطانیہ اور سفیر روس نے اس پر کچھ اعتراض نہین کیا۔ ضبطی کے احکام مین بھی اسی مضمون کا ایک جملہ شامل تھا۔

۹۔ اکتوبر دوشنبہ کے دن مین نے اس حکم کی تعمیل کے لئے ضروری ہدایات جاری کئے کیونکہ ان جائدادون کے ضبط کرنے مین مجھے کسی قسم کی مخالفت یا دقت کا گمان ہی نہ تھا اس لئے مین نے کل چھ پارٹیان روانہ کین ہر ایک پارٹی مین خزانہ کا ایک سول عہدہ دار خزانہ کی پولیس کا ایک افسر اور

پانچ پولیس کے جوان شامل تھے مین نے اُن کو حکم دیا کہ جو کچھ جائیداد خاص شہر طہران یا اس کے نواح مین واقع ہو اُس پر سرکار کیطرف سے قبضہ کرلین۔

شہر مین شعاع السلطنت کی جائداد مین ایک پارک اور قصر تھا جو اتابک پارک سے کچھ دور واقع نہ تھا۔ یہہ ایک بڑی مشیتن عمارت تھی جو مختلف قسم کے نایاب قیمتی فرنیچر پردون اور قالینون وغیرہ سے آراستہ تھی اُس کے گرد ایک بہت بڑا باغ تھا جو ایک مضبوط دیوار سے محصور تھا اس عمارت مین شعاع السلطنت کی چند بیگمات بچے اور اُن کی مان رہتی تھین۔

ہمارے لوگ جب اس مکان پر قبضہ کرنے کے لیے وہان پہنچے تو اسوقت جو کچھہ پیش آیا وہ اُس سرکاری رپورٹ کے ترجمہ سے بخوبی ظاہر ہوگا جو مین نے ۱۰۔ اکتوبر کو کونسل وزرا کے سامنے پیش کی۔ وہ رپورٹ فرنچ مین تھی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

طہران ۔ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء

بخدمت عالیجناب کونسل وزرا

کونسل وزرا نے جو حکم ضبطی مورخہ ۹۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء بغرض تعمیل میرے پاس بھیجا اور جس کی بنا پر مین نے شاہی گورنمنٹ کیطرف سے شعاع السلطنت اور سالار الدولہ باغیون کی کل جائیداد پر قبضہ کرنا چاہا مگر جو واقعات پیش آئے وہ عرض کئے جاتے ہین۔

جسوقت مین نے بغرض تعمیل حکم فوجی پولیس کے چھ دستہ جن مین ایک ایک سول افسر، ایک افسر پولیس اور پانچ جوان شامل تھے روانہ کیئے اور اُن کو یہہ ہدایت کی کہ ان دونون باغیون کی جو جائدادین جہان جہان واقع ہین وہان جاکے اُن پر قبضہ کرلین۔

شعاع السلطنت کی چار جائدادین تھین جن مین ایک باغ طہران مین واقع تھا۔ ایک باغ موسومہ چیزہ گلہک کے قریب اور دو جائدادین طہران کے باہر تھین جنکا نام دولت آباد اور منصور آباد تھا اسیطرح سالار الدولہ کی دو جائدادین تھین ایک ضلع شہریار مین واقع تھی اور دوسری مردآباد کہلاتی تھی۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ ہدایت کی تھی کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ان جائدادون پر صلح کے ساتھ قبضہ کرلین اور جو لوگ وہان موجود ہون انھین حکم ضبطی کے شرائط سنادین اور اس امر کی نسبت مین نے اُنھین خاص توجہ دلائی کہ اگر محیر ملک کی رعایا کیساتھ کسی قسم کا معاہدہ ان جائیداد کے متعلق ہوگا تو گورنمنٹ اُس کا پورا لحاظ رکھے گی یا اگر کسی غیر ملکی کے ساتھ کرایہ کا معاہدہ ہوگا تو اُس صورت مین کرایہ واجب الوصول حسب معاہدہ تا ختم مدت کرایہ نامہ سرکاری صدر دفتر خزانہ پر بھیجا جائیگا۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ تاکید کی کہ اگر ان جائدادون پر قبضہ کرینگی

حالت مین کوئی غیر متوقع واقعہ پیش آئے تو وہ بہت تحمل اور استقلال سے کام لین اور جب تک مجھ سے پھر اس کی بابت مزید حکم حاصل نہ کرلین کسی قسم کا جبر نہ کرین۔

کل ۹-اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح ایک پارٹی جس مین ایک سولین افسر دو ایجنٹ ایک افسر پولیس اور چار سپاہی تھے۔شعاع السلطنت کی جائداد پر (جو طہران مین واقع ہے) قبضہ کرنیکے روانہ ہوئے۔

اُن لوگون نے اُسی دن جو رپورٹ میرے پاس بھیجی اُس کا ترجمہ منسلک کرتا ہون اس رپورٹ پر علی اصغر افسر پولیس اور محمد ناظر سولین افسر کے دستخط ثبت ہین۔

بعالیجناب مسٹر شوستر صدر المہام خزانۂ ایران

۱۵-شوال کو ۱۰ بجے صبح جب مین بہ ہمراہی میرزا علی اصغر خان دو ایجنٹ قدسر اور چار جوانان پولیس شعاع السلطنت کے پارک کو روانہ ہوا اور جب پھاٹک پر پہونچا تو وہان بعض ایرانی قزاقون نے ہمین اندر جانے سے روکا جب ہم نے اونھین سرکاری ضبطی کا حکم دکھایا۔تب ہم باغ مین داخل ہوئے ہم نے پھاٹک پر ایک جوان تعینات کردیا بعد ازان عمارت مین داخل ہوئے اور کمرون کو کھولکر وہان کے سامان کی فہرست مرتب کرنے لگے۔اس عرصہ مین ایک قزاق نے ٹیلیفون کے ذریعہ سے قزاق برگیڈ کو اس کی خبر کردی اتنے مین

ہم نے دیکھا کہ دو روسی افسر اندر داخل ہوئے اور بہت غصّہ سے ہم سے کہنے لگے کہ ہمین پارک مین داخل ہونے کا کوئی حق نہ تھا اور بہتر ہے کہ ہم فی الفور یہان سے چلے جائین۔ میرزا علی اصغر خان نے روسی زبان مین اُن سے کہا کہ ہم سرکاری حکم کی تعمیل کرنے آئے ہین۔ مگر اُنھون نے اس کی کچھ پروانہ کی اور ہمکو دھمکایا کہ اگر فوراً نہ چلے جائین گے تو قزاقون کے ہاتھون سے خوب پٹوائینگے چنانچہ اُنھون نے بارہ روسی قزاق جو باہر حکم کے منتظر کھڑے تھے انھین بلایا اور حکم دیا کہ ہم پر حملہ کرین۔ میرزا علی اصغر نے ہرچند ٹیلیفون دینا چاہا مگر نہ دیسکے چونکہ ہمین حکم نہ تھا کہ ہم اس سے زیادہ کچھہ کرین ہم نے اپنے لوگون کو بلایا اور باغ سے روانہ ہوگئے اس پر بھی روسی افسر اور قزاق سڑک کے آخر تک ہمارے پیچھے پیچھے آئے اور ہمکو دھمکاتے رہے کہ اگر ہم فوراً نہ چلے گئے تو ہمپر حملہ کیا جائیگا۔

دستخط

محمد ناظر و علی اصغر

بعد ازان دونون افسرون نے مجھ سے تفصیلی واقعات زبانی بیان کیے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ اُن دونون روسی افسرون نے جو روسی سفارت خانہ سے آئے تھے اور اپنی پوری وردی پہنے ہوئے تھے اور مسلح روسی قزاق جو اُن کے زیر حکم تھے ہمارے آدمیون کو مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی۔

جب ایرانی افسر باغ سے میرے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو مین نے ساڑھے دس بجے دن کے سفیر کبیر روس مسٹر پوکلیوسکی کوزیل کے نام انگریزی مین حسب ذیل تار دیا

بخدمت عالیجناب اس۔ پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانۂ دولت روس مقام زرگندہ

مین بہت افسوس کیساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ آج صبح کے نو بجے مین نے جب تعمیل حکم ضبطی مصدرہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنۃ کی جائداد پر قبضہ کرلنے کے لیے اپنے لوگون کو بھیجا تھا جب میرے آدمی قابض ہوگئے اور اساس البیت کی فہرست بنانے مین مصروف ہوئے تو آپ کے سفارتخانہ دو روسی افسر مع دس روسی قزاقون کے وہان گئے اور ہمارے لوگون کو حکم دیا کہ فی الفور چلے جائین اور اگر پھر اسطرف نظر آئین گے تو اُن پر فیر کی جائیگی ہمارے آدمیون کو لڑنا منظور نہ تھا اس لیے وہ چپ چاپ وہان سے چلے آئے مین یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے افسرون کی اس کارروائی کو بالکل ناجائز اور بے قاعدہ تسلیم کرینگے لہذا مین مستدعی ہون کہ براہ کرم اپنے سفارت خانہ مین یہ حکم صادر فرمائیے کہ جو فوج وہان بھیجی گئی ہے فوراً واپس بُلالی جائے اور مجھے اس کی اطلاع دیجئے۔

دستخط

ڈبلیو مارگین شوستر صدر المہام خزانہ

یہہ تار بھیج کے مین نے موسیو پوکلیوسکی کوزیل کے نام ایک خط بھی
لکھا جس مین اپنے تار کا حوالہ دیکر حسب ذیل فقرہ اور بڑھایا۔

کونسل وزرا نے جو حکم میرے پاس بھیجا ہے وہ صاف اور قطعی ہے لہذا
مین اس کی فوری تعمیل کرنے پر مجبور ہون۔ اطلاعاً عرض کرتا ہون کہ کل دس بجے
اس جائداد پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے آدمی پھر روانہ کرونگا مجھے امید ہے کہ جناب
نے ضروری احکام جاری کردیئے ہون گے تاکہ کوئی بدنما واقعہ نہ پیش آئے اگر
اس معاملہ مین کچھ غلط فہمی ہوئی ہو تو مین اس کی معذرت چاہتا ہون۔

دستخط

ڈبلیو۔ مارگن شوستر صدرالمہام خزانہ

اسی دن شب کو ۱۱ بجے موسیو پوکلیوسکی کے پاس سے میرے تار کا
جواب آیا جو ذیل مین درج ہے۔ (پرائیوٹ)

بخدمت مسٹر مارگن شوستر۔ طہران

آپ کا تار اور آپ کا خط وصول ہوا۔ دولت آباد ایک ایسی جائداد ہے جو
دو روسی رعایا کے پاس کرایہ پر ہے لہذا قبل اس کے کہ اُس کی نسبت کوئی کارروائی
کیجاتی اول سفیر کبیر روس کو اس کی اطلاع دینا اور اس امر کا اطمینان دلانا ضرور
تھا کہ رعایائے روس کے کل حقوق محفوظ رہین گے اور اون کے ساتھ جو معاہدہ
ہوا ہے وہ بدستور قایم رہیگا اس شرط سے البتہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنت کی

جائداد پر قبضہ کر سکتی ہے اور اُس صورت مین سفارت روس کی طرف سے
کوئی دست اندازی نہ کی جائیگی اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعوی رعایائے
روس کا شعاع السلطنت پر ہوگا تو گورنمنٹ ایران اوسکی ذمہ دار رہیگی۔

شرحد تخط

پوکلیہ سکی

مین کونسل وزرا کی خاص توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہون
کہ سفیر روس نے میری درخواست کا کچھ جواب نہین دیا ہے مین نے اُن کو یہہ
تار دیا تھا کہ جو روسی فوج شعاع السلطنت کے باغ کو بھیجی گئی ہے واپس بلا لیجائے
مگر اُنھون نے اپنے جواب مین ایک دوسری جائداد دولت آباد کا ذکر کیا ہے
جو شہر کے باہر واقع ہے اور جسکا مین نے اپنے تار مین کچھ ذکر ہی نہ کیا تھا۔
چونکہ مین سفیر روس کو اس امر کی اطلاع دے چکا تھا کہ آج مین دس بجے
اپنے آدمی بھیجون گا کہ شعاع السلطنت کے باغ اور مکان پر جو طہران مین
واقع ہے قبضہ کر لین اور چونکہ سفیر روس نے اس بارے مین کچھ جواب ہی
نہ دیا لہذا اب بجز اس کے اور کیا چارہ تھا کہ مین اپنے ارادہ کو پورا کرون۔
چنانچہ آج صبح کو دس بجے مین نے اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو معہ پچاس
فوجی پولیس کے سپاہیون پانچ ایرانی افسرون اور پچاس شہر کے پولیس کے
سپاہیون اور تین افسرون کے روانہ کیا۔ یہہ کل فوج میرے مددگار مسٹر ہیریل کے

زیر حکم روانہ ہوئی۔

مین نے مسٹر میریل اور دوسرے افسرون کو یہہ تاکید کی کہ شعاع السلطنت کی جائداد پر حتی الامکان امن کے ساتھ قبضہ کرین اگر طرف مخالف کی طرف سے کوئی مزاحمت ہو تو اُس صورت مین بھی اول روسیون کو گولی چلانے دین خود سبقت نہ کرین۔ بہر صورت سرکاری حکم کی تعمیل اور اس جائداد پر قبضہ کرنا ضرور تھا۔

جب مسٹر کیرنس اور میریل مع اُس فوج کے باغ کے قریب پہونچے تو بنظر احتیاط اول روسی سفارت خانہ مین گئے جو قریب مین واقع تھا اور فوجی پولیس کے ایک افسر کو جو روسی زبان جانتا تھا ساتھ لیتے گئے روسی سفیر موسیو پوخی تاتوف سے ملکر مسٹر کیرنس نے اپنے آنے کا اصل مقصد بیان کیا اور ضبطی کا حکم پڑھ کے سُنایا اور جو کچھ مین نے ہدایت کی تھی وہ بھی بیان کی اور اُنھین اس بات کا یقین دلایا کہ غیر ملکیون کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔ بعد ازان مسٹر کیرنس نے روسی سفیر سے یہہ درخواست کی کہ جو فوج باغ مین تعینات ہے وہان سے بلائی جائے۔

کچھ بحث کے چند روسی سفیر نے وہان سے فوج ہٹانے سے انکار کیا۔

اس موقع پر یہہ بیان کر دینا ضرور ہے کہ دوران گفتگو مین روسی سفیر برابر مسٹر کیرنس اور مسٹر میریل سے یہہ کہتا رہا کہ جو فوج باغ مین تعینات کیگئی ہے

وہ اُن کے حکم سے ہے اور مین پھر اس بات کو دُہراتا ہون کہ روسی سفیر نے فوج ہٹانے سے قطعی انکار کیا۔ تب مسٹر کیرنس نے اطلاعاً اُس سے کہا کہ اب جبراً باغ پر قبضہ کیا جائیگا۔

چنانچہ اُنھون نے اپنی فوج کو ضروری احکام دیئے اور سرکاری فوج کے سپاہی باغ کی آہنی پھاٹک پر پہنچے۔ اُنھون نے دیکھا کہ چھ سات ایرانی قزاق بند وقون سے مسلح اندر ٹہل رہے ہین۔ اُن سے کہا گیا کہ پھاٹک کھولدین اور اگر نہ کھولین گے تو سرکاری فوج بہ زور باغ مین داخل ہوگی۔ ایرانی قزاقون نے یہہ جواب دیا کہ اُن کے پاس کنجی نہین ہے تب فوجی سپاہی بلا انتظار ایک دوسرے پھاٹک کیطرف گئے جو قریب ہی واقع تھا اور اس طرف سے باغ مین داخل ہوئے اُنھون نے ایرانی قزاقون سے ہتھیار لے لیئے اور اُن سے کہا کہ چپ چاپ وہان سے چلے جائین۔ چنانچہ ایرانی قزاق اپنے ہتھیار حوالہ کر کے وہان سے روانہ ہوگئے اور باغ مین سرکاری فوج کا پورا قبضہ ہوگیا۔

اسباب وغیرہ کی فہرست تیار کرنے کے متعلق مین نے یہہ تاکیدی حکم دیدیا تھا کہ جو مستورات مکان کے زنانے حصہ مین رہتی ہون اُنھین کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اُن کا جی چاہے تو سردست وہین رہین یا بہ آرام و اطمینان دوسری جگہ چلے جائین اس کے علاوہ مین نے یہہ بھی کہدیا تھا کہ اُن کے عزیزون مین سے جو کوئی مرد وہان موجود ہو اُسے اندر بھیج کے یہہ

اس لیے کہ وہ کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

مین اپنی اس رپورٹ کو بغیر اس یقین کے ختم نہین کر سکتا کہ اس معاملہ مین روسی سفیر اور اس کے افسرون نے نہایت ناواجبی برتاو کیا جو گورنمنٹ ایران کے شاہی حقوق اور قانون ملک کے سراسر خلاف ہے۔ میرے آدمیون نے باوجود ان دشواریون کے بہت انسانیت اور باقاعدگی برتی۔

اس واقعہ کے بعد اخبار مین روسیون نے یہہ چھپوایا کہ مسٹر کیرنس نی اثنائے ملاقات مین روسی سفیر سے قطع کلام کیا یا گفتگو ہو رہی تھی کہ اُنھون نے جائداد پر قبضہ کر لیا۔ ملاقات یا مباحثہ کا ذکر ہی سراسر غلط ہے اس لیے کہ مسٹر کیرنس محض اخلاقاً موسیو پوخی تانوف سے ملنے گئے تھے کوئی میٹنگ یا مباحثہ پہلے سے نہ ٹھہرا تھا اور وہان جانے سے اُن کی غرض صرف یہہ تھی کہ کوئی بدنما واقعہ نہ پیش آئے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ روسی سفیر کسی طرح نہین مانتے تب مسٹر کیرنس وہان سے چلے آئے اور اُنھین یہہ اُمید تھی کہ جب قبضہ ہو جائیگا تب یہہ جھگڑے مٹ جائین گے۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب سرکاری عہدہ دارون نی امن کے ساتھ جائداد پر قبضہ کر لیا تب دو گھنٹہ کے بعد مسٹر پیٹروف اور مسٹر ھلڈے برانڈ پھاٹک پر آئے اور ایرانی سنتریون کو گالیا دینا شروع کیا اور اُن سے کہا کہ وہ مار ڈالے جائین گے۔ یہہ ساری کارروائی صرف

اس لیے کی گئی کہ یہہ ناواقف سپاہی غصہ مین آکر اُن پر حملہ کرین اور تب اُنھین یہہ بہانہ مل جائے کہ ایرانی افسرون نے روسی گورنمنٹ کی ہتک کی۔ یہ دونون وہی روسی نائب سفیر ہین جو ایک دن پہلے ہمارے لوگون پر حملہ آور ہوئے تھے المختصر جب اونھون نے دیکھا کہ اس کوشش مین ناکام رہے اور جائداد پر بھی قبضہ نہ ہو سکا تب ان دونون نے خواہ مخواہ گورنمنٹ روس کو اس جھگڑے مین پھنسانا چاہا۔

مین نے اپنے لوگون کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ اس فریب مین نہ آئین چنانچہ سب نے بہت تحمل کیا اور گو یہہ نائب سفیر ہر طرح پر اُنھین بُرا بھلا کہتے رہے مگر انھون نے کچھ اعتنا نہ کیا تب وہ مجبور ہو کے وہان سے چلے گئے اور افترا پردازی کی کہ اُن کے ساتھ بڑی ذلت کا برتاؤ کیا گیا۔ حالانکہ وہ خود یہان بیٹھے بٹھائے جھگڑا مول لینے آرہے تھے۔

موسیو پوخی تانوف نے بلا اطلاع سفیر کبیر سینٹ پٹرس برگ کو یہہ غلط بیانات لکھ بھیجے اور مجھے معلوم ہوا کہ یہہ ساری کارروائی سفیر کبیر کو ناگوار ہوئی مگر گورنمنٹ روس نے اس معاملہ مین جو طرز عمل اختیار کیا وہ قابل دید ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روس کی وزارت خارجہ کے معاملات کیسے معقول ہین جہان افسری اور ماتحتی کا کچھ لحاظ نہین کیا جاتا اور ماتحت کی عدول حکمی پر چشم پوشی کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ روس کو چاہیئے تھا کہ اس معاملہ مین

تحقیقات کرتی اور جس فریق کی زیادتی ثابت ہوتی اُسے سزا دیتی مگر یہہ کچھہ نہ ہوا اور سچائی و انصاف کا خون کیا گیا - وجہ یہہ تھی کہ موسیو کو صاف کے تقرر سے گورنمنٹ روس کی کبنٹ وزراء مین اصول پیش قدمی کے موئدین کو غلبہ ہو گیا تھا چنانچہ کبنٹ نے ایک ماتحت کے بیان کو افسر بالا دست کی رائے کے خلاف صحیح تسلیم کر لیا محض اس لیے کہ پوخی تانوف کی غلط بیانی اُن کے حسب منشا تھی -

موسیو پوخی تانوف کو خود روسی سفیر کبیر اور نیز سفیر برطانیہ جس ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے طہران مین ایک مشہور بات تھی - سر جارج بارکلے نے اُن کو اپنے وہان دعوت مین بُلانا موقوف کر دیا اور شعاع السلطنۃ کے معاملہ مین اُن کی اس کارروائی کو ایک مجنونانہ حرکت سے تعبیر کیا - بالآخر پوخی تانوف اور موسیو پوکلیوسکی کوزیل کے باہمی تعلقات مین ایسا کھنچاؤ ہو گیا کہ سالانہ سرکاری بال مین جو ۱۹ - دسمبر کو روسی سفارت خانہ مین دیا گیا تھا پوخی تانوف بُلائے گئے نہ اُن کے اسٹاف کے لوگ اور نہ اُن کی بیوی گو اور سب یورپین لوگ وہان موجود تھے - جسدن پوخی تانوف کے روسی سپاہیون نے ہمارے آدمیون کو شعاع السلطنت کے باغ سے نکال دیا اُسی روز سہ پہر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل نے جو اسوقت زرگندہ مین اپنے بہارستانی مکان مین تھے جو شہر سے چند میل فاصلہ پر واقع ہے روسی سفیر پوخی تانوف کو

ٹیلیفون کے پاس بُلایا اور اُن سے پوچھا کہ اس معاملہ مین کیون دخل دیہی گئی دونون مین سخت[1] کلامی کی نوبت پہنچی۔ اور آخر مین سفیر کبیر موسیو پوکلیوسکی کوزیل نے پوخی تانوف سے یہہ کہا کہ تم ہرگز اسطرح کی کارروائی کرنیکے مجاز نہ تھے پوخی تانوف نے جواب دیا کہ میرے پاس کافی وجوہ موجود ہین جس پر پوکلیوسکی نے کہا کہ اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو تم کو چاہیئے کہ جلد کوئی تلاش کرو اس لیے کہ مین تمہاری شکایت کا تار دیچکا ہون۔ تب پوخی تانوف نے یہہ عرض کیا کہ مین آپ کے ملاحظہ مین کچھ کاغذات بھیجون گا اور اس کے ساتھ ہی پوخی تانوف نے فوراً ایک آدمی بنک کو روانہ کیا کہ بعض جعلی دستاویزات جو شعاع السلطنت نے کئی برس پہلے بنیک کے نام لکھے تھے لے آئے۔ یہہ دستاویزات اوسوقت گڑھے گئے تھے جب محمد علی کو تخت سے آتارنیکا مسئلہ پیش تھا۔ شعاع السلطنة نے اس امید مین یہہ مصنوعی دستاویز روسی بنک کے نام روس کے مشورہ سے لکھدی تھی کہ بنک دو لاکھ پچیس ہزار تومان اُس کے لیے دستوری حکومت سے اس بنا پر وصول کرلیگا کہ شعاع السلطنت برادر شاہ معزول اتنی رقم کا قرضدار ہے جو بینک کو ملنا چاہیئے۔ حالانکہ یہہ سب جھوٹ تھا۔ بجاے اس کے کہ وہ بینک کا قرضدار ہو۔ خود بینک اس کا دیندار تھا جیسا کہ اس کے مصدقہ وصیت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہہ وصیت نامہ اُس نے ایران چھوڑتے وقت لکھا تھا۔

[1] - یہ ساری گفتگو اسیدن شام کو ٹیلیفون کے ایک ایرانی ملازم نے جو روسی زبان سمجھتا تھا اور جسنے یہ گفتگو سنی تھی مجھسے بیان کی

ان باتون کو پوشیدہ رکھنا بیکار ہے لہذا ۱۷۔ اکتوبر کو مین نے لندن ٹائمس کے نامہ نگار اور ریوٹر کے ایجینٹ سے جو مجھ سے ملنے آئے تھے صاف صاف بیان کر دیا کہ گورنمنٹ روس کا میجر اسٹوکس کے معاملہ مین گورنمنٹ ایران کو دھمکانا اور میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض کرنا بالکل غیر واجبی اور ناجائز ہے اور اس معاملہ مین دولت برطانیہ کا روس کی طرفداری کرنا اس بات پر دال ہے کہ یہہ دونون سلطنتین نہین چاہتین کہ ایران کچھ ترقی کرے اور یہان کی مالی حالت درست ہو۔ گو مین نے یہہ واقعات بہت نرم الفاظ مین بیان کیے۔ اور وہ لوگ خود بھی ان معاملات سے بخوبی واقف تھے مگر لنڈن ٹائمس نے ۱۹۔ اکتوبر کے پرچہ مین میرے بیانات کی تردید کی اور یہہ لکھا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ چونکہ یہہ مشہور اخبار عموماً برٹش فارن آفس کا نیم سرکاری اخبار کہلاتا ہے اس لیے مین مجبور ہوا کہ مجھپر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکی تردید کرون اور برٹش عامہ خلائق کو حقیقی واقعات سے آگاہ کرون تاکہ گورنمنٹ برطانیہ کو وہان کی رعایا انصاف پر مجبور کرے اور ایران کی خودمختاری اور شاہانہ اختیارات جن کے تحفظ کا دونون سلطنتون نے اقرار واثق کیا ہے قایم رہین۔

چنانچہ مین نے ایک مضمون تیار کیا اور بعض ایرانی مشاہیر صاحب الرائے سے بھی مشورہ لیا۔ بعد ازان کیبنٹ سے خانگی طور پر اجازت لیکر ۲۱۔ اکتوبر کو مین نے وہ مضمون شایع ہونے کیلئے لنڈن ٹائمس کو بھیجدیا۔

میرا مضمون دسوین۔ گیارھوین نومبر کے ٹائمز مین دو دفعہ کرکے چھاپا گیا۔ جب لندن سے ۱۰۔ نومبر کی ڈاک آئی اور سفیر برطانیہ کو اس مضمون کی اطلاع ہوئی تو انھون نے میرے پاس سے اُسکی نقل منگا بھیجی۔ انگلستان کے کل اخبار ون نے اس مضمون کی نسبت اپنی مختلف رائین ظاہر کین اور اسیکی بنا پر پارلیمنٹ مین فارن سکرٹری سے بہت کچھ سوالات کیے گئیے۔

# چھٹا باب

## گورنمنٹ ایران کے پاس روس کا پہلا الٹیمیٹم آنا۔ گورنمنٹ برطانیہ کا گورنمنٹ ایران کو الٹیمیٹم قبول کرنے کی صلاح دینا۔ گورنمنٹ ایران کا معذرت کرنا۔ دوسرا الٹیمیٹم نازل ہونا

اکتوبر کے آخر مین گورنمنٹ روس نے اپنی فوجین انزلی مین اُتارنا شروع کیا اور ایک بڑی فوج باکو مین جمع ہونے لگی اسوقت انگلستان نے گورنمنٹ ایران کو اسکی اطلاع دی کہ وہ بھی ہندوستانی سوارون کے دو غول بوشہر کو بھیج رہا ہے جہان سے وہ شیراز جائینگے اور سفارت خانہ برطانیہ کی حفاظت کرینگے سردارمحی وہ فوجی حضرت جو کچھ دن پہلے زرد بوٹ پہنے ہوے میرے

پاس تشریف لائے تھے - اور فوج کے اخراجات کیلئے روپیہ کے طالب ہوئے تھے - انہون نے بندر چینرمین ترکمانون سے شکست کھائی - اس معرکہ مین روسی جنگی جہاز اور روسی سفیر نے برابر باغیون کی مدد کی -

دوسری نومبر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل سفیر کبیر روس وزیر امور خارجہ ایران کے دفتر پر تشریف لائے اور اپنی گورنمنٹ کیطرف سے زبانی یہ مطالبہ پیش کیا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کا پہرہ شعاع السلطنت کے باغ سے فوراً اٹھا دیا جائے اور اس جگہ قزاق بریگیڈ سے کچھ ایرانی قزاق اُس جائداد کی نگرانی کیلئے وہان بھیج دیئے جائین - اس کے علاوہ یہہ کہا کہ روسی عہدہ داران سفارتکو جو ہتک دی گئی ہے اوسکی معافی مانگی جائے - وزیر امور خارجہ ہرچند اس بات پر اڑے رہے کہ ہمارے اندرونی معاملات مین کیون دخل دیا جاتا ہی اور ہمارے شاہی حقوق کیون پامال کیے جاتے ہین - مگر اُس نے ایک نہ سُنی بلکہ گورنمنٹ ایران کی طرف سے اس بارہ مین جو تحریری شکایت بھیجی گئی تھی اُسے بھی اُسنے واپس کردیا -

سفیر کبیر نے یہہ بیان کیا کہ مجھے یہہ ہدایت ہوئی ہے کہ ایران کی مجلس وزرا سے اس بارہ مین فی الفور ہان یا نہین جواب طلب کرون -

وزیر امور خارجہ ایران نے یہہ کہا کہ ایسے اہم معاملہ مین بغیر مشورہ دوسرے وزرا کے کوئی کارروائی نہین کیجا سکتی - چنانچہ دو دن تک اس مسئلہ پر بحث

ہوتی رہی۔ بعد ازان مجھہ سے رائے پوچھی گئی۔ مین نے یہہ کہا کہ ایسے پولٹیکل معاملہ مین مین دخل دینا نہین چاہتا تاہم میری رائے یہہ ہے کہ روس کا مطالبہ بالکل ناجائز اور خلاف قاعدہ ہے۔ اور اگر گنبٹ وزرا ایران کے حقوق محفوظ رکھنا چاہتی ہے تو اس سے بہتر موقعہ نہین ہوسکتا اس لیئے کہ حق ایران کے طرف ہے۔

جسدن یہہ زبانی الٹیمیٹم دیا گیا اُسی دن ایک اور واقعہ پیش آیا۔ طہران کے بعض دولت مند اُمرا سے کسیطرح ٹکس وصول نہ ہوتا تھا ہر چند کوشش کی گئی مگر بے سود ہوئی۔ تب مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے چند سپاہی بھیجے کہ بزور ٹکس وصول کرین۔ اور یہہ طریقہ ایران مین کوئی نیا نہ تھا۔ بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا تھا۔ ان اُمرا مین سب سے زیادہ نا دہند پرنس علاءالدولہ خاندان شاہی کا ایک رکن تھا جو سابق مین شیراز کا گورنر بھی رہ چکا تہا۔

جب اس نے کئی دفعہ ٹیکس کلکٹر کو گالیان دیکر اپنے گھر سے نکال دیا تب مین نے ٹیکس کلکٹر کو مع پانچ جوانون کے اس کے مکان پر بھیجا یہہ لوگ وہان جاکر پھاٹک پر بیٹھ گئے اور علاءالدولہ کو اطلاع دی کہ جب تک سرکاری دیون ادا نہ کرینگے اسوقت تک انکی جایداد پر سرکاری قبضہ رہیگا۔ علاءالدولہ دوسرے دروازہ سے نکلکر صمصام السلطنت وزیراعظم کے

وہان پھونچا۔جن کا گھر قریب تھا۔اور انکھون مین آنسو بھر کر یہہ بیان کیا کہ خزانہ کے عہدہ دارون نے اس کی بڑی بیعزتی کی اسیطرح اور باتین بنا کے اپنے دوست وزیر اعظم کو ایسا برہم کر دیا کہ انھون نے اپنے بھائی **امیر مجاھد** ایک بختیاری سردار کو اس لئے بھیجا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کو علاء الدولہ کے مکان سے نکال دین **امیر مجاھد** تو میرے دشمن تھے ہی اس لئے کہ مین نے کئی دفعہ ان کو روپیہ دینے سے انکار کیا تھا وہ علاء الدولہ کے فرزند کو جو فوج کا کرنل تھا ساتھ لے کر مع چند بختیاری جوانون کے علاء الدولہ کے مکان پر آئے اور خزانہ کے جوانون پر حملہ آور ہو کر انھین لکڑی سے خوب پیٹا اور ان کی بندوقین چھین لین یہہ واقعہ سر شام پیش آیا۔

دوسرے صبح کو وزیر اعظم نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی مین نے فی الفور انھین لکھا کہ اس معاملہ مین آپ کو تحریراً معافی مانگی چاہیئے اور ان لوگون کو سزا دینی چاہیئے جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہین اور فی الفور کل رقم ٹیکس داخل کرنی چاہیئے۔چنانچہ دوسرے دن وزیر اعظم نے بڑی انسانیت کے ساتھ کونسل مین معافی مانگی اور ایک تحریری معذرت نامہ بھی مجھے بھیجا اور یہہ کہا کہ بڑھاپے کی وجہ سے انھین بہت جلد غصہ آجاتا ہے جب ایسا عالی مرتبت شخص جیسے کہ پرنس علاء الدولہ آنکھون مین آنسو بھر کے دوڑتا ہوا میرے پاس آیا تو اُس وقت مجھے اپنی طبیعت پر ضبط نہ رہا۔

وزیراعظم کے فوجی ایڈیکانگ نے معذرت کے ساتھ جوانون کی بندوقین واپس کین اور کل رقم ٹیکس آنہ پائی ادا کردی گئی۔ اس واقعہ کا اثر بہت اچھا ہوا اس سے خزانہ کی وقعت بہت بڑھ گئی اور بہت سے دوسرے اُمراء و شہزادے جواب تک ٹیکس دینے سے انکار کر رہے تھے سب نے اپنا اپنا ٹیکس ادا کر دیا۔ اگرمین اوس ہتک کی جو خزانہ کے جوانون کو ملی تہی کچھ پروا نہ کرتا تو مجھے اپنا دفتر ہی بند کر دینا ہوتا۔ ایسے ایسے خفیف واقعے ایران مین بہت اہمیت رکھتے ہین جہان وقعت کا بڑا خیال کیا جاتا ہے اس مین خواہ کوئی معمولی آدمی ہو یا گورنمنٹ۔

چند روز کے مباحثہ کے بعد کبنٹ وزرائنے چھٹی نومبر کو وزارت خارجہ کے ایک عہدہ دار کی زبانی روسی الٹیمٹم کا جواب کہلا بھیجا۔ جواب بہت مؤقر تھا جس سے گورنمنٹ ایران کی وقعت قایم رہتی تہی۔ اور جس کا منشا یہہ تھا کہ۔ **شعاع السلطنت** کے واقعہ کی بلا رو رعایت پوری تحقیقات کی جائے جو کچہہ اس تحقیقات کا نتیجہ ہوگا گورنمنٹ ایران اس کی پابندی کریگی۔

اس عرصہ مین اخبارون مین یہہ چھپا کہ روس شمالی ایران مین صوبہ گیلان اور ضلع تالیج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ روس کو ایران کے استقلال اور انداز جواب پر بہت ہی تعجب ہوا تھا۔

ساتوین نومبر کو سفیر برطانیہ **سر جارج بارکلے** نے مجھے لکھا کہ وہ مجھسے

وہی مطالبہ تحریر مین پیش کیا جو گورنمنٹ روس کیطرف سے زبانی ہوا تھا موسیو ڈی گیرز نے بیان کیا کہ اگر ۴۸ گھنٹے مین اس کی تعمیل نہ کیجائے گی تو دونون گورنمنٹون کے سیاسی تعلقات منقطع ہو جائین گے۔

اخبار لندن ٹائمس نے میرے مضمون پر قدح کی اور ایک مضمون چھاپا جس مین مجھپر یہ الزام لگایا کہ مین ایرانی فدائیون کیساتھ شریک ہو گیا ہون میری سمجھہ مین نہین آتا کہ اس سے اخبار لندن ٹائمس کا کیا مطلب تھا جس حالت مین کہ مین نے ایران مین دستوری حکومت کی ملازمت ہی اختیار کی تو شرکت کا کیا ذکر ہے۔ اس وقت میرا مضمون جو لندن ٹائمس مین چھپ چکا تھا فارسی مین اُس کا ترجمہ ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت مین چھاپا گیا اور تمام ملک مین کثرت سے تقسیم ہوا جب مجھپر یہ الزام لگایا گیا کہ مین نے اس کا ترجمہ کر کے شایع کرایا ہے حالانکہ مجھے اس کا علم بھی نہ تھا تو اسوقت ایک مقامی اخبار تمدن نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس نے یہ مضمون فارسی مین چھاپ کے تقسیم کیا ہے۔

۱۱- نومبر کو ایرانی کیبنٹ وزرا روس کی فوجی تیاریون سے جو وہ شمالی حصۂ ملک پر قبضہ کرنے کے لئے کر رہا تھا بہت خائف ہوئی اور دولت برطانیہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ سر ایڈورڈ گرے نے فوراً بذریعہ تار کے یہہ صلاح دی کہ روسی الٹیمیٹم منظور کر لیا جائے اور معافی مانگی جائے

صمصام السلطنت وزیر اعظم نے مجھے لکھا کہ اپنے کل جوان شعاع السلطنت کے باغ سے اٹھا لون۔ یہ بیوقوف بڈھا کئی روز سے کسی سخت روسی سازش مین پھنسا ہوا تھا بلکہ مجلس کے بعض ارکین اوسکی سچی وفاداری پر شک کرنیلگے تھے۔ جب میرے پاس صمصام السلطنت کا یہ حکم پھونچا تو مین نے دیکھا کہ اُس پر بجائے کل وزراے کونسل کے صرف انہین کے دستخط ثبت ہین۔ چونکہ پہلا حکم ضبطی جو میرے پاس آیا تھا اُس پر کل وزرا کے دستخط تھے لہذا مین نے لکھا کہ کونسل کا حکم کونسل ہی منسوخ کرسکتی ہے اور مین نے اس بات پر زور دیا کہ یا تو میرے ایجنٹ ان جایدادون پر نگران رہین یا اُن کی نگرانی بالکل مجھہ سے علیحدہ کرلیجاے ہین اُن کا ذمہ دار نہین ہوسکتا۔

اب پھر حسب معمول کیبنٹ وزرا متزلزل مین آئی ایک دن تو وزیر مال یہہ کہتے تھے کہ انھون نے استعفا دیدیا ہے اور دوسرے دن پھر کونسل چیمبر مین موجود ہوتے تھے۔

۱۸- نومبر کو سفارت خانہ روس نے گورنمنٹ ایران کو یہ اطلاع دی کہ چونکہ الٹیمیٹم منظور نہین ہوا لہذا سیاسی تعلقات منقطع سمجھے جاتے ہین مگر تجارتی معاملات سفراے روس کے ہاتھون طے ہوتے رہین گے۔ اس کے بعد یہہ خبر آئی کہ چار ہزار روسی فوج کوہ قاف سے ایران کی طرف آرہی ہے اب

کیبنٹ نے سر ایڈ ورڈ گرے کے مشورہ پر غور کیا اور بالآخر یہ طے پایا کہ اُنکے حسب رائے عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ میرے نام ایک تحریری حکم بھیجا کہ شعاع السلطنت کی جائداد حوالہ کردون اور اپنے جوانون کو بلالون۔ مین نے اس حکم کی تعمیل کردی اور ہر ایک چیز جس پر قبضہ کیا تھا واپس دیکر اُس کی رسید لے لی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ برٹش فارن آفس روس کی فوجی تیاریون سے بہت خائف ہوئی اور ایران کو جو مشورہ دیا گیا وہ محض اس لئے تھا کہ روسی فوج کی پیش قدمی رُک جائے ورنہ اندیشہ یہہ تھا کہ پارلیمنٹ مین اس کی نسبت سخت اعتراض ہوگا کہ روس معاہدہ ۱۹۰۷ء کی خلاف ورزی کیون کررہا ہے اس درمیان مین ایک نئی کیبنٹ وزرا قایم ہوئی جس نے یہ رائے دی کہ روس سے معافی مانگی جائے۔

چنانچہ سہ ۲۔ نومبر کو وثوق الدولہ وزیر امور خارجہ بڑے ٹھاٹھہ سے روسی سفارت خانہ مین پہونچے اور سفیر کبیر روس سے ہاتھہ ملاکے یہہ کہنے لگے کہ مین اپنی گورنمنٹ کیطرف سے معافی مانگنے آیا ہون اور جو ہتک سفارت خانہ کے عہدہ دارون کو شعاع السلطنت کے معاملہ مین ہوئی اس کی معذرت چاہتا ہون۔ اس کے عوض مین سفیر کبیر صاحب نے اُنکے ساتھہ ایسا بدنما سیاسی مذاق کیا جو ایک روسی کیبنٹ ہی بلالحاظ انصاف وانسانیت کرسکتی ہے

وزرائے ایران بظاہر یہہ سمجھے کہ اگر اپنی ذلت گوارا کرکے شعاع السلطنت
کی جائداد واپس کردین گے تو اس سے روس کا غصہ فرو ہوجائے گا اور کل معاملہ
طے ہوجائیگا۔ اُنھین روس کی چال بازیون کی خبر نہ تھی۔ روس یہہ کب چاہتا
تھا کہ ایران اس کے مطالبات منظور کرکے۔ اگر اوسے اپنے سفارتخانہ کے
ماتحت عہدہ دارون کی شان وشوکت قایم رکھنا مقصود ہوتا تو البتہ وثوق الدولہ
کی معذرت معاملہ کو طے کردیتی مگر روس تو دراصل شمالی حصہ ایران پر قبضہ کرنے
کیلیئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا۔ سرایڈورڈ گرے نے بذریعہ سفیر برطانیہ متعینہ طہران
کبینٹ وزرا کو یہہ یقین دلایا کہ اگر روس سے معافی چاہی جائے گی تو روسی
فوج جو عنقریب ایران مین داخل ہوا چاہتی ہے اُس کی پیشقدمی رُک جائیگی
چنانچہ سرایڈورڈ گرے کے اسطرح یقین دلانے پر گورنمنٹ ایران نے روسی
مطالبات کو منظور کیا۔

جب وثوق الدولہ نے سفیر کبیر روس سے معافی چاہی ہے تو اُسوقت سفیر
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ایران نے پہلے الٹمیٹم کے مطالبات تو منظور کرلیئے مگر
ایک اور الٹمیٹم تیار ہو رہا ہے جسکی اطلاع مین آپکو دیتا ہون اُس وقت
وثوق الدولہ کی صورت دیکھنے کے قابل تھی اُن کے مُنھ پر ہوائیان اُڑ رہی تھین
اور اوسان خطا تھے۔ یہہ ملاقات سفیر برطانیہ نے ٹھہرائی تھی۔ خیر اس درمیان
مین کوئی نئی بات تو نہ ہوئی جس سے دوسرے الٹمیٹم کی بنا پڑتی مگر یہہ صاف ظاہر تھا

کہ روس چاہتا ہے اپنی فوجین شمالی حصہ ملک مین بھر دے۔ گو دولت برطانیہ یا گورنمنٹ ایران کچھ بھی کہے یا کرے۔ روس جس موقعہ کے انتظار مین تھا وہ آخر آہی گیا۔ مدت سے اُسکا یہہ ارادہ ہے کہ ہندوستان کیطرف اپنی فوجین بڑھائے اور خلیج فارس کا کونہ دبالے یہہ آرزو پوری ہونے کے دن آگئے مراکش کا جھگڑا ابھی بالکل طے نہ ہوا تھا جسکی وجہ سے اُسے یقین تھا کہ ایران کے معاملہ مین برطانیہ کیطرف سے کوئی سخت اعتراض نہ ہوگا۔

چنانچہ حسب وعدہ ۲۹۔ نومبر کو گورنمنٹ روس کیطرف سے ایک دوسرا الٹیمٹیم آہی گیا اور اُس کی منظوری ۴۸ گھنٹے کے اندر چاہی گئی۔

اس الٹیمٹیم کی عبارت بہت ہی پُر لطف تھی۔ لہذا اس کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

## روس کے دوسرے الٹیمٹیم کا ترجمہ

۲۲۔ نومبر بروز جمعہ جب آپ مجھسے ملنے آئے تو مین نے اثنا گفتگو مین آپ سے بیان کیا تھا کہ بعض وجوہ سے امپیریل گورنمنٹ روس چند اور مطالبات گورنمنٹ ایران سے چاہنے والی ہے چنانچہ مین اُسکے متعلق اپنی گورنمنٹ کے ہدایات کا منتظر تھا۔ اب وہ ہدایات مجھے مل گئے اور مین گورنمنٹ روس کیطرف سے حسب ذیل مطالبات پیش کرتا ہون۔

(۱) مسٹر شوسٹر اور لیکافر سے موقوف کر دیے جائین۔ دوسرے لوگ

جو مسٹر شوسٹر نے بلا کے ملازم رکھے ہین اُن کے متعلق دوسری تجویز کے لحاظ سے عمل کیا جائیگا۔

(۲) گورنمنٹ ایران اس بات کا عہد کرے کہ آیندہ کسی غیر ملکی کو بلا اجازت و منظوری گورنمنٹ روس و گورنمنٹ برطانیہ ملازم نہ رکھیگی۔

(۳) گورنمنٹ روس نے حال مین جو فوج ایران کو بھیجی ہے اس کے اخراجات گورنمنٹ ایران بطور تاوان کے ادا کرے۔ رقم کا تعین اور طریقہ ادائی گورنمنٹ ایران کا جواب آنے پر طے ہوگی۔

اس الٹیمیم کی شرح جو وزیر سفارت خانہ روس نے کی وہ بھی پُر لطف ہے اسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یہہ تجاویز جو پیش کیے گئے ہین اُنکی شرح بیان کردینا بھی ضرور ہے۔

(۱) چونکہ مسٹر شوسٹر کی ہتک آمیز عمل کیوجہ سے گورنمنٹ روس کو مجبوراً اپنی فوج ایران کیطرف بھیجنا ہوئی اس لیے جو کچھ اخراجات عاید ہوے اسکا معاوضہ ملنا بہت ضرور ہے۔

(۲) گورنمنٹ روس کی یہہ خواہش ہے کہ جو اسباب مخالفت پیدا ہوگئے ہین دور کردیئے جائین اور آیندہ مصالح کی ایسی بنیاد ڈالی جائے جسپر دونون گورنمنٹین مضبوطی کیساتھ قصر اخلاص اور اتحادی تعلقات قایم کرسکین اور جو معاملات اب تک تصفیہ طلب ہین وہ طے ہوجاوین۔

(۳) بسلسلۂ امور متذکرۂ بالا مین اس امر کی اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ روس
۴۸ گھنٹے سے زیادہ اس کے جواب کا انتظار نہ کریگی اور اس عرصہ مین جو روسی فوجین
آئی ہین وہ رشت مین ٹھہری رہین گی - اگر کچھ جواب نہ آیا یا جواب آیا بھی اور وہ
خاطر خواہ نہ ہوا تو اس صورت مین فوجون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جائیگا اور یہہ ظاہر
ہے کہ فوجون کے بڑھنے سے ایران کو اور زیادہ تاوان دینا ہوگا -

اس الٹیمیٹم کے آنے سے کبنٹ وزرا مجلس اور عامۂ خلائق پر جو اثر ہوا اسکے
بیان کی ضرورت نہین ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین -

اول تو اس الٹیمیٹم کی عبارت خاصکر پیچیدہ رکھی گئی تھی بالخصوص جہان
تاوان یا معاوضہ کا ذکر آیا تھا یا جہان معاملات تصفیہ طلب کیطرف اشارہ
کیا گیا تھا -

اس الٹیمیٹم کے ساتھ ہی ایک خط بھی آیا جسکا مضمون یہہ تھا کہ شعاع السلطنت
کی والدہ لیڈی نزھتہ السلطانہ نے اعلیحضرت زار اور اُن کی بیگم زارینہ کو
تار دیا تھا جس کی بنا پر گورنمنٹ ایران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آج سے انکی
جائداد اور خود بیگم صاحبہ گورنمنٹ روس کی حفاظت مین سمجھی جائین -

یہہ بیگم صاحبہ اب تک تو ایران کی رعایا سے تھین مگر اب گورنمنٹ روس
نے صرف ایک تار بھیجکر انکی حیثیت کو بدلدیا -



# ساتوان باب

روٹی کا ھنگامہ۔ مجلس سے روسی الٹیمیٹم کی نامنظوری۔ روسی فوج کا حملہ۔ ایران کیطرف سے اُسکی مدافعت۔ ایرانی مستورات کی دلیری۔ ۲۴۔ دسمبر کو مجلس کا برخاست ہونا

۲۹۔ نومبر کو روس نے جو الٹیمیٹم بھیجا اُس مین گورنمنٹ برطانیہ کا بھی نام درج تھا حالانکہ سفیر برطانیہ کو اسکی کچھ خبر ہی نہ تھی۔ اگر دولت ایران ان مطالبات کو منظور کرلیتی جو الٹیمیٹم مین درج تھے تو گویا اپنے شاہی حقوق روس و برطانیہ کو حوالہ کردیتی۔ یہہ الٹیمیٹم پیش ہونے کے چند روز بعد سر ایڈورڈ گرے سے پارلیمنٹ مین یہہ پوچھا گیا کہ گورنمنٹ برطانیہ کا نام اُس مین کیون درج کیا گیا۔ اُنھون نے جواب دیا کہ روس کے مطالبات سے اُن کو اتفاق ہے البتہ تاوان کے مضمون سے وہ متفق نہین ہین اس لیئے کہ اگر ایران سے تاوان لیا جایگا تو ایران کی مالی حالت اور ابتر ہوجائے گی جسکی وجہ سے جنوبی حصہ ملک مین رستون کی حفاظت کیلیئے پولیس کا انتظام نہ ہوسکیگا جسکی وجہ سے برطانیہ کی تجارت کو نقصان پہنچیگا۔ برٹش فارن آفس نے اس

الٹیمٹیم مین صرف یہی ایک چیز قابل اعتراض سمجھی - سر ایڈورڈ گرے نے میری نسبت
یہہ الزام لگایا کہ مین نے ایران مین ترقی معکوس کا طریقہ اختیار کیا ہے جس کی
وجہ سے مجھے اپنی تجاویز مین ناکامیابی ہوئی ہے لہذا میرا وہان رہنا بیکار ہے
۲۹- نومبر کو الٹیمٹیم پیش ہونے کے دو گھنٹہ بعد سہ پہر کو نائب السلطنت نے
مجھے بُلا بھیجا مین وہان گیا اور مین نے دیکھا کہ وزرائے کیبنٹ اُنھین گھیرے
ہوئے بیٹھے ہین جن مین میرے پُرانے دوست محتشم السلطنت بھی تشریف
رکھتے ہین - معلوم نہین کہ یہہ بزرگ پھر کسطرح وزیر اعظم صمصام السلطنت
کے مزاج مین دخیل ہو گئے -

نائب السلطنت نے کہا کہ گورنمنٹ کو روٹی کے ہنگامہ سے بہت تشویش
ہے - ایران مین روٹی کی کثرت اور ارزانی سے کیبنٹ کے انتظامی قابلیت
کا اندازہ کیا جاتا ہے - گیہون کی روٹی یہان کے لوگون کی خاص غذا ہے
بالخصوص شہرون اور بڑے بڑے قصبون کے باشندے اسی پر جیتے ہین
عموماً یہہ روٹی لوگون کے گھرون مین نہین پکائی جاتی بلکہ عام نان پزون
کی دوکانون مین تیار ہوتی ہے - اور طہران مین نان پزون کی صدہا دوکانین
ہین - یہہ روٹی لمبی لمبی پٹیون کی صورت مین آدھی انچ موٹی پکائی جاتی ہے
اور ان پٹیون کو لوگ ہاتھون ہاتھ اسطرح لیجاتے ہین جیسے لپیٹنے کا کاغذ -
سڑکون پر اکثر آپ دیکھین گے کہ ایرانی ان روٹیون مین اپنا پنیر یا پھل لپیٹے

ہوئے لیجا رہے ہین۔

موسم بہار مین جب گیہون کٹتا ہے تو اُسوقت گورنمنٹ بجائے روپیہ کے ایک مقدار گیہون کی محصول مین لے لیتی ہے۔ پایۂ تخت کے اطراف کے اضلاع مین یا دوسرے بڑے بڑے قصبون مین گورنمنٹ یہہ گیہون سرکاری انبار خانون مین جمع کرتی ہے تاکہ موسم خزان مین رعایا کو کثرت سے ارزان روٹی مل سکے یہہ طریقہ ایران مین ایک مدت دراز سے جاری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور گورنمنٹ اپنے غلہ کو فروخت کرڈالے تو اُمرا یا دوسرے دولتمند جن کے اضلاع مین گیہون بکثرت پیدا ہوتا ہے آپس مین مل کر غلہ کو خرید لین گے اور جس قیمت کو چاہین گے نان بزون کے ہاتھ فروخت کرینگے۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ روٹی گران ہو جائیگی اور بلوے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ چنانچہ اسی امر کے تدارک کیلئے گورنمنٹ نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جب غلہ گران ہو تو سرکاری انبار خانون سے گیہون نکال کر نان بزون کے ہاتھ ارزان قیمت پر فروخت کیا جائے۔ اس طریقہ سے روٹی کی قیمت گران نہین ہونے پاتی کیونکہ لوگون کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ سرکار کے پاس انبار خانون مین غلہ موجود ہے اور اسکی وجہ سے امرا یا دوسرے دولتمند لوگ کچھ نقصان نہین پہونچا سکتے۔

چنانچہ اسوقت گورنمنٹ کو ایسی وقت کا سامنا ہے جسکی وجہ سی نایب السلطنت اور مجلس وزرا کو سخت تشویش ہے۔ اس سال ایران کے شمالی حصہ مین

بالخصوص طہران کے اطراف فصل بہت خراب ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلہ بہت کم پیدا ہوا ہے۔ اس کمی کا سبب کچھ تو خشک سالی ہے اور کچھ عام ابتری جب سے محمد علی ایران مین آیا ہے ہر طرف لوٹ مار شروع ہے جسکی وجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچا ہے اسکے علاوہ موسم بہار مین برابر لڑائی ہوا کی اور پائے تخت کے نواح مین بہت سے بختیاریون اور دوسری بیقاعدہ سپاہ کے اجتماع سے تمام قاطرچی اور شتربان بھاگ گئے ہین۔ اور جن ذرائع سے غلہ شہر مین آتا تھا وہ مفقود ہوگئے ہین۔

لہذا عہدہ داران خزانہ کا فرض یہہ ہے کہ جو محصول گیہون پر یا دوسری اجناس مثل چانول۔ جو۔ روئی اور کاہ پر واجب الادا ہو بجائے روپیہ کے غلہ لیا جائے اور یہہ غلہ شہرون مین منگا کے انبار خانون مین جمع کردیا جائے چنانچہ اس وقت کا لحاظ کر کے مجلس وزرا نے مجھسے کہا کہ مین غلہ کی درآمد پر کافی نگرانی رکھون۔ اور یہہ دیکھتا رہون کہ وہ انبار خانون مین جمع کیا جاتا ہے اس مین شک نہین کہ پائے تخت کے بعض عہدہ دارون اور گورنر کیلئے یہہ غلہ ہمیشہ بہت مفید مطلب ہوتا تھا۔

چنانچہ مین نے اس بارہ مین سخت کوشش شروع کی کہ قبل راستہ مسدود ہونے کے گیہون دور دراز اضلاع سے شہر مین آجائے۔ مین نے طہران کے عہدہ داران مینوسپلٹی کو اس بات سے روکا کہ روٹی کے نرخ مین خیانت سے

باز رہین - بہت سے امرا جو دستوری حکومت کے خلاف تھے اُنھون نے اپنا ایکا کرلیا تھا - جس سے انکی غرض ایک یہہ تھی کہ اپنے تئین مالامال کرین - اور دستوری حکومت کو دقت مین پھنسائین -

مین نے نائب السلطنت اور مجلس وزرا سے یہہ صاف کہدیا کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ مین اس معاملہ کو اپنے ہاتھہ مین لون تو اول اُن کو چاہئیے کہ ایک ایماندار شخص طہران کا گورنر مقرر کرین ورنہ مین اس ذمہ داری کو اپنے سر نہ لونگا - اُنھون نے وعدہ تو کیا مگر حسب معمول امروز فردا پر ٹلتے رہے یہان تک کہ حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی - وقتاً فوقتاً روٹی کیلئے شہر مین بلوے ہوئے مگر آسانی سے اُن کا تدارک کر دیا گیا -

ایک واقعہ کسیقدر سنگین پیش آیا - طہران مین ایک خاص نان پز تھا جو مینوسپلٹی کے عہدہ دارون سے ملاہوا تھا - اور وہ گویا بڑا سرغنہ تھا - یہہ شخص بہت بدنام تھا - بلکہ اُسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ اُسنے کئی دفعہ بعض لوگون کو جو اُسکی دوکان مین ملازم تھے اور اسکی ان حرکتون سے نالان تھے - تنور مین ڈھکیلکر خاکستر کر ڈالا تھا -

ایک دن بعض نامی فدائیون سے مین نے اُسکی سازشون کا ذکر کرتے ہوئے یہہ کہا کہ ان سارے ہنگامون کا باعث یہی شخص ہے - وہ اول تو بہت خراب روٹی لوگون کے ہاتھہ بیچتا ہے اور اُسپر طرہ یہہ ہے کہ قیمت بہت

گران لیتا ہے - پس مناسب یہہ ہے کہ یہہ شخص دفع کردیا جائے - ایک دن صبح کو جب مین اپنے دفتر مین گیا تو میرے ایک ایرانی مددگار نے مجھسے بیان کیا کہ میری حسب خواہش وہ نان پز مار ڈالا گیا - اس خبر کے سننے سے مجھے بہت تعجب ہوا - دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت لوگون نے بلوہ کرکے اُس نان پز کو ہلاک کردیا - مین نہین سمجھتا کہ میرے کہنے سے ایسا کیا گیا - مگر تاہم مین نے ارادہ کیا کہ آیندہ سے اپنی رائے کے اظہار مین بہت احتیاط سے کام لون گا - اسمین شک نہین کہ وہ شخص خود ایک خونی تھا اور غریبون پر ظلم کرکے اُس نے بہت دولت جمع کی تھی - لہذا ایسی صورت مین اسکا مارا جانا کچھ خلاف انصاف تو نہ ہوا - مگر ایرانی مددگار نے جسطرح سے اُس کے خاتمہ کی نقل بیان کی اُس سے مجھے ایک صدمہ ہوا - اس شخص کے مارے جانیسے بلوے دفع ہوگئے اور روٹی کا نرخ معین کرنے مین آسانی ہوئی -

۲۱ - نومبر کی سہ پہر کو مجلس مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا - وزیر اعظم صمصام السلطنت نائب السلطنت سے ملکر پارلیمنٹ مین گئے اور نئی مجلس وزرا قایم کرنے کے لیے چند نام پیش کیے جن مین محتشم السلطنت کا نام بھی شامل تھا اور اُنکی رائے تھی کہ محتشم السلطنت وزیر عدالت بنائے جائین - اراکین پارلیمنٹ گو مدت سے بدنام وزرا کے نامون سے واقف تھے

مگر محتشم السلطنت کا نام پیش کرنے پر وہ بہت بگڑ گئے۔ وزیر اعظم کے تعلقات
روسی سفارت خانہ کے ساتھ کچھ عرصہ سے بہت گاڑھے ہو رہے تھے۔ اور
چونکہ محتشم السلطنت روسی جاسوسون اور سازشین کیساتھ گہرے تعلقات
رکھتا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی کبنٹ مین شریک کرین۔ حالانکہ
دوسرے وزرا اُسکی اس تجویز کے خلاف تھے۔ جب بوڑھے وزیر اعظم نے نامونکی
فہرست پڑھکر سنائی اور نئے وزیر عدالت محتشم السلطنت کا نام لیا تو
اُسوقت پارلیمنٹ مین ایک ہلچل ہوئی۔ پرنس سلیمان مرزا نے ممبر پر چڑھکے
یہہ اعلان کیا کہ طہران پارلیمنٹ کو وزیر اعظم پر پورا بھروسہ ہے مگر سپہدار کی
کبنٹ کے دغاباز ممبرون مین سے کسی شخص کو جدید کبنٹ کیلیے پارلیمنٹ منظور
نہین کرسکتی۔ تب وزیر اعظم ممبر پر گئے اور نہایت سخت الفاظ مین جمہوریت
پسند گروہ کے خلاف ایک تقریر کی۔ موتمن الملک جو پارلیمنٹ کے صدر نشین
تھے اُنھون نے وزیر اعظم کو روکنا چاہا جسپر وزیر اعظم صاحب یہہ کہکر وہان سے
چلے گئے کہ اپنے بختیاریون کو بلا کے کل جمہوریت پسند لوگون کا کام تمام کردینگے
بعد ازان طہران کے مجتہد صاحب اُٹھے اور اُنھون نے اپنی تقریر مین صدر نشین
اور جمہوریت پسند گروہ پر حملہ کیا۔ تب صدر نشین نے تین مرتبہ اُن کو منع کیا کہ
خاموش رہین اور یہہ کہا کہ اگر پھر کوئی کلمہ زبان سے نکالین گے تو حسب قواعد
مجلس وہ قید کردیئے جائین گے۔ اب مجلس مین ایک ہنگامہ ہوگیا اور اسمین

شک نہین کہ ایران کی پارلیمنٹ مین ایسے واقعہ کا وقوع بہت شرم ناک تھا۔

یہہ واقعہ اور روسی الٹیمٹیم کی افواہ جب شہر مین پھیلی تو ایک عجیب ہل چل پڑی۔ اگر یفرم خان شہر کا کوتوال نہ ہوتا تو سارے شہر مین ایک بلوہ ہوجاتا جس کی وجہہ سے بہت خونریزی ہوتی اسوقت خزانہ کی پولیس مین آٹھ سو سپاہی تھے جو طہران مین موقعہ موقع سے تعینات کر دیے گئے تھے یہہ سپاہی پورے قواعد دان اور بخوبی مسلح تھے اور چار امریکن اُن کے افسر تھے وزیر اعظم کی یہہ کوشش کہ محتشم السلطنت پھر کبنٹ مین داخل ہون اور جمہوریت پسند گروہ کی نسبت اُن کی یہہ دھمکی کہ یہہ بختیاریون سے اُن کا قلع وقمع کرایا جائے گا یہہ سب باتین اس امر کی شاہد تھین کہ روسی سازش زورون پر ہے اور وزیر اعظم ملے ہوئے ہین اور دستوری حکومت کیلئے خطرہ کا سامنا ہے بعد کو پھر یہہ معلوم ہوا کہ پرنس علاء الدولہ جس نے سرکاری مالگزاری دینے سے اول انکار کیا تھا اب اور دوسرے بدمعاشون سے ملکر گورنمنٹ روس سے درخواست کر رہا ہے کہ محمد علی کو پھر تخت پر بٹھا دین۔ چنانچہ پولیس نے اس مضمون کی ایک عرضی بھی گرفتار کی جسپر علاء الدولہ اور بہت سے دوسرے لوگون کے دستخط تھے۔

الٹیمٹیم پیش ہونے کے دوسرے دن نواب حسین قلی خان اور یفرم خان

مجھ سے ملنے آئے اور موجودہ حالت کی نسبت میری رائے پوچھی - مین نے اُنسے کہا کہ آپ مجلس اور کبنبٹ کو اس بات کی اطلاع کردیجئے کہ میرا یا میرے امریکن مددگارون کا کچھ خیال نہ کرین بلکہ اپنے ملک کیلئے جیسا مناسب سمجھین تصفیہ کرین اُن کے جانے کے بعد اور بہت سے اراکین مجلس مجھ سے ملنے آئے اور مشورہ کے طالب ہوئے - مین نے سب کو وہی جواب دیا اور یہہ کہا کہ گورنمنٹ کے تصفیہ پر میری آیندہ نیکنامی پر اثر پڑیگا مگر مجھے اسکی کچھ پروا نہین - مین یہہ نہین چاہتا کہ میری وجہ سے اُن کو الیٹمٹیم کے تصفیہ مین کوئی دقّت پیش آئے - مجلس روسی الیٹمٹیم کا جو کچھ فیصلہ کریگی مین وعدہ کرتا ہون کہ مین خود اور میرے ساتھ دوسرے اہل امریکہ اُسکی پابندی کرینگے -

دوسرے دن صبح کو جب مین آفس گیا تو مین نے سُنا کہ پرنس علاء الدولہ مار ڈالا گیا - وہ اپنے مکان سے کہین جا رہا تھا کہ تین آدمیون نے جو قریب مین کسی بالاخانہ پر اس کی تاک مین بیٹھے ہوئے تھے - گولی سے اسکا کام تمام کردیا - اور گولی لگتے ہی وہ فوراً مر گیا -

اسیطرح مشیرالسلطنت پر بھی حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا - ٹانگ مین زخم لگا اور اس کا بھتیجا مارا گیا - وہ گھوڑے پر جا رہا تھا اور بھتیجا بھی ساتھ ساتھ تھا - یہہ مشیرالسلطنت سابق مین محمّد علی کے عہد مین وزیراعظم رہ چکے تھے -

طہران مین خفیہ انجمنین قایم تھین - جب اُن کے ممبرون کو یہہ یقین ہوا کہ ایران مین

دستوری حکومت کے خلاف ایک گہری سازش ہورہی ہے اور اسکی کوشش کی جارہی ہے کہ اس ظالم مجسم شیطان محمد علی کو پھر تخت پر بٹھایا جائے تو اسوقت اسطرح کے جرائم قتل کیصورت مین ظاہر ہونے لگے۔ جب ملک کے فدائیون کو یہہ بات اچھی طرح سے معلوم ہوگئی کہ شاہ معزول کے ہواخواہ اور اُمرا ملک کو روس کے ہاتھ فروخت کر رہے ہین تو اُن کی آتش غضب بھڑک اُٹھی - یہہ انجمنین جو چند سال قبل ایران مین دستوری حکومت قایم کرنے کے باعث ہوئی تھین اور جن کے ممبرون نے بڑی مردانگی دکھائی تھی ابھی تک برخاست نہ ہوئی تھین بلکہ اُن کا وجود بدستور قایم تھا - البتہ جب تک دستوری حکومت کو کسی قسم کا اندیشہ نہ رہا یہہ انجمنین ساکت وسامت رہین مگر جون ہی دستوری حکومت کو کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ خم ٹھوک کر میدان مین آگئین - ان انجمنون کے اراکین فدائی کہلاتے تھے اور وہ ہمیشہ اپنے ملک کے لیے جان دینے کو تیار رہتے تھے - پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کا یہہ اثر ہوا کہ ہر امیر اور عہدہ دار جس کے دل مین چور تھا اپنی جگہ پر کانپنے لگا۔ جب صمصام السلطنۃ کو اُن کے دوست پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو وہ رونیلگے اور قسم کھائی کہ جو لوگ اُسکی موت کا باعث ہوئے ہین انھین خاک مین ملا دونگا اور ایک جان کے لیے بیس جمہوریت پسند کی جانین لون گا -

روس کے دوسرے الٹیمٹم کی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ مین نے مسٹر

لیکاوُسے کو جو رعایائے برطانیہ تھے اس حصۂ ملک مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا۔ جو روس کے زیر اثر کہلاتا تھا اور اپنے مضمون لندن ٹائمس کا فارسی مین ترجمہ کراکے چھپوایا اور تقسیم کیا حالانکہ یہہ دونون باتین اگر سچ بھی ہوتین تو بہت ہی خفیف تہین۔ چہ جائیکہ ان کی کچھ اصلیت ہی نہ تھی۔

تاہم روسی مطالبات نے اہل ایران کو ونگ کر دیا گو روس کیطرف سے فریبانہ کوشش اُن مطالبات کو جائز ثابت کرنے مین کی گئی۔ دستوری حکومت گو چند سال سے وزرائے روس کی سختیون اور ناجائز زیادتیون کی عادی ہو گئی تھی۔ مگر مجلس وزرا کو ایسی کارروائی کی کبھی توقع نہ تھی۔

اب کینٹ کو کچھ معلوم ہو چلا کہ برطانیہ اور جرمنی کی روز افزون نقیض کیوجہ سے یوروپ کا امن مخدوش ہے اور مراکش کے معاملہ مین جو کھنچاؤ ہو گیا تھا گو اب کم ہو رہا ہے مگر اب بالکل رفع نہین ہوا اُنھین یہہ محسوس ہوا کہ سرایڈورڈ گرے یورپین پیچیدگیون مین ایسے گرفتار رہین کہ وہ ایشیا کے مسائل کی اہمیت بھولے ہوے ہین اور دولت برطانیہ پر ایشیائی معاملات کیوجہ سے جو اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اسکا خیال ہی نہین کرتے۔ ان اسباب سے اب روسکو موقعہ مل گیا ہے کہ اپنے پرانے منصوبہ کو پورا کرلے۔ ایران کو ہضم کر جائے اور خلیج فارس پر اپنا بحری مرکز جمائے۔ جبتک روس کے پاس یہہ بہانہ موجود ہے کہ وہ انگلو رشین کنونشن ۱۹۰۷ء کو تسلیم کرتا ہے اُسوقت تک

اُسے ایران مین اپنی کارروائیان جاری رکھنے کا پورا موقعہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس بہانہ سے برٹش فارن آفس سے پارلیمنٹ مین بازپرس نہ ہوگی کہ کیون روس اپنے معاہدہ پر قایم نہین ہے۔

باوجود ان سب باتون کے اہل ایران جیساکہ واقعات سے ثابت ہوگا ان بڑی عیسائی سلطنتون کے عہد وپیمان پر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھے اور یہہ بات کبھی اُن کے خیال مین بھی نہ آتی تھی کہ اُن کا قومی وجود اور آزادی راتون رات یون پامال ہوگئی ہے اور یہہ سارے حلفیہ اقرار اور معاہدے محض بچون کا کھیل ہین۔

جب اُنھین اصل حقیقت معلوم ہوئی تو آب از سر گذشت کا معاملہ ہوچکا تھا مگر مین یہہ کہتا ہون کہ اگر پہلے سے بھی اس کی اطلاع ہوتی تو وہ بیچارے کیا کرسکتے۔ جو حیلہ روس نے اب اختیار کیا اگر وہ بھی نہ ہوتا تو وہ اپنے اغراض کے لیئے اور بہت سے بہانے ڈھونڈھ لیتا۔ بہرحال جو جال ایران کے گرد پھیلایا گیا۔ خواہ انسانی ہاتھون نے پھیلایا ہو یا ایران کی بدقسمتی سے سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار مین یورپین بساط شطرنج پر یہہ غیر متوقع چال پڑی ہو۔ مگر خرس شمال کی یہہ ہوشیاری تھی کہ قبل اس کے موقعہ ہاتھ سے جائے اُس نے پنجہ مار ہی دیا۔

یہہ ناگہانی مصیبت جو گورنمنٹ ایران کو پیش آئی ہر شخص ایک دوسرے

کی نسبت بدگمان ہوگیا - انتظام ملک مین پھوٹ پڑ گئی اور دو گروہ قائم ہوگئے کبنٹ وزرا صمصام السلطنت کے زیر اثر ہوگئی اور نائب السلطنت بھی کم و بیش اُنھین کے طرفدار بنگئے - اراکین مجلس چونکہ اب بھی سچے دل سے حب الوطنی کا دم بھرتے تھے اور ایران کی حکومت قایم رکھنا چاہتے تھے وہ وزرا کے مقابلہ مین کلّہ بہ کلّہ اپنی ذمہ داریان اُٹھانے کے لیے مستعد ہوگئے ایران کے مدبرین اور سردار جن سے اسوقت کبنٹ مرکب تھی اُن کی یہہ رائے ہوئی کہ دوسرا الٹیمیم بھی منظور کرلیا جائے - یہہ رائے خواہ اسوجہ سے ہو کہ روس کی دھمکیون کی آڑ مین برہنہ سنگینون کی نوکین نظر آتی تھین - یا اُنھون نے یہہ خیال کرکے کہ مقابلہ زبردست کا ہے مخالفت سے کیا نتیجہ ہوگا - یہہ رائے دیدی - گو سب کو اس بات کا علم ضرور تھا کہ اس کا نتیجہ رعایا پر ظلم و تعدی کے سوائے او کچھ نہ ہوگا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ جو کچھ کر رہے ہین اس مین اپنے ملک کی سخت نمک حرامی ہے -

چنانچہ پہلی ڈسمبر کو قبل اس کے کہ ۴۸ گھنٹہ کی مدت جو روس نے معین کی تھی ختم ہو وزرائے کبنٹ پارلیمنٹ مین آئے تاکہ ممبران پارلیمنٹ سے اپنی رائے کی نسبت ان کی منظوری حاصل کرین بارہ بجنے مین ایک گھنٹہ کی کسر تھی - پارلیمنٹ کی عمارت کھچا کھچ لوگون سے بھری ہوئی تھی - سب کی صورتون سے تشویش کے آثار نمایان تھے - عمارت کی غلام گردش مین مشاہیر

ایران اور وکلائے سفارت خانہ ہائے دول خارجہ بیٹھے تھے۔سب کو یہی انتظار تھا کہ دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔بارہ بجے ایران کی قسمت کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔دیکھنا یہہ ہے کہ ایران کا وجود بہ حیثیت قوم باقی رہتا ہے یا غلامی نصیب ہوتی ہے۔

کبنٹ وزرا تو یہہ مصمم ارادہ کرکے آئی تہی کہ پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنے مین کوئی پہلو فروگذاشت نہ ہونے پائے وہ سمجہے تھے کہ ۴۸ گھنٹہ ختم ہوئین اب صرف ایک گھنٹہ باقی رہگیا ہے۔ اتنی دیر مین لوگون کو غور یا بحث کرنے کا موقعہ کیا ملیگا۔چنانچہ وزیر اعظم صمصام السلطنت نے یہہ تجویز پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہی کردی کہ مجلس وزرا کو اختیار دیا جائے کہ روس کا دوسرا الٹیمٹیم بھی منظور کرلے۔

جب یہہ تجویز پڑھی گئی ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔سرسٹھ[۶۷] ممبر پارلیمنٹ بوڑھے۔جوان۔مجتہد۔مقنن۔ڈاکٹر۔تجار۔اور امرا سب اپنی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے تھے۔اتنے مین ایک بزرگ مجتہد اسلام کھڑے ہوئے اور اُنھون نے یہہ فرمایا۔"بھائیو! وقت تنگ ہے۔ادھر بارہ بجے کہ اس معاملہ مین رائے دینے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔لہذا مین نہایت مختصر الفاظ مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ ہماری آزادی اور ہمارا ملک بہ زور ہم سے چھین لیا جائے تو خیر یہی سہی۔مگر ہم کو اپنے ہاتھون سے محض کاغذ پر

دستخط کرکے اُسے نہ دینا چاہیے۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اُنہوں نے ایک اشارہ کیا اور اسکے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

یہہ الفاظ گو بظاہر صاف و سادہ تھے۔ مگر اُن مین بلا کا اثر بھرا تھا۔ اپنے خانگی جلسہ مین ایسی باتین کرلینا آسان ہے مگر ایک ظالم شقی القلب کے سامنے جسکے جاسوس وہان بیٹھے ہوئے غور سے اس متکلّم کو گھور رہے تھے اور اپنے دل مین اسکے لئے سزائے قید۔ اذیت دہی یا جلا وطنی تجویز کرلی تھی اسطرح کے الفاظ مُنہ سے نکالنا کچھ کھیل نہ تھا۔

اُن کے بعد اور ممبران پارلیمنٹ نے کھڑے ہوکر تقریرین کین اور اپنے ملک کی عزت اور حرّیت کو قایم رکھا اور اس بات کا اعلان کیا کہ جو حقوق اپنا خون پسینہ کرکے حاصل کئے گئے ہین اُنھین اسطرح ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔

بارہ بجے سے چند منٹ پہلے سب سے رائے لی گئی دو ایک بزدلے تو چپ چاپ اُٹھ کے باہر چلے گئے باقی سب نے نام بنام کبنٹ کی تجویز کے خلاف اپنی رائے دی اور جب یہ معاملہ ختم ہوا تو ہر شخص نے (خواہ مجتہد یا تاجر جوان یا بوڑھا) اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قسمت کا فیصلہ کرلیا۔ سب یہ جانتے تھے کہ شمالی خرس کے منہ مین جاتا ہے مگر سبکو یہ منظور رہا۔ لیکن اپنی قومی حرّیت اور ملک کی وقعت کی قربانی گوارا نہ تھی۔ اصل یہہ ہے کہ ان بیچارے ایرانیون نے اس موقع پر بڑی دلیری دکھائی اور اُن ملک فروش وزرا کو شرما دیا جو یہہ تجویز لیکر آئے تھے۔ حاضرین جلسہ مین اکثر لوگ رونیلگے۔

گران لیتا ہے۔ پس مناسب یہہ ہے کہ یہہ شخص دفع کر دیا جائے۔ ایک دن صبح کو جب مین اپنے دفتر مین گیا تو میرے ایک ایرانی مددگار نے مجھسے بیان کیا کہ میری حسب خواہش وہ نان پز مار ڈالا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت لوگون نے بلوہ کر کے اُس نان پز کو ہلاک کر دیا۔ مین نہین سمجھتا کہ میرے کہنے سے ایسا کیا گیا۔ مگر تاہم مین نے ارادہ کیا کہ آیندہ سے اپنی رائے کے اظہار مین بہت احتیاط سے کام لون گا۔ اسمین شک نہین کہ وہ شخص خود ایک خونی تھا اور غریبون پر ظلم کر کے اُس نے بہت دولت جمع کی تھی۔ لہذا ایسی صورت مین اسکا مارا جانا کچھ خلاف انصاف تو نہ ہوا۔ مگر ایرانی مددگار نے جسطرح سے اُس کے خاتمہ کی نقل بیان کی اُس سے مجھے ایک صدمہ ہوا۔ اس شخص کے مارے جانیسے بلوے دفع ہو گئے اور روٹی کا نرخ معین کرنے مین آسانی ہوئی۔

۲۱- نومبر کی سہ پہر کو مجلس مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ وزیر اعظم صمصام السلطنت نائب السلطنت سے ملکر پارلیمنٹ مین گئے اور نئی مجلس وزرا قایم کرنے کے لیے چند نام پیش کیے جن مین محتشم السلطنت کا نام بھی شامل تھا اور اُنکی رائے تھی کہ محتشم السلطنت وزیر عدالت بنائے جائین۔ اراکین پارلیمنٹ گو مدت سے بدنام وزرا کے نامون سے واقف تھے

مگر محتشم السلطنت کا نام پیش کرنے پر وہ بہت بگڑ گئے - وزیر اعظم کے تعلقات روسی سفارت خانہ کے ساتھ کچھ عرصہ سے بہت گاڑھے ہو رہے تھے - اور چونکہ محتشم السلطنت روسی جاسوسون اور سازشین کیساتھ گہرے تعلقات رکھتا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی کبنٹ مین شریک کرین - حالانکہ دوسرے وزرا اُسکی اس تجویز کے خلاف تھے - جب بوڑھے وزیر اعظم نے نامونکی فہرست پڑھکر سنائی اور نئے وزیر عدالت محتشم السلطنت کا نام لیا تو اُسوقت پارلیمنٹ مین ایک ہلچل ہوئی - پرنس سلیمان مرزا نے ممبر پر چڑھکے یہہ اعلان کیا کہ طہران پارلیمنٹ کو وزیر اعظم پر پورا بھروسہ ہے مگر سپہدار کی کبنٹ کے دغاباز ممبرون مین سے کسی شخص کو جدید کبنٹ کیلئے پارلیمنٹ منظور نہین کرسکتی - تب وزیر اعظم ممبر پر گئے اور نہایت سخت الفاظ مین جمہوریت پسند گروہ کے خلاف ایک تقریر کی - موتمن الملک جو پارلیمنٹ کے صدر نشین تھے اُنھون نے وزیر اعظم کو روکنا چاہا جسپر وزیر اعظم صاحب یہہ کہکر وہان سے چلے گئے کہ اپنے بختیاریون کو بلا کے کل جمہوریت پسند لوگون کا کام تمام کر دینگے بعد ازان طہران کے مجتہد صاحب اٹھے اور اُنھون نے اپنی تقریر مین صدر نشین اور جمہوریت پسند گروہ پر حملہ کیا - تب صدر نشین نے تین مرتبہ اُن کو منع کیا کہ خاموش رہین اور یہہ کہا کہ اگر پھر کوئی کلمہ زبان سے نکالین گے تو حسب قواعد مجلس وہ قید کر دیئے جائین گے - اب مجلس مین ایک ھنگامہ ہو گیا اور اسمین

بالخصوص طہران کے اطراف فصل بہت خراب ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلہ بہت کم پیدا ہوا ہے۔ اس کمی کا سبب کچھ تو خشک سالی ہے اور کچھ عام ابتری جب سے محمد علی ایران مین آیا ہے ہر طرف لوٹ مار شروع ہے جسکی وجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچا ہے اسکے علاوہ موسم بہار مین برابر لڑائی ہوا کی اور پائے تخت کے نواح مین بہت سے بختیاریون اور دوسری بیقاعدہ سپاہ کے جمع سے تمام قاطرچی اور شتربان بھاگ گئے ہین۔ اور جن ذرائع سے غلہ شہر مین آتا تھا وہ مفقود ہو گئے ہین۔

لہذا عہدہ داران خزانہ کا فرض یہہ ہے کہ جو محصول گیہون پر یا دوسری اجناس مثل چاول۔ جو۔ روئی اور کاہ پر واجب الاوا ہو بجائے روپیہ کے غلہ لیا جائے اور یہہ غلہ شہرون مین منگا کے انبار خانون مین جمع کر دیا جائے چنانچہ اس وقت کا لحاظ کر کے مجلس وزراء نے مجھسے کہا کہ مین غلہ کی درآمد پر کافی نگرانی رکھون۔ اور یہہ دیکھتا رہون کہ وہ انبار خانون مین جمع کیا جاتا ہے اس مین شک نہین کہ پائے تخت کے بعض عہدہ دارون اور گورنر کیلئے یہہ غلہ ہمیشہ بہت مفید مطلب ہوتا تھا۔

چنانچہ مین نے اس بارہ مین سخت کوشش شروع کی کہ قبل راستہ مسدود ہونے کے گیہون وارد از اضلاع سے شہر مین آجائے۔ مین نے طہران کے عہدہ داران مینوسپلٹی کو اس بات سے روکا کہ روٹی کے نرخ مین خیانت سے

باز رہین - بہت سے امراجو دستوری حکومت کے خلاف تھے اُنھون نے اپنیمین ایکا کر لیا تھا۔ جس سے انکی غرض ایک یہہ تھی کہ اپنے تیئین مالامال کرین - اور دستوری حکومت کو دقت مین پھنسائین۔

مین نے نائب السلطنت اور مجلس وزرا سے یہہ صاف کہدیا کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ مین اس معاملہ کو اپنے ہاتھہ مین لون تو اول اُن کو چاہیئے کہ ایک ایماندار شخص طہران کا گورنر مقرر کرین ورنہ مین اس ذمہ داری کو اپنے سر نہ لونگا۔ اُنھون نے وعدہ تو کیا مگر حسب معمول امروز فردا پر ٹلاتے رہے یہان تک کہ حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی - وقتاً فوقتاً روٹی کیلئے شہر مین بلوے ہوئے مگر آسانی سے اُن کا تدارک کر دیا گیا۔

ایک واقعہ کسیقدر سنگین پیش آیا۔ طہران مین ایک خاص نان پز تھا جو میونسپلٹی کے عہدہ دارون سے ملا ہوا تھا - اور وہ گویا بڑا سرغنہ تھا - یہہ شخص بہت بدنام تہا۔ بلکہ اُسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ اُسنے کئی دفعہ بعض لوگون کو جو اُسکی دوکان مین ملازم تھے اور اسکی ان حرکتون سے نالان تھے۔ تنور مین ڈھکیلکر خاکستر کر ڈالا تھا۔

ایک دن بعض نامی فدائیون سے مین نے اُسکی سازشون کا ذکر کرتے ہوئے یہہ کہا کہ ان سارے ہنگامون کا باعث یہی شخص ہے - وہ اول تو بہت خراب روٹی لوگون کے ہاتھہ بیچتا ہے اور اُسپر طرہ یہہ ہے کہ قیمت بہت

گران لیتا ہے۔ پس مناسب یہہ ہے کہ یہہ شخص دفع کر دیا جائے۔ ایک دن صبح کو جب مین اپنے دفتر مین گیا تو میرے ایک ایرانی مددگار نے مجھسے بیان کیا کہ میری حسب خواہش وہ نان پز مار ڈالا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت لوگون نے بلوہ کر کے اُس نان پز کو ہلاک کر دیا۔ مین نہین سمجھتا کہ میرے کہنے سے ایسا کیا گیا۔ مگر تاہم مین نے ارادہ کیا کہ آیندہ سے اپنی رائے کے اظہار مین بہت احتیاط سے کام لون گا۔ اسمین شک نہین کہ وہ شخص خود ایک خونی تھا اور غریبون پر ظلم کر کے اُس نے بہت دولت جمع کی تھی۔ لہذا ایسی صورت مین اسکا مارا جانا کچھ خلاف انصاف تو نہ ہوا۔ مگر ایرانی مددگار نے جسطرح سے اُس کے خاتمہ کی نقل بیان کی اُس سے مجھے ایک صدمہ ہوا۔ اس شخص کے مارے جانیسے بلوے دفع ہو گئے اور روٹی کا نرخ معین کرنے مین آسانی ہوئی۔

۲۱۔ نومبر کی سہ پہر کو مجلس مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ وزیر اعظم صمصام السلطنت نائب السلطنت سے ملکر پارلیمنٹ مین گئے اور نئی مجلس وزرا قایم کرنے کے لیے چند نام پیش کیے جن مین محتشم السلطنت کا نام بھی شامل تھا اور اُنکی رائے تھی کہ محتشم السلطنت وزیر عدالت بنائے جائین۔ اراکین پارلیمنٹ کو مدت سے بدنام وزرا کے نامون سے واقف تھے

مگر محتشم السلطنت کا نام پیش کرنے پر وہ بہت بگڑ گئے۔ وزیر اعظم کے تعلقات روسی سفارت خانہ کے ساتھ کچھ عرصہ سے بہت گاڑھے ہو رہے تھے۔ اور چونکہ محتشم السلطنت روسی جاسوسوں اور سازشین کیساتھ گہرے تعلقات رکھتا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی کبنٹ مین شریک کرین۔ حالانکہ دوسرے وزرا اُسکی اس تجویز کے خلاف تھے۔ جب بوڑھے وزیر اعظم نے نامونکی فہرست پڑھکر سنائی اور نئے وزیر عدالت محتشم السلطنت کا نام لیا تو اُسوقت پارلیمنٹ مین ایک ہلچل ہوئی۔ پرنس سلیمان مرزا نے ممبر پر چڑھکے یہہ اعلان کیا کہ ممبران پارلیمنٹ کو وزیر اعظم پر پورا بھروسہ ہے مگر سپہدار کی کبنٹ کے دغاباز ممبرون مین سے کسی شخص کو جدید کبنٹ کیلیے پارلیمنٹ منظور نہین کرسکتی۔ تب وزیر اعظم ممبر پر گئے اور نہایت سخت الفاظ مین جمہوریت پسند گروہ کے خلاف ایک تقریر کی۔ موتمن الملک جو پارلیمنٹ کے صدر نشین تھے اُنھون نے وزیر اعظم کو روکنا چاہا جسپر وزیر اعظم صاحب یہہ کہکر وہان سے چلے گئے کہ اپنے بختیاریون کو بلا کے کل جمہوریت پسند لوگون کا کام تمام کردینگے بعد ازان طہران کے مجتہد صاحب اُٹھے اور اُنھون نے اپنی تقریر مین صدر نشین اور جمہوریت پسند گروہ پر حملہ کیا۔ تب صدر نشین نے تین مرتبہ اُن کو منع کیا کہ خاموش رہین اور یہہ کہا کہ اگر پھر کوئی کلمہ زبان سے نکالین گے تو حسب قواعد مجلس وہ قید کر دیئے جائین گے۔ اب مجلس مین ایک ہنگامہ ہوگیا اور اسمین

شک نہین کہ ایران کی پارلیمنٹ مین ایسے واقعہ کا وقوع بہت شرم ناک تھا۔

یہہ واقعہ اور روسی الٹیمیٹم کی افواہ جب شہر مین پھیلی تو ایک عجیب ہل چل پڑی۔ اگر یفرم خان شہر کا کوتوال نہ ہوتا تو سارے شہر مین ایک بلوہ ہو جاتا جس کی وجہ سے بہت خونریزی ہوتی اسوقت خزانہ کی پولیس مین آٹھ سو سپاہی تھے جو طہران مین موقعہ موقع سے تعینات کردیے گئے تھے یہہ سپاہی پورے قواعددان اور بخوبی مسلح تھے اور چار امریکن اُن کے افسر تھے وزیر اعظم کی یہہ کوشش کہ محتشم السلطنت پھر کیبنٹ مین داخل ہون اور جمہوریت پسند گروہ کی نسبت اُن کی یہہ دھمکی کہ یہہ بختیاریون سے اُن کا قلع وقمع کرایا جائے گا یہہ سب باتین اس امر کی شاہد تھین کہ روسی سازش زوردن پر ہے اور وزیر اعظم ملے ہوئے ہین اور دستوری حکومت کیلئے خطرہ کا سامنا ہے بعد کو پھر یہہ معلوم ہوا کہ پرنس علاءالدولہ جس نے سرکاری مالگزاری دینے سے اول انکار کیا تھا اب اور دوسرے بدمعاشون سے ملکر گورنمنٹ روس سے درخواست کر رہا ہے کہ محمد علی کو پھر تخت پر بٹھا دین۔ چنانچہ پولیس نے اس مضمون کی ایک عرضی بھی گرفتار کی جسپر علاءالدولہ اور بہت سے دوسرے لوگون کے دستخط تھے۔

الٹیمیٹم پیش ہونے کے دوسرے دن نواب حسین قلی خان اور یفرم خان

مجھ سے ملنے آئے اور موجودہ حالت کی نسبت میری رائے پوچھی - مین نے اُنسے کہا کہ آپ مجلس اور کبنٹ کو اس بات کی اطلاع کر دیجئے کہ میرا یا میرے امریکن مددگارون کا کچھ خیال نہ کرین بلکہ اپنے ملک کیلئے جیسا مناسب سمجھین تصفیہ کرین اُن کے جانے کے بعد اور بہت سے اراکین مجلس مجھ سے ملنے آئے اور مشورہ کے طالب ہوئے - مین نے سب کو وہی جواب دیا اور یہہ کہا کہ گورنمنٹ کے تصفیہ پر میری آیندہ نیکنامی پر اثر پڑیگا مگر مجھے اسکی کچھ پروا نہین - مین یہہ نہین چاہتا کہ میری وجہ سے اُن کو الٹیمٹیم کے تصفیہ مین کوئی دقّت پیش آئے - مجلس روسی الٹیمٹیم کا جو کچھ فیصلہ کریگی مین وعدہ کرتا ہون کہ مین خود اور میرے ساتھ دوسرے اہل امریکہ اُسکی پابندی کرینگے -

دوسرے دن صبح کو جب مین آفس گیا تو مین نے سُنا کہ پرنس علاء الدولہ مار ڈالا گیا - وہ اپنے مکان سے کہین جا رہا تھا کہ تین آدمیون نے جو قریب مین کسی بالاخانہ پر اس کی تاک مین بیٹھے ہوئے تھے - گولی سے اسکا کام تمام کر دیا - اور گولی لگتے ہی وہ فوراً مر گیا -

اسیطرح مشیرالسلطنت پر بھی حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا - ٹانگ مین زخم لگا اور اس کا بھتیجا مارا گیا - وہ گھوڑے پر جا رہا تھا اور بھتیجا بھی ساتھ ساتھ تھا - یہہ مشیرالسلطنت سابق مین محمد علی کے عہد مین وزیر اعظم رہ چکے تھے - طہران مین خفیہ انجمنین قایم تھین - جب اُن کے ممبرون کو یہہ یقین ہوا کہ ایران مین

دستوری حکومت کے خلاف ایک گہری سازش ہو رہی ہے اور اسکی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس ظالم مجسم شیطان محمد علی کو پھر تخت پر بٹھایا جائے تو اسوقت اسطرح کے جرائم قتل کیصورت مین ظاہر ہونے لگے۔ جب ملک کے فدائیون کو یہہ بات اچھی طرح سے معلوم ہوگئی کہ شاہ معزول کے ہواخواہ اور اُمرا ملک کو روس کے ہاتھ فروخت کر رہے ہین تو اُن کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ یہہ انجمنین جو چند سال قبل ایران مین دستوری حکومت قایم کرنے کے باعث ہوئی تھین اور جن کے ممبرون نے بڑی مردانگی دکھائی تھی ابھی تک برخاست نہ ہوئی تھین بلکہ اُن کا وجود بدستور قائم تھا۔ البتہ جب تک دستوری حکومت کو کسی قسم کا اندیشہ نہ رہا یہہ انجمنین ساکت وصامت رہین مگر جون ہی دستوری حکومت کو کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ خم ٹھوک کر میدان مین آگئین۔ ان انجمنون کے اراکین فدائی کہلاتے تھے اور وہ ہمیشہ اپنے ملک کے لیے جان دینے کو تیار رہتے تھے۔ پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کا یہہ اثر ہوا کہ ہر امیر اور عہدہ دار جس کے دل مین چور تھا اپنی جگہ پر کانپنے لگا۔ جب صمصام السلطنۃ کو اُن کے دوست پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگے اور قسم کھائی کہ جو لوگ اُسکی موت کا باعث ہوئے ہین انھین خاک مین ملا دونگا اور ایک جان کے لیے بیس جمہوریت پسند کی جانین لون گا۔

روس کے دوسرے الٹیمیٹم کی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ مین نے مسٹر

لیکافوسے کو جو رعایائے برطانیہ تھے اس حصہ ملک مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا۔ جو روس کے زیر اثر کہلاتا تھا اور اپنے مضمون لندن ٹائمس کا فارسی مین ترجمہ کراکے چھپوایا اور تقسیم کیا حالانکہ یہہ دونون باتین اگر سچ ہی ہوتین تو بہت ہی خفیف تہین۔ چہ جائیکہ ان کی کچھ اصلیت ہی نہ تھی۔

تاہم روسی مطالبات نے اہل ایران کو تنگ کردیا گو روس کیطرف سے فریبانہ کوشش اُن مطالبات کو جائز ثابت کرنے مین کی گئی۔ دستوری حکومت گو چند سال سے وزرائے روس کی سختیون اور ناجائز زیادتیون کی عادی ہوگئی تھی۔ مگر مجلس وزرا کو ایسی کارروائی کی کبھی توقع نہ تھی۔

اب کبنٹ کو کچھ معلوم ہوچلا کہ برطانیہ اور جرمنی کی روزافزون نقیض کیوجہ سے یوروپ کا امن مخدوش ہے اور مراکش کے معاملہ مین جو کھنچاؤ ہوگیا تھا گو اب کم ہورہا ہے مگر اب بالکل رفع نہین ہوا اُنھین یہہ محسوس ہوا کہ سر ایڈورڈ گرے یوروپین پیچیدگیون مین ایسے گرفتار رہین کہ وہ ایشیا کے مسائل کی اہمیت بھولے ہوے ہین اور دولت برطانیہ پر ایشیائی معاملات کیوجہ سے جو اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اسکا خیال ہی نہین کرتے۔ ان اسباب سے اب روسکو موقعہ مل گیا ہے کہ اپنے پُرانے منصوبہ کو پورا کرلے۔ ایران کو ہضم کرجائے اور خلیج فارس پر اپنا بحری مرکز جمائے۔ جبتک روس کے پاس یہہ بہانہ موجود ہے کہ وہ اینگلو رشین کنونشن ۱۹۰۷ء کو تسلیم کرتا ہے اُسوقت تک

اُسے ایران مین اپنی کارروائیان جاری رکھنے کا پورا موقعہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس بہانہ سے برٹش فارن آفس سے پارلیمنٹ مین بازپرس نہ ہوگی کہ کیون روس اپنے معاہدہ پر قایم نہین ہے۔

باوجود ان سب باتون کے اہل ایران جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوگا ان بڑی عیسائی سلطنتون کے عہد وپیمان پر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھے اور یہہ بات کبھی اُن کے خیال مین بھی نہ آتی تھی کہ اُن کا قومی وجود اور آزادی راتون رات یون پامال ہوگئی ہے اور یہہ سارے حلفیہ اقرار اور معاہدے محض بچون کا کھیل ہین۔

جب اُنھین اصل حقیقت معلوم ہوئی تو اب الّسر گذشت، کا معاملہ ہوچکا تھا مگر مین یہہ کہتا ہون کہ اگر پہلے سے بھی اس کی اطلاع ہوتی تو وہ بیچارے کیا کرسکتے۔ جو حیلہ روس نے اب اختیار کیا اگر وہ بھی نہ ہوتا تو وہ اپنے اغراض کے لیئے اور بہت سے بہانے ڈھونڈھ لیتا۔ بہرحال جو جال ایران کے گرد پھیلایا گیا۔ خواہ انسانی ہاتھون نے پھیلایا ہو یا ایران کی بدقسمتی سے سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار مین یورپین بساط شطرنج پر یہہ غیر متوقع چال پڑی ہو۔ مگر خرس شمال کی یہہ ہوشیاری تھی کہ قبل اس کے موقعہ ہاتھ سے جائے اُس نے پنجہ مار ہی دیا۔

یہہ ناگہانی مصیبت جو گورنمنٹ ایران کو پیش آئی ہر شخص ایک دوسرے

کی نسبت بدگمان ہوگیا۔ انتظام ملک مین پھوٹ پڑگئی اور دو گروہ قائم ہوگئے کبنٹ وزرا صمصام السلطنت کے زیر اثر ہوگئی اور نائب السلطنت بھی کم و بیش اُنھین کے طرفدار بنگئے۔ اراکین مجلس چونکہ اب بھی سچے دل سے حب الوطنی کا دم بھرتے تھے اور ایران کی حکومت قایم رکھنا چاہتے تھے وہ وزرا کے مقابلہ مین کلّہ بہ کلّہ اپنی ذمہ داریان اُٹھانے کے لیے مستعد ہوگئے

ایران کے مدبرین اور سردار جن سے اسوقت کبنٹ مرکب تھی اُن کی یہہ رائے ہوئی کہ دوسرا الٹیمیٹم بھی منظور کرلیا جائے۔ یہہ رائے خواہ اسوجہ سے ہو کہ روس کی دھمکیون کی آڑ مین برہنہ سنگینون کی نوکین نظر آتی تہین۔ یا اُنھون نے یہہ خیال کرکے کہ مقابلہ زبردست کا ہے مخالفت سے کیا نتیجہ ہوگا۔ یہہ رائے دیدی۔ گو سب کو اس بات کا علم ضرور تھا کہ اس کا نتیجہ رعایا پر ظلم و تعدی کے سوائے اور کچھ نہ ہوگا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ جو کچھ کررہے ہین اس مین اپنے ملک کی سخت نمک حرامی ہے۔

چنانچہ پہلی ڈسمبر کو قبل اس کے کہ ۴۸ گھنٹہ کی مدت جو روس نے معین کی تھی ختم ہو وزرائے کبنٹ پارلیمنٹ مین آئے تاکہ ممبران پارلیمنٹ سے اپنی رائے کی نسبت ان کی منظوری حاصل کرین بارہ بجنے مین ایک گھنٹہ کی کسر تھی۔ پارلیمنٹ کی عمارت کھچاکھچ لوگون سے بھری ہوئی تھی۔ سب کی صورتون سے تشویش کے آثار نمایان تھے۔ عمارت کی غلام گردش مین مشاہیر

ایران اور وکلائے سفارت خانہ ہائے دول خارجہ بیٹھے تھے۔سب کو یہی انتظار تھا کہ دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ بارہ بجے ایران کی قسمت کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔ دیکھنا یہہ ہے کہ ایران کا وجود بہ حیثیت قوم باقی رہتا ہے یا غلامی نصیب ہوتی ہے۔

کبنٹ ونلا تو یہہ مصمم ارادہ کرکے آئی ہتی کہ پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنے مین کوئی پہلو فروگذاشت نہ ہونے پائے وہ سمجھے تھے کہ ۴۸ گھنٹے ختم ہونین اب صرف ایک گھنٹہ باقی رہگیا ہے۔ اتنی دیر مین لوگون کو غور یا بحث کرنے کا موقعہ کیا ملیگا۔ چنانچہ وزیراعظم صمصام السلطنت نے یہہ تجویز پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہی کردی کہ مجلس وزرا کو اختیار دیا جائے کہ روس کا دوسرا الٹیمٹیم بھی منظور کرے۔

جب یہہ تجویز پڑھی گئی ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ سرسٹھ[67] ممبر پارلیمنٹ بوڑھے۔ جوان۔ مجتہد۔ مقنن۔ ڈاکٹر۔ تجار اور امرا سب اپنی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے تھے۔ اتنے مین ایک بزرگ مجتہد اسلام کھڑے ہوئے اور اُنھون نے یہہ فرمایا۔ "بھائیو! وقت تنگ ہے۔ ادھر بارہ بجے کہ اس معاملہ مین رائے دینے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہذا مین نہایت مختصر الفاظ مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ ہماری آزادی اور ہمارا ملک بہ زور ہم سے چھین لیا جائے تو خیر یہی سہی۔ مگر ہم کو اپنے ہاتھون سے محض کاغذ پر

دستخط کرکے اُسے نہ دینا چاہیے۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھون سے اُنہون نے ایک اشارہ کیا اور اسکے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

یہہ الفاظ گو بظاہر صاف و سادہ تھے۔ مگر اُن مین بلا کا اثر بھرا تھا۔ اپنے خانگی جلسہ مین ایسی باتین کرلینا آسان ہے مگر ایک ظالم شقی القلب کے سامنے جسکے جاسوس وہان بیٹھے ہوئے غور سے اس متکلّم کو گھور رہے تھے اور اپنے دل مین اسکے لئے سزائے قید۔ اذیت وہی یا جلا وطنی تجویز کرلی تھی اسطرح کے الفاظ مُنہ سے نکالنا کچھ کھیل نہ تھا۔

اُن کے بعد اور ممبران پارلیمنٹ نے کھڑے ہوکر تقریرین کین اور اپنے ملک کی عزت اور حرّیت کو قایم رکھا اور اس بات کا اعلان کیا کہ جو حقوق اپنا خون پسینہ کرکے حاصل کئے گئے ہین اُنھین اسطرح ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔

بارہ بجے سے چند منٹ پہلے سب سے رائے لی گئی دو ایک بُزدلے توچپ چاپ اُٹھکے باہر چلے گئے باقی سب نے نام بنام کبنٹ کی تجویز کے خلاف اپنی رائے دی اور جب یہ معاملہ ختم ہوا تو ہر شخص (خواہ مجتہد یا تاجر جوان یا بوڑھا) اپنی اور اپنی اہل وعیال کی قسمت کا فیصلہ کرلیا۔ سب یہ جانتے تے کہ شمالی خرس کے منہ مین جاتا ہے مگر سبکو یہ منظور تھا۔ لیکن اپنی قومی حرّیت اور ملک کی وقعت کی قربانی گوارا نہ تھی۔ اصل یہہ ہے کہ ان بیچارے ایرانیون نے اس موقع پر بڑی دلیری دکھائی اور اُن ملک فروش وزرا کو شرما دیا جو یہہ تجویز لیکر آئے تھے۔ حاضرین جلسہ مین اکثر لوگ رونیلگے۔

اور ہر طرف سے احسنت کی آوازین بلند ہوئین - وزرائے کبنٹ مارے ندامت کے پانی پانی ہوگئے اور خوف زدہ ہوکے وہان سے نوک دم ہوئے جلسہ برخاست ہوا اور ممبران پارلیمنٹ اس مسئلہ پر مکرر غور کرنے کیلئے چلے گئے کہ آیندہ اپنے ملک کیلئے کیا تدبیر اختیار کرنا چاہئیے - قاعدہ کی رُو سے تو اس ووٹ نے کبنٹ کا خاتمہ کردیا اور اسکا وجود ہی باقی نہ رہا - طہران کی ایک بڑی شاہراہ لالہ زار پر لوگ جوق کے جوق آنے شروع ہوئے اور اُنھون نے یہہ نعرے مارنے شروع کیے کہ نمک حرامون کو تہہ تیغ کردو اور ہندا کو شاہد کرکے یہہ کہنے لگے کہ وہ اپنے ملک کیلئے اپنی جانین قربان کرینگے ۔

چند روز بعد ممبران پارلیمنٹ اور ارکین کبنٹ معزولہ کا ایک خانگی جلسہ ہوا جسمین پھر وہی رائے قائم رہی کہ روسی الٹیمٹیم نامنظور کیا جائے - اس عرصہ مین روس کی ہزارہا فوج اور توپ خانے تفلس اور جلفہ سے شمالی ایران مین آنے شروع ہوئے اور باکو سے بحر کسپین کو عبور کرکے ایرانی بندرگاہ انزالی مین ڈیرا ڈالا گیا - جہان سے کوہ البرز کے راستہ سے قزوین اور طہران کیطرف فوج کو کوچ کا حکم ہوا۔

اب طہران مین یہہ حالت تھی کہ جلسہ پر جلسہ ہوتے تھے کمیٹی پر کمیٹیان کیجاتی تھین - پہلے تو ممبران پارلیمنٹ کے خلاف سازشین ہوئین - بعد ازان علانیہ دھمکیان دیجانی لگین - مگر واہ رے ممبران پارلیمنٹ باوجود اِن سب

باتون اور مزید خطرون کے وہ اپنی رائے پر قایم رہے۔

دسمبر کا سارا مہینہ اسی تشویش اور پریشانی مین گزرا مگر ممبران پارلیمنٹ کے قدم نہ ڈگے۔ حالت یہہ تھی کہ ایک ھنگامہ محشر بپا تھا۔ برف پوش پہاڑ تک ملک کی اس تباہی پر اشک افسوس بہاتے تھے۔

مجتہدین اسلام نے یہہ اعلان شایع کیا کہ کوئی شخص روسی یا انگریزی اسباب نہ خریدے۔ یہان تک کہ لوگ ایک دن ٹریم مین سوار نہ ہوئے محض اس شبہہ پر کہ ٹریموے روس کی ملک ہے۔ جب بلجین سفیر نے وادیلا مچائی اور ایران کے فارن آفس مین درخواستین بھیجین کہ ٹریموے کے مالک اہل بلجیم ہین تب خدا خدا کرکے یہ شک رفع ہوا۔ تمام دن ٹریم کی گاڑیان خالی رہین۔ کوئی سوار نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص غلطی سے بیٹھ بھی گیا تو دوسرے لوگون نے اُس کی ٹانگین پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ تمام سڑکون پر نوجوان ایرانی طلبا کا ہجوم تھا۔ جن دوکانون مین روسی مال نظر پڑا اس کے دروازے اور کھڑکیان مسمار کردین۔ یہان تک کہ لوگون نے چاء پینا چھوڑ دیا کہ وہ روس سے آتی ہے (گو چاء عموماً ہندوستان سے بھیجی جاتی ہے) بعض اوقات ان نوجوان ایرانیون۔ طالب علمون۔ اور عورتون کے جوق سفراء دول خارجہ کے سفارتخانون پر پہنچکے فریاد کرتے تھے کہ دنیا کی ایسی بڑی اور زبردست سلطنتون نے ہم غریبون پر کیون ظلم ڈھایا ہے۔

ایک دن یہہ افواہ اُڑی کہ نجف اشرف کے مجتہد⁵⁵ نے روسیون کی خلاف جہاد کا اعلان دیا ہے۔ دوسرے دن یہہ خبر آئی کہ روسی فوج نے جو طہران کو آرہی تہی قزوین مین غارتگری شروع کردی۔

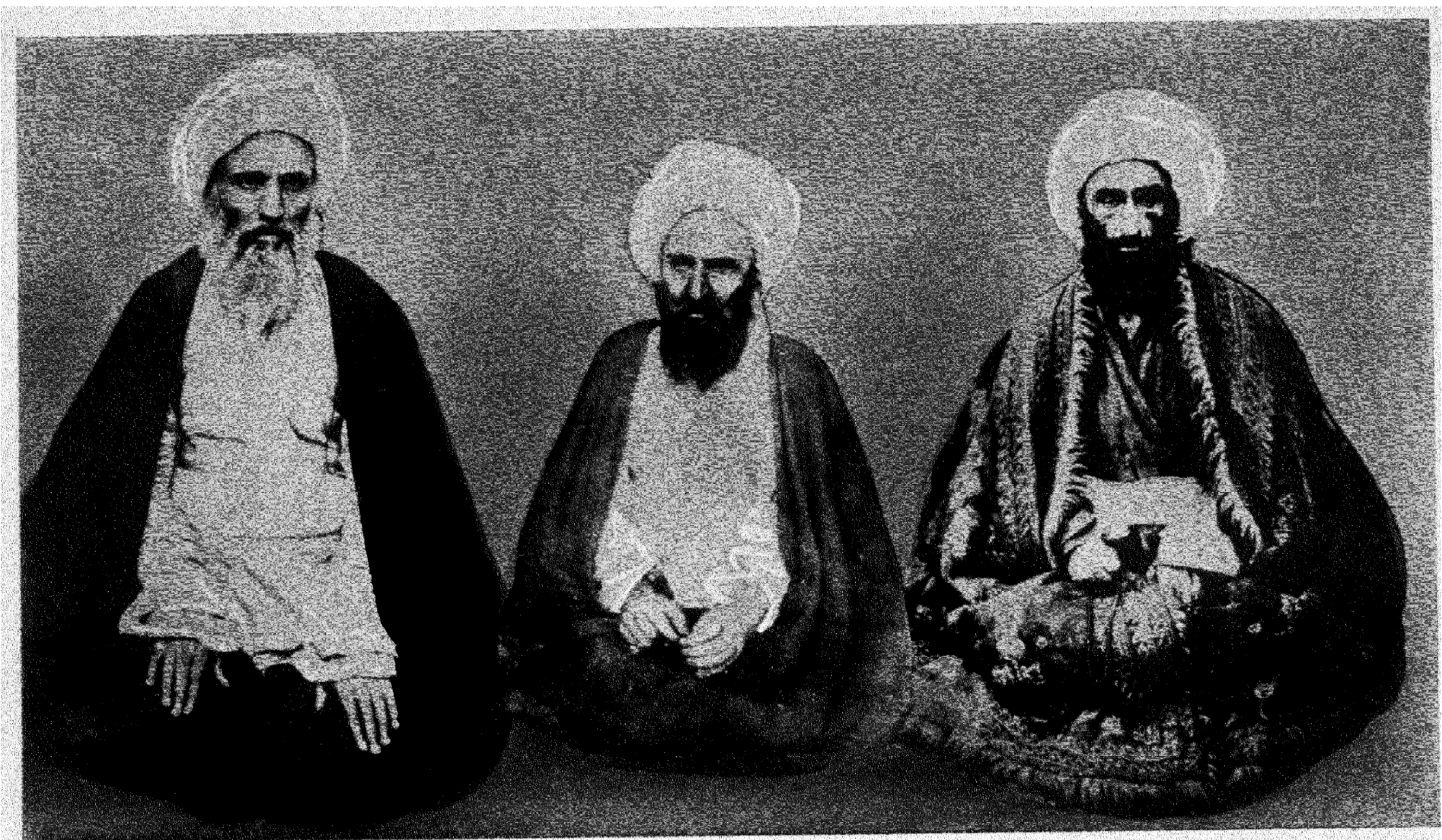
جب لوگون نے انگریزی اسباب کی خریداری بالکل ترک کردی تو شیراز مین اُسکا ایسا اثر ہوا کہ ہندوستانی فوج کو جو وہان بہیجی گئی تہی کہانا دستیاب ہونا دشوار ہوگیا۔

بعض مجتہدین نے یہہ فتویٰ دیا کہ بنک کے نوٹ ناپاک ہین اس لیئے اُنہین نہ چھُونا چاہا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ سیکڑون نوٹ بنک کو واپس کردیے گئے اور اُن کا روپیہ لے لیا گیا۔ نوبت یہہ پہنچی کہ بنک کو روزانہ بیس ہزار تومان نقد دینے پڑے۔

ایک دن خفیہ پولیس نے دو آدمی گرفتار کئے جو مجھے مار ڈالنے کی فکر مین تھے۔ اُن کی خانہ تلاشی ہوئی اور بام بنانے کا سامان معہ چند بام کے برآمد ہوا۔ جب پولیس نے تحقیقات کی۔ تب اُنہون نے قبول دیا کہ بعض ایرانی ہوا خواہان

---

⁵⁵ ۱۳ دسمبر کو نجف اشرف کے بڑے مجتہد مُلا محمد کاظم خراسانی نے دفعتاً انتقال فرمایا اسکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ روسی جاسوسون نے اُنہین زہر دیا۔ کچہہ عجب نہین کہ ایسا ہوا ہو اسلیئے کہ وہ طہران کو آرہے تھے اور روسیون کے خلاف جہاد پر دفعتاً کہنے کا ارادہ رکہتے تہے۔ مجتہدین اسلام مین مُلا محمد کاظم خراسانی اور اُنکے دو شریک مجتہد حاجی حسین ابن خلیل اور مُلا عبداللہ مازندرانی دستوری حکومت کے بڑے طرفدار تھے۔



Mullá Muḥammad Káẓim al-Khurásání. Ḥájji Mírzá Ḥusayn ibn Khalíl. Mullá 'Abdu'lláh al-Mázandarání

THE THREE GREAT MUJTAHIDS WHO SUPPORTED THE NATIONAL CAUSE

شاہ معزول نے اُن کو بہت سا روپیہ دیکر اس کام کیلئے معین کیا تھا۔ کہ جب مسٹر شوستر کی گاڑی سڑک پر نکلے تو انہیں بام سے اُڑا دین۔

اس وقت طہران مین رھنا خطرناک تھا۔ یہہ تو ایک معمولی بات تھی کہ مین اپنے آفس مین بیٹھا ہوا گولیون کی سن سناہٹ کی آواز سنتا تھا۔ سڑکون اور گلیون مین جدال و قتال گرم تھا۔ کوئی شب ایسی نہ گزرتی تھی کہ ماسر اور پستول کی باڑھ نہ چلتی ہو۔ روسیون کی جو فوج قزوین سے یہان پہنچ گئی تھی اُس کے بعض افسر اتابک پارک کے گرد گشت لگاتے تھے اور پھاٹکون کے محافظین کو چڑاتے رہتے تھے۔ روس نے ایک بڑی فوج ایران مین محض میرے نکالنے کیلئے بھیجی تھی اور روسی نیم سرکاری اخبارون مین مجھپر سخت حملے چھپتے تھے۔ اسکا اثر یہہ ہوا کہ بہت سے بدمعاش اور پولیٹکل بھگوڑے کوہ قاف سے طہران اسلیئے آئے تھے کہ مجھے ضرر پہنچائین۔ اونکا خیال تھا (خواہ صحیح ہو یا غلط) کہ اس ذریعہ سے گورنمنٹ روس اُنپر مہربان ہوگی۔ اور اُنھین اپنی پناہ مین لے لیگی۔ جیسا کہ ضیغ الدولہ کے قاتلون کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک دن سر شام مین معہ اپنے بیوی کے ایک دعوت مین جا رہا تھا۔ کہ دفعتاً مجھے خبر ملی کہ تین چرکس قریب کی گلی مین میرے منتظر کھڑے ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا تو صحیح تھا۔ مین نے دعوت مین جانا موقوف کر دیا۔ اسوقت بعض ایرانی فدائیون نے مجھسے اجازت چاہی کہ میری جان کی حفاظت کیلئے

چند فدائیون کا ایک باڈی گارڈ مرتب کرین جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔ مین نے بخوشی منظور کیا۔ اُسوقت سے برابر یہہ فدائی ۵ والنیٹر ہمیشہ میرے ساتھ رہتے تھے۔ اور کبھی مجھ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ الّا اُسوقت جب مین سُونے جاتا تھا۔

۱۴۔ ڈسمبر کو میجر اسٹوکس طہران سے روانہ ہوگئے کہ ہندوستان جاکر اپنی خدمت کا جائزہ لین۔ دوسرے دن سفارتخانہ روس نے گورنمنٹ ایران کو یہہ اطلاع دی کہ اگر چھ دن کے اندر شرائط الٹیمٹم کی تعمیل نہ کیجائیگی تو چارہزار روسی فوج جو قزوین مین ٹھہری ہوئی ہے طہران کی طرف بڑہے گی چند روز بعد دوہزار ترکمانیون نے روسی فوجکو قزوین کیطرف بڑھتا ہوا دیکھکر مازندران سے پایۂ تخت کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ اور دامغان تک آگئے جہان سے طہران بہت قریب تہا۔ اسوقت طہران مین چھ سَو سپاہیون سے زیادہ نہ تھے۔ چنانچہ یہہ چھوٹی سی فوج یفرم خان کے ایک لفٹننٹ کیساتہہ بھیجی گئی کہ ترکمانون کو روکے۔ اسوقت تمام دُنیا کے مسلمانون کیطرف سے طہرانمین ہمدردی اور ہمّت دلانے کے تار اور پیغام آنے شروع ہوئے اس مین شک نہین کہ بعض تارون کے مضمون نے وزراءِ کبنٹ کو بحرِ ندامت مین ڈبو دیا ہوگا۔

۵ مجھے یہہ سنکے نہایت افسوس ہوا کہ ان فدائیون مین سے ایک شخصکو میری روانگی کے بعد پھانسی دیگئی اور بنا پہانسی دینے کی یہہ قرار دی گئی کہ وہ خطرناک فدائی تہا۔

یہہ وزرا ابتدا ہی سے روسی غلامی کیلیئے کمر بستہ تھے ۔

کلکتہ کی مجلس محافظت ایران نے کبنٹ وزرا کو اس مضمون کا تار دیا "نئے تجاویز ہرگز منظور نہ کرو بلکہ جو جوش مینچسٹر اور دنیا کے مسلمانون مین پیدا ہوا ہے اُس سے فائدہ اوٹھاؤ۔ ہندوستان کی عورتون تک کو جوش آگیا ہے۔ شمال کا دباؤ ریل کے اجارے کیلیئے ہے ۔ جنوب کے مشورہ پر بھروسہ مت کرو۔ امریکہ کے ساتھہ تعلقات بڑھاؤ۔

ایکدفعہ وزیر امور خارجہ ٹرکی نے پارلیمنٹ مین ایک سوال کا عجیب جواب دیا جس سے ہنسی آتی ہے ۔ ان حضرت نے یہہ بیان کیا کہ ایران کی خود مختاری خطرہ مین نہین ہو سکتی اس لیئے کہ اینگلو رشین معاہدہ کے رو سے وہ محفوظ ہے حالانکہ اسوقت بارہ ہزار روسی فوج ایران کے شمالی حصہ پر قابض تھی ۔

مجلس نے اس مصیبت سے نکلنے کیلئے بہت سی تدبیرین سوچین منجملہ اُن کے ایک بالکل نئی تدبیر یہہ تھی کہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران مین دخل دینے کا موقعہ دیا جائے ۔ ایک شب کو مجلس کے بہت سے نامی اراکین میرے پاس آئے اور یہہ درخواست کی ایک مختصر مسودہ قانون تیار کرون جسکی رُو سے کئی مشہور ریلین بنانے کا اجارہ دیا جائے نام کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے ۔ یہہ قانون فوراً پاس کر دیا جائیگا اب

آپ بعض امریکن اہل دول کے نام اس مین درج کر دیجے - پس فوراً نیویارک کو تار دیجئے کہ یہہ اجارے ان لوگون کو دیئے گئے ہین اور اجارے دارون سے کہئے کہ اپنی گورنمنٹ سے اُن کیلئے پشت پناہی چاہین - مین نے اس تجویز کی تائید تو کی مگر یہہ کہا کہ مین ایسے معاملہ مین دخل نہین دیسکتا ہون مشیر الدولہ جو پرانے نام وزیر عدالت تھے اور الٹیمٹیم آنے کے وقت سے کبنٹ کی کارروائیون سے بالکل الگ رہتے تھے مجھسے پوچھنے لگے کہ اگر مجلس مجھے پورے اختیارات دیدے تو کیا مین روس اور انگلستان کیساتھ یہہ معاملات طے کر سکتا ہون - اُنھون نے یہہ بھی کہا کہ ان کے بھائی جو کبنٹ کے پریسیڈنٹ ہین - اُن کی خواہش ہے کہ اس طرح کی تجویز مجلس مین پیش کرین اور مجلس کے بہت سے ارکین بھی اس کی تائید مین ہین - مین نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہہ معاملات خود کبنٹ کو طے کرنے چاہئین - صدرالمہام خزانہ اس کیلئے موزون نہین بالخصوص جس حالت مین کہ الٹیمٹیم مین خود میری علیحدگی کی ایک شرط درج ہے مجلس کے بعض ارکین نے یہہ تجویز کی کہ گورنمنٹ ایران روس کے مطالبہ کو منظور کرلے اور مجھے بہ حیثیت صدرالمہام خزانہ علیحدہ کردے - مگر بطور مشیر خاص رکھ لے -

جب مجلس نے مایوس ہوکے ایک کمیٹی بارہ [۱۲] ممبرون کی بنائی - اور

اُسنے نائب السلطنت کے پاس بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ مجلس کو وزرائے کبنٹ پر اعتبار باقی نہین رہا ہے لہذا مجلس کی یہہ تجویز ہے کہ نائب السلطنت کو اختیار دے کہ روس اور انگلستان کیساتھ اس معاملہ مین گفتگو کرین۔ اور گورنمنٹ ایران کیطرف سے شرائط کو طے کرین۔ نائب السلطنت یہہ سُنکے بدحواس ہوگئے اور اُن کے چہرے پر ہوائیان اُڑ نیلگین۔ اور گھبرا کے یہہ کہنے لگے کہ اگر پھر ایسی بات کہی جائے گی تو وہ آدھ گھنٹہ کے اندر اپنی گاڑی مین سوار ہو کے انزلی روانہ ہوجائین گے۔

ایک وقت ایران کی چارون پولیٹکل گروہ کے وکلا ایک جگہ جمع ہوے اور یہہ تجویز کی کہ روسی فوج جو پایہ تخت کیطرف بڑھی آرہی ہے اُسکو روکنا چاہیئے۔ اس مقابلہ کیلئے ایران کے پاس جتنی فوج تھی اُسکی تعداد یہہ ہے دو ہزار بختیاری۔ تین سو ارمنی مع مشین گنس۔ اور تقریباً تین ہزار فدائی یا قومی مجاہدین جنھون نے اس بات کا حلف لیا تھا کہ ایران کی دستوری حکومت کو بچائین گے۔ یہہ کل فوج ایک بے قاعدہ مگر دلیر آدمیون کا ایک مجمع تھا۔ اس مین شک نہین کہ یہہ لوگ پہاڑون کے درّون مین روسی فوج کو بخوبی روک دیتے۔ گو اس کی تعداد پندرہ ہزار تک ہوتی۔ فدائیون کو روس کے مقابلہ کا بڑا اشتیاق تھا اور اُن کی بہادری اور دلیری مین کوئی کلام نہین اس لیے کہ چند ہفتہ بعد جب تبریز مین روسی فوج سے مقابلہ

ہوا تو چھہ دن تک برابر لڑا کیئے حالانکہ روس کی فوج تعداد مین زیادہ تھی۔ ایک اور پانچ کا مقابلہ تھا اور اُس کے پاس نئی وضع کا توپ خانہ تھا۔ اور ان بیچارون کے پاس ایک توپ بھی نہ تھی۔

اس فوج کے علاوہ ایران کے پاس اس وقت گیارہ سو خزانہ کے فوجی پولیس کے سپاہی تھے جنکو چار بہادر اور ہوشیار امریکن افسرون نے باقاعدہ تعلیم دی تھی۔ یہہ لوگ نوجوان ایرانیون مین سے چُن چُن کر نوکر رکھے گئے تھے۔ اور وہی لوگ جنھین اپنے ملک کی جان نثاری کا دعوےٰ تھا اس فوج مین بھرتی ہوئے تھے۔ انہین اچھی قواعد سکھائی گئی تھی اور عمدہ قسم کے ہتھیارون سے مسلح تھے۔ جب اُن کے پینتیس ۳۵ ایرانی افسرون کو معلوم ہوا کہ مجلس برخاست ہوا چاہتی ہے تو وہ میرے پاس آئے اور التجا کی کہ اُنھین اپنے ملک کیواسطے لڑنے کی اجازت دی جائے۔ اُنکی صورتون سے یہہ ٹپکتا تھا کہ وہ روسی فوج کے مقابلہ کیلئے تُلے ہوئے ہین

شب مین بہت دیر تک اس بارہ مین بحث ہوتی رہی۔ اور بالآخر یہہ طے پایا کہ روس کی پیشقدمی کو روکنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ لوگ میرے پاس آئے اور اس بارے مین مجھ سے صلاح پوچھی سبجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ مختلف طبقون کے بارہ آدمی بحیثیت وکلا ایک ایسے شخص سے ایسے اہم معاملہ مین مشورہ لیتے ہین جسے وہ کافر سمجھتے ہین معاملہ

بہت نازک تھا کہ آیا تلوار کھینچ کر مقابلہ مین آنا چاہیئے یا چپ چاپ ملک کو حوالہ کر دینا چاہیئے ۔ اس مین شک نہین کہ اول الذکر صورت مین ہزارہا بندگان خدا کی جانین کام آئین گی اور آخر مین معلوم نہین کہ اور کیا آفت نازل ہو۔

ہم تین گھنٹہ تک اس بارہ مین گفتگو کرتے رہے اور آخر کو مین نے مجبوراً یہہ رائے ظاہر کی کہ اگر اسوقت روسی فوج کا مقابلہ کیا جائیگا تو یہہ یاد رہے کہ برف گھلتے ہی پچاس ہزار روسی قزاق ایران مین گھس آئین گے۔ اور ایرانی حریت کا نشان تک باقی نہ رہیگا ۔ اور ایسا کشت وخون ہو گا کہ بیوائین اور یتیم بچے بھی نہ بچین گے کہ وہ فدائیون کی قبر پر اشک ماتم بہائین۔

یہہ باتین بہت رنج دہ تھین اور انھین مجھ ایسے اجنبی سے مشورہ ہی نہ لینا تھا ۔ مگر مین خوش ہون کہ مین نے اصل حقیقت کو اُن پر ظاہر کر دیا۔

وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ روس کے مطالبات کے خلاف حکمت عملی سے کام لینا چاہیئے ۔ لڑنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ اس کے بعد وہان سے اُٹھ کے چلے گئے اور اُن بیچارون کو اور ذلت پر ذلت اوٹھانی پڑی۔ گو دنیا کے نزدیک اسکی کچھ حقیقت نہ ہو مگر اُن لوگون کے دل سے کوئی پوچھے جن پر یہہ گذر رہی ہو۔

جب طہران مین یہہ افواہین اُڑین کہ بعض مشہور جاسوس مجلس کے اکثر ممبرون کو دھمکیان اور رشوتین دیکر راضی کر رہے ہین تو اُس وقت ایران کی عورتون نے وہ کام کیا ہے جو تاریخ مین سونے کے حرفون سے لکھنے کے قابل ہے۔ جب سے ایران نے نیا جنم لیا ہزارہا عورتین اپنے ملک کی محبت مین کوشان تھین کہ وطن کی حالت درست ہو۔

سنہ ۱۹۰۷ء سے ایران کی عورتین ایک دم ترقی کی طرف مایل ہوئین۔ دنیا مین یہہ ایک عجیب بات ظاہر ہوئی گو اس بیان سے صدیون کے خیالات غلط ہوتے ہین۔ مگر جو کچھ مین لکھ رہا ہون اصل واقعہ ہے۔ کوئی قصہ یا کہانی نہین۔

یہہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر عورتین اپنی اخلاقی قوت سے مدد نہ دیتین تو ایران کی انقلابی تحریک کبھی یہہ صورت نہ پکڑتی بلکہ ایک بدنما مخالفت کے پیرایہ مین ظاہر ہو کے رہجاتی۔ عورتون نے حرّیت کی روح کو زندہ کیا۔ یہہ بیچاریان تمدنی اور معاشرتی دُہرے مظالم اُٹھائی ہوئی تھین۔ انکی بڑی آرزو تھی کہ یہہ نونہال تحریک بارآور ہو۔ ایران مین دستوری حکومت قایم ہو اور ملک مین مغربی تمدن۔ معاشرت۔ تجارت اور اخلاقی اصول جاری ہون۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ مجتہدین اسلام نے لوگون کی اس خواہش کی تائید کی حالانکہ ان تغیرات سے اُن کے قدیم اختیارات و

مراعات کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔

مظفر الدین شاہ کے ظلم و تعدی سے ۱۹۰۶ء مین جو انقلاب بغیر کسی خونریزی کے ظہور مین آیا۔ اُس وقت سے اب تک ایران کی نقاب پوش بی بیان ملک کی آزادی کے لیے نہایت بے چینی کے ساتھ کوشان رہین یہان تک کہ بعض قدیم رسم و رواج اٹھا دیے جو اس کوشش مین مانع تھے۔ سب سے مسلمان عورتون کے اعلیٰ مقاصد اور بڑا اثر جوش دیکھنے کا بہت موقعہ ملا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ کے رہنے والے تو مدت سے اس بات کے عادی ہین کہ ہمارے یہان کی عورتین ہر ایک کام مین ہر ایک پیشہ مین علم ادب مین سائنس مین پالٹیکس مین شل مردون کے حصہ لیتی ہین لیکن مشرق کی نقاب پوش عورتون کی نسبت کیا کہا جائے جو ایک ہی شب مین معلم بن گئین اخبارون کی نامہ نگار ہو گئین۔ عورتون کے کلب قایم کر دیے اور پولیٹکل معاملات مین آپ بہین دینے لگین۔ ایک ایسے ملک مین جہان کل تک جہالت کا اندھیرا چھایا تھا اور صدیون سے بادشاہی مظالم ہوتے آئے تھے۔ دفعتاً ان عورتون کا جدید خیالات اختیار کر لینا اور ترقی کی راہ مین آنا ایک عجیب معجزہ تھا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ وہان کی عورتون مین اپنے ملک کی تمدنی اور معاشرتی ترقی کا خیال کیسے پیدا ہوا اور ہمارے تمدنی اور معاشرتی اصولون کو اُنھون نے کیسے مان لیا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ وہان کی

عورتون مین یہہ خیالات پیدا ہوئے اور اب تک موجود ہین اور اس کیساتھ ہی ساتھ اُن مین وہ معلومات پیدا ہوئے جو عموماً سالہا سال کے عملی تجربہ سے حاصل ہوتی ہین۔

ایران کی عورتون نے دنیا کے لئے ایک نمایان مثال اس بات کی پیش کی ہے کہ اُن مین سنئے خیالات اختیار کرنے کی کیسی قابلیت ہے۔ اور جسطرح ایک جہاد کرنے والے کو بشارت ہوتی ہے۔ اسیطرح انھین بشارت ہوئی اور اُنھون نے ابتدا ہی سے اپنے منصوبے پورے کرنیمین کوشش کی۔

میری خوش قسمتی سے ایران پہونچتے ہی قومی مجلس مجھہ پر پورا بھروسہ کرنے لگی اور اس مجلس کے ارکین گویا کل اہل ایران کے وکیل تھے۔ اور ان سے اہل ملک کی اُمیدون اور آرزوٗن کا اندازہ ہوتا تھا جب مجلس کا اعتبار مجھے حاصل ہوگیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور بڑی مگر خفیہ قوت میرے کام کو نظر شوق وغور سے دیکھہ رہی ہے۔ یہہ بات طہران مین بہت مشہور رہی کہ عورتون کی متعدد خفیہ سوسائیٹان قایم ہین اور ایک مرکزی سوسائٹی اُن کی صدر ہے جن کی وہ سب تابع ہین۔ مین نے اب تک ان مین سے نہ کسی کا نام سُنا۔ نہ صورت دیکھی۔ مگر صدہا مختلف طریقون سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ ہزارہا عورتین حب الوطنی کے جوش مین مجھے مدد دے رہی ہین۔

چند واقعات تمثیلاً لکھنا کافی ہون گے۔ گذشتہ موسم بہار مین ایک

دن صبح کو مین اپنے دفتر مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین مجھ سے کہا گیا کہ محکمہ خزانہ کا ایک ایرانی منشی کسی ضروری امر مین مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مشرقی ممالک مین ایسے ہی عجیب اور غیر متوقع ذرایع سے بعض امور کی اطلاع ہوتی ہے۔ لہذا کسی بات مین انکار کرنا مناسب نہین۔ چنانچہ وہ منشی اندر آیا۔ مین نے پہلے کبھی اُسکو نہ دیکھا تھا۔ وہ مجھسے فرنچ مین باتین کرنیلگا اور آزادی کیساتھ گفتگو کرنے کی اجازت چاہی۔ اول اس نے بہت معذرت کی اُس کے بعد یہہ کہا کہ اس کی والدہ ہماری دوست ہے اور اُس نے اُسے میرے پاس اسلئے بھیجا ہے کہ مین اپنی میم صاحب کو ایک ایرانی امیر کے وہان جنکی بیگم نے بُلایا ہے نہ جانے دون اس لیے کہ وہ امیر دستوری حکومت کے دشمن ہین اگر میری میم صاحب اُن کے وہان جائین گی تو ایرانی مجھ سے بدگمان ہوجائینگے مین نے منشی کا شکریہ ادا کیا گو مجھے خود اُس وقت تک اس کا علم نہ تھا۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ یہہ واقعہ صحیح تھا۔ تب مین نے اپنی میم صاحب کو وہان جانے سے منع کیا۔ مین نے اس نوجوان منشی کو پھر بُلا بھیجا اور اُن سے پوچھا کہ تمھاری مان کو میری میم صاحب کے خانگی معاملہ کا علم کیونکر ہوا۔ اُس نے کہا کہ خفیہ سوسائٹی کو اس بات کی خبر ہوچکی تھی کہ آپ کی میم صاحب فلان جگہ جانیوالی ہین اور اس معاملہ مین مستورات مین بہت کچھ بحث ہوئی۔ چونکہ میری مان اُس سوسائٹی کی ایک ممبر ہین۔ اس لیئے اُنھون نے مجھ سے کہا کہ آپ کو

ہوشیار کردون۔

ایک اور واقعہ جو ابھی حال مین پیش آیا یہہ ہے کہ ایک دن بہت سی غریب عورتین اتابک پارک مین آئین اور یہہ شکایت کرنیلگین کہ خزانہ سے سرکاری پنشنونکا روپیہ نہین ملتا حالانکہ دس لاکھ ڈالر سے زیادہ واجب الادا ہے۔ اُس وقت جو کچھ روپیہ خزانہ مین موجود تھا فوج کے لئے اُسکی سخت ضرورت تھی جو شاہ معزول کے مقابلہ مین لڑرہی تھی۔ مین نے اپنے ایک ایرانی سکرٹری سے کہاکہ ان عورتون کے پاس جاؤ اور اُن سے دریافت کرو کہ کس نے اُن کو یہہ شکایت کرنے کیلئے یہان بھیجا ہے۔ سکرٹری نے واپس آکے ایک امیر کا نام لیا جو شاہ معزول کے مشہور ہواخواہون مین تھا اور محمد علی کی بڑی طرفداری کر رہا تھا تب مین نے پھر عورتون کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم سب چپ چاپ اس وقت چلی جاؤ تو کل اس کا جواب ملیگا۔ چنانچہ وہ سب چلی گئین۔

تب مین نے عورتون کی ایک سوسائٹی مین کہلا بھیجا کہ آج کل دستوری حکومت کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے اس لیے پنشن ادا کرنیسے مجبور ہین۔ آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ ان عورتون کو سمجھائین کہ آئندہ خزانہ پر ایسی شورش نہ کرین گو پنشنون کی ادائی ممکن نہ ہوئی مگر پھر کبھی عورتون نے ایسا ہنگامہ نہ کیا۔

طہران مین یہہ مثل مشہور ہے کہ جب عورتین گورنمنٹ کے خلاف کوئی ہنگامہ

کرین تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ حالت خطرناک ہے جب شعاع السلطنت کی جائداد کی ضبطی کا معاملہ پیش ہوا اور گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ اُس کے سفیر کبیر کے پاس کوئی معقول عذر دخل دہی کا نہین ہے تو اُسوقت یہہ قصہ گڑھا گیا کہ شعاع السلطنت کی جائداد روسی بنک کے پاس رہن ہے اور شعاع السلطنت دو لاکھ پچیس ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔ ہر شخص جانتا تھا کہ یہہ دعوی بالکل جھوٹ اور لغو ہے مگر وہان کوئی باقاعدہ طریقہ نہ تھا جس سے معاملات رہن کا سراغ لگتا۔ اگر اُس باغی شہزادہ شعاع السلطنت سے اس بارہ مین دریافت کیا جاتا تو وہ یقیناً حلف اوٹھا لیتا کہ جائداد بینک مین رہن ہے اس لیے کہ ضبطی سے محفوظ رہتی تھی مین اس فکر مین تھا کہ کسطرح دعوی کو غلط ثابت کرون۔ روسی بنک سے جب یہہ کہا گیا کہ اگر یہہ قرضہ صحیح ہے تو اُس کے ثبوت مین اپنے کتابچہ اور حسابات پیش کرو تو اس نے کچھ اعتنا نہ کیا۔

اسوقت ایک ایرانی عورت کی حب الوطنی اور دلیری کا مجھے ایک نمایان ثبوت ملا اور اس معاملہ مین اُس نے بڑی مدد کی۔

میرے ایک ایرانی مددگار جو اعلی تعلیم یافتہ اور اپنے ملک کے جان نثار ہین مجھسے ملنے آئے اور کہا کہ اُن کی بہن پرنس شعاع السلطنت کی ایک بیگم ہین جنھون نے شعاع السلطنت کی آخری وصیت نامہ کی ایک نقل حاصل

کی ہے - یہہ وصیت نامہ اسی سال پرنس کے ایران چھوڑنے سے پہلے مرتب ہوا ہے اور اصول شرع محمدی وقانون ملک کے مطابق ہے اور بالکل باقاعدہ ہے۔

انھون نے مجھے یہہ اطلاع دی کہ اس دستاویز (وصیت نامہ) مین شعاع السلطنت کی کل جائداد تفصیل وار درج ہے اور اُس کے کل قرض کی تفصیل یعنی جن جن کا وہ مقروض ہے یا خود اسکا روپیہ جس کسی سے واجب الوصول ہے سب اُس مین درج ہے گویا اُسکی مالی حالت کی صحیح اور حقیقی کیفیت اُس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ میرے مددگار کی ہمشیر نے اُن سے کہا کہ یہہ دستاویز میرے ملاحظہ مین پیش کرون گو اُن کے ایسا کرنیسے اُن بیچاری کی جان ومال کا اندیشہ تھا اور اُن کے بچون کے حقوق تلف ہوتے تھے۔ مگر اِن سب باتون کو انہون نے گوارا کیا اور یہہ خیال کیا کہ اپنے ملک کا فرض سب پر مقدم ومرجح ہے - یہہ وصیت نامہ مین نے لے لیا اور اس کی مدد سے مین نے اس جھوٹ کو ثابت کر دیا جس پر گورنمنٹ روس بھروسہ کئے ہوئے تھی اور اپنے سفیر کی مخالفانہ دست اندازی کو اس معاملہ مین جائز تسلیم کرتی تھی۔

جب ہر سمت یہہ سرگوشیان ہونے لگین کہ مجلس اپنی رائے پر قائم رہے یا روس کے الٹمیٹم کو منظور کرلے - اور ہر طرف شکوک اور بدگمانی

کا تیرہ و تار ابر چھا گیا تو اسوقت ایران کی عورتون نے اپنے وطن کی محبت اور اپنے ملک کی حریت کی حفاظت مین وہ آخری حجاب بھی اُٹھا دیا جس سے اُن کی جنس کا امتیاز تھا اور ایسی دلیری دکھائی کہ ایران کی تاریخ مین یادگار رہیگی۔ کئی دفعہ یہہ افواہ گرم ہوئی کہ اراکین مجلس نے اپنے خفیہ جلسون مین اس باتکو طے کر لیا ہے کہ روسی الٹیمٹیم منظور کر لیا جائے۔ تمام شہر کے لوگ تشویش سے پریشان تھے اور ہر شخص کو یہی فکر تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ہم نے ان لوگون کو اپنا وکیل بنا کے پارلیمنٹ مین بھیجا ہے۔ انھین اپنے فرض کی ادائی پر قائم رکھنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے۔ کسی کے ذہن مین کچھ نہ آتا تھا مگر واہ رے ایران کی عورتین۔ آخر انھین نے اس گتھی کو سلجھایا۔ تین سو عورتین اپنے اپنے محلسراؤن سے نکلین۔ اُن کے قدم سے استقلال ظاہر تھا وہ سب معمولی سیاہ لباس پہنے تھین۔ سفید جالی کا نقاب مُنہ پر ڈالے تھین اکثرون کے ہاتھہ مین پستول تھا اور بعض اپنے دامنون مین دبائے تھین۔ سب کی سب سیدھی پارلیمنٹ کیطرف گئین اور باہر ٹھہر کر صدر نشین کے پاس کہلا بھیجا کہ اندر آنیکی اجازت دیجائے۔ معلوم نہین کہ اس عجیب واقعہ سے سرزمین شیر و خورشید کے ممبران پارلیمنٹ کے دلون پر کیا اثر ہوا ہوگا۔ صدر نشین صاحب نے آنیکی اجازت دی۔ وہ سب اندر داخل ہوئین۔ اور بڑی دلیری سے صدر نشین صاحب کا سامنا کیا۔ اس خیال سے کہ شاید وہ یا اُنکے شرکا مطلب کو نہ سمجھین۔ اُنھون نے اپنی نقابین الٹ دین اور پستول

دکھاکے کہا کہ ہم سب یہہ تصفیہ کرکے آئے ہین کہ اس پارلیمنٹ مین ہمارے شوہر۔ ہمارے لڑکے۔ ہماری بھائی جو اسوقت موجود ہین۔ ان سب کو ابھی اسی وقت مارڈالین گے۔ اگر انھون نے روسی الٹیمیم منظور کرنے کا ذرا بھی خیال ظاہر کیا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم لوگ مرد ہوکے اپنا فرض ادا نہین کرتے اور ملک کی حرّیت اور وقعت کو یون کھونا چاہتے ہو ہم تم سب کو مارنیکے بعد اپنے تئین بھی ہلاک کرڈالین گے اور ہماری لاشین تمھاری لاشون کیساتھ ملجائین گی۔

گو دو ایک ہفتہ کے بعد روسیون کے ہاتھون پارلیمنٹ تو برباد ہوگئی مگر اُس نے وطن فروشی کا داغ اپنے ذمہ نہ لیا۔

یہہ بات محض ایران کی نقاب پوش عورتون کی بدولت ظہور مین آئی۔ جن عورتون کی عمر ایک بلند چار دیواری کے اندر مردون کی اطاعت اور ہر طرح کے ظلم وتعدی مین گذری ہو اور جنہین زمانۂ حال کی تعلیم کا کوئی موقع نہ ملا ہو اُن سے ایسی دلیری ظاہر ہونا ایک عجیب بات تھی۔ اس مین شک نہین کہ مدت العمر کی قید نے اُنھین آزادی کا شایق بنا دیا تھا اور وہ دن رات اپنے ملک کیلئے دعائین مانگتی تھین اور ملک کے ہواخواہونکی کارروائیون کو ایسی نظر سے دیکھتی تھین جیسے کوئی مان اپنے بچے کو دیکھتی ہے اور ایسے آڑے وقت مین جب مردون کے دل بندوق کی گولی۔ پھانسی کے

پھندے اور قید خانہ کے دروازون کے ڈر سے بیٹھے جاتے تھے اُنھون نے یہہ مردانگی دکھائی۔

جب روس نے دیکھا کہ نہ دھمکی سے کام نکلتا ہے نہ رشوت سے مطلب برآری ہوتی ہے تب اس نے بہ زور پارلیمنٹ کو توڑنا چاہا۔

۲۴ دسمبر کو سہ پہر کے وقت وہی معزول مجلس وزرا پارلیمنٹ کے توڑنے کا ذریعہ بنائی گئی۔ روس نے پہلے سے ان لوگون کو رشوتین دے کر ہموار کر رکھا تھا۔ چنانچہ یہہ لوگ فوجی پولیس اور بختیاریون کو لیکر وہان گئے اور کل ممبران پارلیمنٹ اور ملازمین جو موجود تھے۔ سب کو بہ جبر نکال دیا۔ اور اُس کے بعد پھاٹک مین قفل ڈال کے گارڈ سپاہیون کا ایک پہرہ تعینات کر دیا۔ ممبران پارلیمنٹ کو یہہ دھمکی دی گئی کہ اگر پھر وہان واپس آنیکی کوشش کرینگے یا کسی اور جگہہ جمع ہون گے تو انھین سزائے موت دی جائیگی اور شہر طہران اُس وقت سے گویا روس کے ہاتھ مین آگیا اور سارے شہر مین فوجی عمل ہو گیا۔ جن لوگون نے یہہ کام انجام دیا وہ سات وزرائے کیبنٹ تھے جو بجائے خود ڈائرکٹر بن بیٹھے تھے۔ پہلے اُنھون نے یہہ دریافت کر لیا تھا کہ وہ دو ہزار بختیاری جو شاہ معزول کو شکست دیکر واپس آئے تھے اور شہر مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو روسی جاسوسون نے ہموار کر لیا ہے اور انھین یہہ سمجھا دیا ہے کہ روس کی طرفداری مین اُن کا

فائدہ ہے - یہہ معلوم نہین کہ معزول کبنٹ کے ممبرون کو کس قسم کا لالچ یا خوف
دلایا گیا جسکی وجہ سے اُنھون نے اپنے ملک کے خلاف روس کی طرفداری
منظور کرلی - اس مین شک نہین کہ لالچ اور خوف دونون باتین اس مین
شامل تھین - وزیر اعظم بختیاریون کے بڑے سردار تھے اور سردار محتشم
بھی وزیر جنگ بن بیٹھے تھے یہہ دونون شخص ہمیشہ سے تھالی کے بیگن
مشہور تھے - کبھی ملک کے خیر خواہ ہو جاتے تھے اور کبھی خلاف مین سازشین
کرنے لگتے تھے - کسیوقت تو سپاہیانہ آن بان دکھاتے تھے اور کبھی لٹیرے بنجاتے تھے
کچھ تو اُن کا موروثی طمع زر اور پھر روسی فوج اور توپون کا ڈر اُنھین اس
راہ پر لے آیا کہ اپنا ملک ایک غیر سلطنت کے ہاتھ کیسہ زر اور حکومت کے
وعدون پر بیچ ڈالین - گو اس حرکت سے اُن کی ساری عزت و وقعت
خاک مین مل گئی مگر روپیہ تو ضرور ہاتھ آیا اور علاوہ روپیہ کے اُن سے یہہ
وعدہ کیا گیا کہ وزارت ہمیشہ اُنھین کے خاندان مین رہیگی - جب اُنھون نے
پارلیمنٹ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے جو ہمیشہ اُن کیطرف سے بدگمان تھی
تو اسوقت دستوری حکومت کی دوسری مسلح فوج جو یفرم خان کی ماتحت
تھی اس کا دل بیٹھ گیا اور افسوس ہے کہ یہہ بہادر ارمنی بھی اُن سے جا ملا
ان دونون فوجون کی مدد سے اُنھون نے ایران مین دستوری حکومت کا
نام و نشان مٹا دیا - اب یہہ بیچارہ ملک ان سات مشرقی بدمعاش

مدبرین کے پنجہ مین اگیا جو خود روس کے ہاتھ بک چکے تھے۔ افسوس ہے کہ حریت اور ملک کی ترقی کیلئے اہل ایران نے جو بہادری اور دلیری دکھائی تھی اسکا یہہ انجام ہوا۔

اسیدن سہ پہر کو برخاست شدہ پارلیمنٹ کے بہت سے ممبر مجھسے ملنے آئے یہہ لوگ وہ تھے جنھین مین خوب جانتا تھا۔ سب نے یورپ مین تعلیم پائی تھی اور اُن کی ہمت اولوالعزمی۔ ہوشیاری اور حب الوطنی مین کلام نہ تھا۔ اُن کے ہموطنون کا یہہ ناجائز فعل اُن کی نظر مین محض ایک پولیٹکل تغیر نہ تھا بلکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ وہ اسے ایک ایسا شدید جرم بیحرمتی اور بے ایمانی سمجھتے تھے کہ جسکی مثل ہونا غیر ممکن ہے۔ جب وہ آئے تو سب کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے اور آواز لڑکھڑاتی تھی۔ وہ سب اس پس وپیش مین تھے کہ آیا اُن وزرا کو مار ڈالین اور دغاباز بے ایمان بختیاریون کو شہر سے نکال دین۔ جنھون نے دستوری حکومت کو یون برباد کیا یا مشرقی خیال کے بموجب خودکشی کرلین۔ اُنھون نے اس بارہ مین میری صلاح پوچھی اور مین نے اُن کو یہہ رائے دی کہ ہرگز ایسا مت کرو۔ اُن دغابازون کو مارنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے روس اور انگلستان کو اور بہانہ ملیگا کہ ایرانی امن کی صلاحیت نہین رکھتے۔

وہ دستوری حکومت جس کیلئے صدہا آدمیون کی جانین کام آئی تھین۔

جب اسطرح ایک گھنٹہ مین شادی گئی کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی تو اس سے اہل ایران کا تحمل خودداری اور امن پسندی ثابت ہوتی ہے - اگر کسی دوسرے مہذب ملک مین یہہ واقعہ پیش آتا تو خون کی ندیان بہہ جاتین -

مجھ سے اکثر لوگون نے یہہ سوال کیا ہے کہ ایرانی درحقیقت اپنی گورنمنٹ کی اصلاح کی صلاحیت رکھتے ہین یا نہین اور اُن مین فی الحقیقت کوئی سچّا قومی جوش موجود ہے اس لیے کہ عموماً لوگون کا خیال تو یہہ ہے کہ ایرانی بہت ہی ذلیل اور نالائق لوگ ہین - ہم سب جانتے ہین کہ ایک شائستہ اور مہذب ملک مین جہان کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ نہ ہو - حب الوطنی کے نعرے مارنا بہت آسان ہے - لیکن یہہ دیکھنا چاہیئے کہ ستر مسلمان ممبر پارلیمنٹ جنکو ہر لحظہ دشمن کی بے انداز فوج کے حملہ کا ڈر لگا ہو کہ نہ معلوم کیا انجام ہوگا اور ایک زبردست سلطنت کے جاسوس علانیہ ہر طرح کی سازش رشوت اور دہمکی دے رہے ہون ایسی حالت مین ان لوگون کا انکار کرنا کہ روسی الٹیمیٹم نہ منظور کرین گے اور اپنے قوم کی عزت اور حکومت ہاتھ سے نہ دینگے - غالباً اس مسئلہ کو بخوبی حل کر دیتا ہے کہ آیا ایرانیون مین کوئی قومی جوش ہے یا نہین -

جس شخص نے ان لوگون کی مصیبت کو دیکھا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ بے شک اہل ایران اس قابل ہین کہ اُن کیساتھ

محبت وہمدردی کیجائے۔

ان لوگون مین بعض نقص بھی ہین مگر وہ محض ملک کے رسم ورواج کی پابندی کیوجہ سے جو لوگ ایرانیون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ حکمرانی کی قابلیت ہی نہین رکھتے اُن سے بحث کرنا ہی بیکار ہے ع

جواب جاہلان باشد خموشی

البتہ یہہ بات بہی تسلیم کرتا ہون کہ ایرانی دستوری حکومت کے صحیح اصول اور سیاست علمی سے ناواقف تھے مگر اُنھین پوراحق حاصل تھا کہ اپنے ملک کے رسم ورواج۔ اپنے خصائص اور میلان طبع کے لحاظ سے اس میدان مین ترقی کرکے اپنے تئین اہل بناتے۔ ایک قوم کی زندگی کیلئے پانچ برس کی مدت کوئی چیز نہین اتنے قلیل عرصہ مین تو ایک متنفس بھی اپنی اصلاح نہین کرسکتا لیکن یہہ دیکھنا چاہیئے کہ صرف پانچ برس مین ایرانیون نے باوجود ایسی دشواریون اور پریشانیون کے جوان دو سلطنتون کی بدولت پیش آئین کیسی کامیابی کے ساتھ اپنے ملک اور اپنی آزادی کو اُس ظالم کے پنجہ سے بچایا جس نے کئی دفعہ چھین لینے کی کوشش کی۔ افسوس ہے کہ دو یورو پین سلطنتین دنیا کے سامنے یہہ بیان کرتی ہین کہ ایرانی بالکل نالائق نااہل ذلیل لوگ ہین۔ اُن سے اپنے ملک کا انتظام نہین ہوسکتا۔

مگر جب ایران کے زوال حکومت کے حقیقی واقعات لوگون کو معلوم

ہون گے تو منکرسے منکر اشخاص کی نظر سے بھی لاعلمی کا پردہ اُٹھ جائیگا اور یہہ صاف ظاہر ہوگا کہ بیچارہ ایران بعض یوروپین سلطنتون کے بازیچہ گاہ مین مفت شکار رہا۔ ان سلطنتون نے برسون کی مشق کے بعد اس کھیل مین یہہ مہارت پہنچائی ہے کہ کمزور قومین اس بازی مین آسان نوالہ ہو جاتی ہین۔

# آٹھوان باب

## گورنمنٹ ایران کے ساتھ میرے تعلقات۔ تبریز، رشت اور انزالی مین روسی فوج کے ہاتھون قتل عام۔ طہران سے میری روانگی

جب سے صمصام السلطنت کی کبنٹ نے پہلی دسمبر کو مجلس مین یہہ تجویز پیش کی کہ روس کا الٹیمیم منظور کر لینا چاہیے اُس وقت سے مین نے دیکھا کہ وزرا کا برتاو میرے ساتھ بالکل بدل گیا ہے۔ بظاہر اُنھون نے یہہ قصد کر لیا تھا کہ روس کے کسی مطالبہ کو نامنظور نہ کرنا چاہیے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ مین فی الفور استعفا دیکے اُن کے لیے یہہ

طرز عمل آسان کردون اور انھین کسی معاملہ مین مجلس کی منظوری کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

مجھے بذات خود استعفا دینے مین کوئی عذر نہ تھا مگر کسی نے مجھے یہہ خیال اُسوقت تک نہین دلایا جب کہ مجلس نے دومرتبہ بغلبہ آرا کبنٹ کی تجویز کو نامنظور کیا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا بمنزلہ اس کے تھا کہ مجلس کی حقوق ایک ایسے اہم معاملہ مین تصفیہ کرنے کیلئے جو ملک کی خود مختاری سے تعلق رکھتے ہون سلب کرنا ہے۔ تاہم مین نے اس بارہ مین مجلس کے بڑے بڑے مشہور ارکین اور دوسرے عہدہ دارون سے متواتر مشورہ کیا اور اُن سے صاف صاف کہدیا کہ مین ایران مین محض اس لیئے آیا تھا کہ گورنمنٹ ایران کو مدد دون لہذا اگر میرا استعفا دینا گورنمنٹ کے لئے مفید ہو تو مین بخوشی تیار ہون۔ سب نے اسکا جواب یہی دیا کہ مین مجلس کا ملازم ہون لہذا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا مجلس کے اختیارات سلب کرانا ہے اور یہہ چیز بالکل خلاف معاہدہ ہوگی۔ ہر قسم کے لوگ بکثرت روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ اور مجھ سے التجا کرتے تھے کہ کسی حالت مین مین استعفا ندون اس لیئے کہ اُن کی رائے مین میرا استعفا دینا ایران مین دستوری حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔

قانون کی رُو سے صمصام السلطنت کی کبنٹ کا وجود ہی پہلی

پہلی دسمبر کو دوپہر ڈھلے ختم ہوگیا تھا۔ جسوقت مجلس نے اُن کی تجویز کو بغلبہ آرا نامنظور کیا۔ چونکہ بختیاری سردار بوجہ اپنے سرغنہ کے کئی مہینہ تک وزیر اعظم رہنے کی حکومت کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لیئے وہ سرکاری خدمتون سے علیحدہ ہونا نہ چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ بختیاری سردارون اور سفارت روس مین کچھ سمجھوتہ ہوگیا تھا۔ جس سے یہہ صاف ظاہر تھا کہ روس اُن سے اپنے حسب منشا کام لینا چاہیئے۔

جب مجلس نے باقاعدہ طور سے روسی الٹیمیٹم کو نامنظور کیا جسکی گورنمنٹ روس کو امید نہ تھی تو اُسوقت بعض روسی افسر اور روسی جاسوسون نے طہران مین اور ذرائع سے یہہ کوشش کی کہ کم ازکم روسی الٹیمیم کی ایک ظاہری منظوری تو ہو جائے۔ ایسی تشویش اور پریشانی کے ایام مین گورنمنٹ روس نے غربا مین بہت سا روپیہ صرف کیا کئی مسجدون مین جہان بہت سے لوگ جمع تھے (جیسا کہ عموماً موسم خزان مین وہان عادتاً جمع ہوتے ہین بالخصوص اگر شہر مین روٹی کا قحط ہو) اُسوقت ہزارہا ایرانیون کو روس کیطرف سے کھانا تقسیم ہوا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ روس اپنے روپیہ سے یہہ انتظام کر رہا ہے اور محض مجلس کی مخالفت اس قحط کا باعث ہے۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ روس نے غربا کو کھانا تقسیم کرنے مین ایک لاکھ ربل صرف کیئے۔

پہلی دسمبر کی سہ پہر کو پرنس علاءالدولہ کے مارے جانے کے بعد جب

مجلس نے کبنٹ وزرا کو معزول کر دیا اُس وقت مجھے یہہ خبر لی کہ بعض بختیاری سردار جو میرے زیادہ مخالف اور دشمن ہین - اُن کو امیر مجاہد سردار جنگ اور اس دغا باز امیر مفخم نے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ اتابک پارک مین میرے دفتر پر حملہ کرکے خزانہ کو چھین لین - کل کاغذات اور کتابچون کو جلا ڈالین اور اہل امریکہ کو ملازمت سے علیحدہ کردین اسکی وجہ یہہ تھی کہ گذشتہ موسم بہار مین امیر مجاہد اور دوسرے بختیاری سردارون نے فوجی تیاری کیلئے بہت سی رقمین مجھ سے وصول کی تھین اور مین اُن سے حساب طلب کر رہا تھا -

جب یہہ خبر مجھے پہنچی تو مین نے ایک ایرانی دوست کو ان بختیاریونکے پاس بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ اگر فی الحقیقت ایسی حماقت کرنا چاہتے ہین تو ذرا اس پر مکرر غور کرلین - اس سے میری غرض صرف یہہ تھی کہ انھین معلوم ہوجائے کہ مین ان کی کارروائیون سے غافل نہین ہون - اس کے بعد مین نے اتابک پارک کے فوجی پہرہ مین پچاس جوان اور اضافہ کر دیئے اور اب کل فوجی جوان ایک سو پچاس وہان موجود تھے - بختیاریون کو کبھی وہان آنیکی جرات نہین ہوئی - اس واقعہ کے چند ہی روز بعد یفرم خان اور بختیاری سردارون مین جھگڑا ہوگیا اور کئی دن تک یہہ اندیشہ رہا کہ یفرم خان کی فوجی پولیس سے تلوار چل جائیگی - یفرم خان نے اُسوقت شہر کی کوتوالی سے

استعفا دیدیا تھا - یہہ افواہ گرم تھی کہ بختیاری جن پر روز بروز روس کا اثر بڑھ رہا ہے - یفرم خان کی پولیس سے ہتھیار لینے کی فکر کر رہے ہین اور ان کا ارادہ ہے کہ قزاق بریگیڈ کی مدد سے طہران مین پولیس کا انتظام کرین اور روسی کرنل ڈوپولسکی کو ان کا افسر قرار دین - اس افواہ سے شہر مین بہت بے چینی اور ابتری پھیلی - اور خونریزی کا اندیشہ تھا - دو ہزار فدائی اس بات پر تلے ہوئے تھے - کہ اس معاملہ مین وہ ضرور لڑین گے مگر کسیطرح یفرم خان اور بختیاریون کی نزع کا تصفیہ ہوگیا اور یفرم خان نے پھر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا -

روسی افسر کا اتابک پارک کے گرد گشت لگایا کرتے تھے - چنانچہ چوتھی دسمبر کو ایک صاحب نے پھاٹک کے محافظین کو برا بھلا بھی کہا -

وثوق الدولہ وزیرامور خارجہ اور ان کے بھائی قوام السلطنت وزیر داخلہ ان دونون کا برتاؤ اب میرے ساتھ بالکل بدل گیا - گو اس سے پہلے یہہ دونون میری دوستی کا دم بھرتے تھے - اُن کے برتاؤ مین یہہ تغیر اُس وقت واقع ہوا جب اُنھون نے سنا کہ مین نے مسٹر لیکافرے کو تبریز اس لیئے بھیجا ہے کہ وہان کی سرکاری مالگزاری مین جو تغلب و تصرف ہوا ہے اسکی تحقیقات کرین - اس صوبہ کی آمدنی دس لاکھ تومان تھی - مگر میرے جائزہ لینے سے کئی مہینہ پیشتر اور کل موسم سرما بھر جبکہ مین صدر المہام خزانہ تھا ایک

جب بھی وہان سے گورنمنٹ کو وصول نہین ہوا۔ یہہ چیز بہت ہی عجیب تھی اسلیئے
کہ موسم گرما مالگزاری وصول ہونیکا وقت ہے۔ خانگی طور سے مجھے یہہ معلوم ہوا
کہ ٹیکس کلکٹر نے خوب اپنی جیبین بھر لی ہین اور وہ نہ میری اور نہ گورنمنٹ کی
کچھ پروا کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ہم لوگ اس کا کچھ نہ کر سکینگے اس لیے کہ
وہ ان دونون وزرا (وثوق الدولہ اور قوام السلطنت) کے پدر بزرگوار
ہین۔ چنانچہ یہی سبب تھا جسکی وجہ سے یہہ لوگ مجھ سے کشیدہ ہوگئے تھے۔

ایران مین سازشین ایسی گہری ہوتی ہین اور ذاتی اغراض کا اتنا خیال
کیا جاتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہین۔ یہہ دونون وزرا روسی الٹیمیٹم منظور کرنیکی
تائید مین تھے محض اس لئے کہ اُس مین ایک شرط یہہ بھی تھی کہ مسٹر لیکافرے
فی الفور ایران کی ملازمت سے علیحدہ کردیے جائین۔

یہہ واقعہ مین نے اس لیئے بیان کیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ
مجلس شوریٰ برخاست ہونے کے بعد میرے اور کیبنٹ وزرا کے تعلقات
کیسے تھے۔

مجلس نے میرا تقرر کیا تھا اور اُسی مجلس نے اس معاہدہ کو منظور کیا تھا
جسکی رو سے ملک کے مالی انتظامات میرے تفویض ہوئے اور مجلس نے
۱۳۔ جون کو ایک قانون پاس کردیا تھا جسکا مقصد یہہ تھا کہ مین اپنے فرائض
کی انجام وہی مین کسی کیبنٹ کے زیر اثر نہ رہون۔ چنانچہ اسی وجہ سے اوّل

مجلس برخاست کرنیکی کوشش کی گئی اور بعینہ یہی وجوہ عہدہ اران قرض عثمانیہ سکے بہائے جانے کا باعث ہوئے تھے۔

جب مجلس بزور برخاست کردی گئی تب ہم اہل امریکہ کی حالت ہی دوسری ہوگئی اسلیے کہ جس نے ہمین نوکر رکھا تھا اسی کا وجود باقی نہ رہا۔ اب اگر ہم رہنا چاہتے تو خواہ مخواہ کبنٹ وزرا کی حکومت کو تسلیم کرتے مگر مجھے اسکی خواہش نہ تھی۔ مجلس برخاست ہونیسے ہمین کوئی امید نہ رہی کہ اب اہل ایران کی بہبودی کیلئے ہم اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دیسکین گے اور مین نے یہہ خیال کرلیا کہ اب کام کا خاتمہ ہے۔

۲۴- دسمبر سے پہلے کبنٹ وزرا نے کئی دفعہ میرے پاس کہلا بھیجا تھا کہ مین استعفا دیدون۔ بلکہ وزرا نے بذات خود مجھے یہہ لالچ دلایا کہ علاوہ اُس معاوضہ کے جو از روئے معاہدہ گورنمنٹ سے مجھے ملنا چاہیئے۔ وہ شیر و خورشید کا اعلیٰ تمغہ جو بڑے بڑے جلیل القدر لوگون کیلئے مخصوص ہے مجھے دلائین گے جس سے اس امر کی تصدیق ہوگی کہ مین نے اہل ایران کی خدمات کیسے انجام دیئے اور نیز مجھے اپنا جانشین نامزد کرنے کا اختیار دیا جائیگا اور اس کے علاوہ دوسرے مختلف اعزاز عطا ہون گے مین نے ان سب باتون کا یہہ جواب دیا کہ جب تک اراکین مجلس کی طرف سے (گو غیر سرکاری طریقہ پر سہی) اس امر کی تصدیق نہ ہولے گی کہ میرے استعفا دینے سے انہین

کوئی نقصان نہ پہنچیگا اُس وقت تک مین استعفا نہین دیسکتا اب رہا شیر و خورشید کا مرصع تمغہ اور دوسرے عطیات جنکا لالچ مجھے دلایا جاتا ہے : اگر یہہ بھی مجلس کیطرف سے مجھے عطا ہون تو مضائقہ نہین ورنہ مین ان چیزونکی پروا نہین کرتا مجھے معلوم ہوا کہ وزرائے کیبنٹ میرے اس جواب سے ناخوش ہوئے۔ ۲۴ دسمبر سے پہلے کیبنٹ نے میرے ساتھ علانیہ مخالفت شروع کردی تھی اور بختیاری سرداروں نے یہہ دھمکیاں دین کہ میرے مکان پر حملہ کرکے خزانہ لوٹ لین گے۔

مجلس کی برخاستگی نے ایران مین دستوری حکومت کا خاتمہ کردیا۔

دوسرے روز سہ پہر کو جو کرسمس کا دن تھا۔ وزیر امور خارجہ مجھسے ملنے آئے اور فارسی مین ایک خط پیش کیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بخدمت آنریبل مسٹر شوستر!

آپ واقف ہین کہ ۹۔ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کی شام کو مجلس کیطرف سے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا اور اُسے یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ گورنمنٹ روس کیطرف سے جو الٹیمٹیم پیش ہوا ہے اُسکا تصفیہ کرے چنانچہ سلخ ذی الحجہ کو کمیشن نے بتائید مجلس وزرا یہہ طے کیا کہ الٹیمٹیم منظور کیا جائے اور اس فیصلہ کی اطلاع سفارت[۱] روس کو بھیجدی گئی۔

[۱] نہ کوئی باقاعدہ کمیشن مقرر ہوا تھا اور نہ اسے اس تصفیہ کا اختیار تھا راقم کے پاس لکھ سکے[illegible]

چونکہ منجملہ شرائط الٹیمیٹم ایک شرط یہہ ہے کہ آپ گورنمنٹ ایران کی ملازمت سے علیحدہ کئے جائین اور مالی کام آپ سے لے لیا جائے - لہذا ہم آپ کو اسکی اطلاع دیتے ہین - اب رہا صدر المہام خزانہ کا دفتر یا کتابچہ وغیرہ آپ کس کو سپرد کرین اور دوسرے اہل امریکہ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہین اُن کی نسبت کیا عمل ہو اس کے متعلق گورنمنٹ آپ کو مابعد اطلاع دیگی -

اس خط پر سابق کے سات وزرا کے دستخط تھے جن مین صمصام السلطنة اور وثوق الدولہ بھی شامل تھے - جب میری علحدگی کا یہہ بیقاعدہ حکم مجھے ملا تو اسوقت تین طریقون مین کوئی بھی ایک طریقہ مین اختیار کرسکتا تھا -

(۱) اس حکم کو منظور کرلیتا -

(۲) اس کے منظور کرنیسے قطعی انکار کرتا -

(۳) اسکا کچھ جواب نہ دیتا اور کبنٹ پر چھوڑ دیتا کہ اس بارہ مین اور جو کچھ مزید کارروائی چاہے کرے - اگر مین آخر الذکر طریقہ اختیار کرتا تو کسی نہ کسی حیلہ سے ایران مین رہ سکتا تھا - اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کرتا تو طہران مین سخت بلوہ اور خون ریزی ہوتی - سب لوگ مجلس برخاست ہونے سے سخت ناراض تھے اور اگر مین وزرا کے مقابلہ پر آجاتا تو معلوم نہین کیا

---

اسکے متعلق کل کاغذات موجود ہین اور سب سے بڑا ثبوت اس امر کا کہ مجلس نے ان لوگونکو کسی قسم کا اختیار نہین دیا تھا یہ ہے کہ ان لوگون نے مجھے موقوف کرنیکی کوشش سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اول مجلس کو برخاست کرین -

نتیجہ ہوتا۔

مجلس کے بہت سے ارکین ایک جگہ جمع ہوکے اس امر کا اعلان کرنیوالے تھے کہ مجلس بالکل بیقاعدہ برخاست کیگئی ہے۔ نائب السلطنت نے اپنے حلف کے خلاف عمل کیا۔ اور دوسرے وزرا مکار و دغاباز ہین۔ اگر یفرم خان کی پولیس اور طہران مین دو ہزار بختیاری موجود نہ ہوتے تو سارے شہر مین ایک بلوہ عظیم بپا ہوتا۔ یفرم خان نے اپنے پولیس اور ان بختیاریون کے پہرے جابجا تعینات کردیئے اور اہل طہران کو بلوہ کرنے سے باز رکھا۔ یفرم خان اور وزرا بالخصوص وثوق الدولہ نے اپنے مکانات کے گرد بہت سے پہرے تعینات کئے تھے مگر اس پر بھی لوگ ان نمکحرام وزرا پر حملہ کرنیسے باز نہ آتے اگر قزاق برگیڈ اور روس کی ایک فوج کثیر خاص شہر مین اور شہر سے صرف اسی میل کے فاصلہ پر قزوین مین موجود نہ ہوتی۔

ان وجوہ سے مین نے یہہ تصفیہ کیا کہ اب میرا فرض ہے کہ اس جھگڑے سے علیحدگی اختیار کرون اور اب ایران مین اہل امریکہ کا زیادہ رہنا بالکل بیکار ہے چنانچہ مین نے ۲۷ دسمبر کو اس تحریر کا حسب ذیل جواب دیا۔

"بجواب مراسلہ مجلس وزرا نگارش ہے کہ اس حکم کی تعمیل باقاعدہ اسوقت کیجائیگی جب مجھے یہہ اطلاع ہو کہ مین اپنی خدمت کا چارج کس کو دون اور میرے چودہ امریکن مددگار کا تصفیہ جس کے متعلق یہہ لکھا گیا ہے کہ کونسل مجھے

بعد کو اطلاع دی گئی کیا ہوگا اس وقت جو خاص امر زیر غور ہے وہ میرے امریکن
مددگارون کی آیندہ ملازمانہ حیثیت ہے؟"

کرسمس کے کچھ دن پہلے مجھے یہہ اطلاع دی گئی کہ کل امریکن اور ایرانی
عہدہ داران پولیس خزانہ مجھ سے ملنا چاہتے ہین یہہ واقعہ اسوقت کا ہے
جب کہ کسی کو یہہ گمان بھی نہ تھا کہ کبنٹ وزرا مجلس کو برخاست کرنے والی ہے
یہہ لوگ کرسمس کے دن سہ پہر کو مجھ سے ملنے آئے اور مین سب سے
ملا کیونکہ مین اس بات سے واقف ہو چکا تھا کہ طہران مین لوگ افواہ اڑا رہے ہیں
بڑے شائق ہین اور ایک دن پہلے کبنٹ وزرا کی تجویز پر جو جوش ہوا تھا
اس کی خبر تمام شہر مین پھیل چکی تھی۔ مین نے احتیاطاً ان سب کو متنبہ کیا کہ
آپ لوگ محض مالی انتظامات کے محکمہ کے عہدہ دار ہین آپ لوگون کو چاہیئے
کہ پولیٹکل معاملات یا پولیٹکل مباحثون سے احتراز کرین۔ جسوقت مین اپنے
عہدہ دارون سے یہہ کہہ رہا تھا بہت سے نوکر اور دوسرے لوگ بھی وہان
موجود تھے۔ تاہم جس بات کا مجھے ڈر تھا آخر وہ ظہور مین آئی۔ مین نے تو ان
لوگون سے نصیحتاً یہہ گفتگو کی مگر اس کی افواہ یہہ پھیلی کہ مین نے خزانہ کی فوجی
پولیس کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اُن کے ذریعہ سے
مجلس کو پھر بحال کرون۔ چنانچہ چند گھنٹہ بعد مجلس وزرا نے اسی مضمون کا
ایک مراسلہ بھیجا۔

۲۴ - دسمبر کو گورنر تبریز کے پاس سے یہہ خبر آئی کہ روسی فوج نے جو وہان تعینات تھی باشندون کو قتل کرنا شروع کیا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ تار کاٹ دیے گئے اور خبر کا آنا موقوف ہوگیا اور بہت سی روسی فوج جلفہ سے تبریز کو آرہی ہے - تبریز مین لڑائی کا اصل سبب نہ معلوم ہوا البتہ یہہ کہا گیا کہ چند روسی سپاہی ۲۰ - دسمبر دس بجے رات کو پولیس کے ہیڈ تھانہ کی چھت پر چڑھے کہ ٹیلیفون کا تار درست کرین اُس وقت ایرانی پہرہ والون نے اُنھین لوٹا چکا اُنھون نے گولی سے جواب دیا اس کے بعد صبح ہوتے ہی لڑائی شروع ہوگئی اور کئی دن تک جاری رہی - گورنر تبریز نے یہہ اطلاع دی کہ روسی فوج نے بڑے مظالم کیے - سیکڑون بیگناہ عورتون اور بچون کو سڑکون پر ہلاک کر ڈالا اس وقت تبریز کے گرد چار ہزار روسی فوج معہ دو توپ خانون کے موجود تھی - تبریز کے ایک ہزار فدائیون نے قدیم قلعہ ارک مین پناہ لی - اُن کے پاس نہ توپ خانہ تھا اور نہ عمدہ ہتھیار تھے روسیون نے اس قلعہ پر گولہ باری کی اور بہت سے فدائی مارے گئے - روسی فوج کی کثیر تعداد اور توپ خانہ نے بالآخر اس جگہ کو فتح کر لیا اور پھر اس کے بعد ایسا ظلم کیا کہ کسی ایرانی کی آبرو یا جان کو نہ چھوڑا -

ایک دفعہ موسیو پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانہ روس متعینہ طہران نے روسی فوج کے جرنل کو یہہ تار دیا کہ تبریز مین لڑائی موقوف کی جائے

اسلیے کہ پایۂ تخت مین معاملات طے ہو رہے ہین - مگر اس جنرل نے یہ جواب دیا کہ
مین ویسراے کوہ قاف کے حکم کا تابع ہون - آپ کے حکم کو نہین مان سکتا -

۶ جنوری کو جس روز محرم کی دسوین تاریخ تھی اور اہل ایران کے مذہب
مین یہہ ایک نہایت رنج والم کا دن تھا روسی جنرل نے تبریز کے دار الامارہ
پر روسی جھنڈے چڑھا دیئے اور تبریز کے ایک بڑے مجتہد شوکت الاسلام
کو مع اور دو مجتہد اور پانچ عمائدین شہر سب کو پھانسی پر لٹکا دیا - ان پانچ عمائدین
مین کئی اعلی عہدہ دار گورنمنٹ ایران بھی شامل تھے - روسیون کی اس ظالمانہ
حرکت اور بیحرمتی کا ایرانیون پر ویسا ہی اثر ہوا جیسا کہ اہل انگلستان پر ہو سکتا
ہے اگر آرچ بشپ آف کنٹربری کو گڈ فرائڈے کے دن پھانسی دی جائے
یہہ تشبیہ میری نہین ہے بلکہ ایک بڑے انگریزی نامہ نگار کے الفاظ ہین اُس
وقت سے برابر ایرانیون کو پھانسی دینا یا گولی سے مارنا جاری رہا اور تبریز
مین روسی جب کسی کو دستوری حکومت کا مؤید سمجھتے تھے اُسے فوراً پھانسی دے
دیتے تھے یا گولی سے مار دیتے تھے جب پہلی پہل وہان لڑائی شروع ہوئی
ہے تو اسوقت سینٹ پیٹرس برگ مین فارن آفس کے ایک معزز عہدہ دار
نے اخبار کے ایک نامہ نگار سے یہہ بیان کیا کہ جب تک دستوری حکومت
والون کا بالکل قلع وقمع نہو جائے گا اُس وقت تک قتل عام جاری
رہے گا -

بہت سے لوگ اخبار مین اس واقعہ کو پڑھ کے کانپ اٹھے اور انہین روس کے وہ مظالم یاد آ گئے جو اسکوبیلاف نے ترکستان مین ۱۸۸۱ء مین بیچارے بے بس ترکمانون پر کیے تھے۔ اُس ظالم نے آٹھ ہزار ترکمانون کو صرف یہہ کہکے ہلاک کر دیا کہ ایشیا مین امن کا قیام مقتولین کی تعداد پر منحصر ہے لوگونکو غریب چینیون کی غمناک داستان بھی یاد آ گئی جو بیچارے دریائے امور کے کنارے ولاڈی وسٹک مین بسے تھے۔ ۱۹۰۰ء مین روسیون نے اُن سے کہا کہ فوراً وہان سے چلے جائین اور جب اُن بیچارون نے یہہ عذر کیا کہ کوئی جہاز یا کشتی یہان موجود نہین ہے جو ہمین دوسرے مقام پر پہنچا دے تو روسیون نے اُن سے کہا کہ دریا مین چلے جاؤ اور محض اتنے کہنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ سنگینونکی نوک سے کل باشندون کو دریا مین ڈبو دیا۔

یہہ واقعات معلوم ہونیکے بعد اب روس کے نیم سرکاری اخبار نود و ورمیا کا یہہ بیان بخوبی سمجھ مین آ سکتا ہے کہ ایسی حالتون مین اسطرح کا ظلم عین رحم ہے۔ تبریز کے کل باشندے گویا خطا وار تھے۔ اور اُن کو سزا دینا ضرور تھا۔ مگر روسی زیادتیون کی بھی ایک حد ہونی چاہیئے۔

تجربہ نے یہہ بات ثابت کر دی ہے کہ گورنمنٹ روس باختیار ہونیکے بعد ایسے معاملات مین جو کچھ کہتی ہے اُسے پورا کرنے مین کوئی تسمہ نہین اُٹھا رکھتی۔ مین یہہ کہسکتا ہون کہ تبریز کے کل مظالم دنیا پر کبھی ظاہر نہ ہون گے

اور روس نے بھی بخوبی اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ بنی نوع انسان کو گولی سے مارنا پھانسی دینا اور طرح طرح کے مظالم کرنا۔ توپ کے منہ سے اڑا دینا بیگناہ عورتون اور بچون کو شہر کی گلیون مین ذبح کروالنا یا اس سے بھی بڑھکر اور زیادتیون کے مرتکب ہونا ایک ایسی قوم کی فوج اور اُس کے افسرونکے لیئے بہت ہی خوشنما فعل ہے جسکا بادشاہ امن کا مدعی ہے اور اپنے تیئن بنی نوع انسان کا دوست کہتا ہے۔

ایک صریح واقعہ یہہ ہے کہ جس وقت تبریز مین لڑائی شروع ہوئی روسی فوج نے رشت اور انزلی مین جو کئی سو میل وہان سے تھا۔ ایرانی پولیس اور وہان کے بہت سے باشندون کو بلا کسی اطلاع یا اشتعال کے گولی سے مارنا شروع کردیا اور لطف یہہ ہے کہ یہہ واقعہ اُسدن ہوا جسروز کبینٹ وزرائے ایران نے سفارت خانۂ روس کو اس امر کی باقاعدہ اطلاع کردی تھی کہ روسی الٹیمیٹم منظور کرلیا گیا۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اہل ایران کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ اگر الٹیمیٹم منظور ہوجائے گا تو اُس صورت مین روسی فوج جو حملہ آور ہورہی ہے فوراً واپس ہوجایگی اور گورنمنٹ روس نے بھی گورنمنٹ برطانیہ کے اس اعلان کی تصدیق کی تھی البتہ یہہ کہا تھا کہ سرحد پر کچھ فوج روک لی جایگی تاکہ کوئی اور نیا واقعہ نہ پیش آئے۔

ایسی حالت مین کیا یہہ ممکن ہے کہ بیچارے بیکس ایرانیون نے تبریز یا رشت

اور انزلی مین روس کی کثیر التعداد فوج پر حملہ آوری کی سبقت کی ہو۔

۲۵- دسمبر سے ۷- جنوری تک نکمے اموروزرا کے خلاف لوگون کا غصہ ترقی کرتا رہا۔ وہ یہہ کہتے تھے کہ ان نکمے امون نے ہمین غیرون کے ہاتھ فروخت کرڈالا اس عرصہ مین ملک کے تمام اضلاع اور صوبہ جات سے تار پر تار آتے رہے کہ نائب السلطنت اور کبنٹ وزرا نے جو دستوری حکومت پر حملہ کیا ہے اسکی انھین سزا دینی چاہیئے۔ مین نے وزرا کے پاس بار بار یہہ کہلا بھیجا کہ میری علیحدگی کے حکم سے خزانہ کے معاملات بالکل ابتر ہو رہے ہین اور اگر فی الفور کوئی انتظام نہ کیا جائے گا تو مین اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو اپنی خدمت کا جائزہ دیکر طہران سے چلا جاؤن گا۔ کبنٹ وزرا اور نائب السلطنت نے یہہ منظور کیا کہ مسٹر کیرنس میرے جانشین ہون۔ اگرچہ مسٹر کیرنس بھی یہان رہنے پر راضی نہ تھے مگر سفارت برطانیہ اور سفارت روس نے ایرانیون کو ڈانٹا کہ اگر سوائے مسٹر مارناڈ منتظم محصول خانہ جات جنگی کے اور کسی شخص کو میری جگہ پر مقرر کرینگے تو سخت سزا دی جائیگی۔ دو ہفتہ تک مین اس کوشش مین رہا کہ کبنٹ وزرا کوئی مناسب انتظام کرے مگر کچھ نہ ہوا۔ تب مین نے ساتوین جنوری کو اپنی خدمت کا جائزہ مسٹر کیرنس کو دیدیا اور دو دن پہلے مین نے کبنٹ وزرا کو اس امر کی اطلاع بھی کر دی تھی کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر کوئی انتظام میری سبکدوشی کا نہ کیا جائیگا تو مین ایسا ہی کرون گا۔

چنانچہ دوپہر تک مین نے اپنا دفتر مسٹر کیرنس کو سپرد کردیا اور ضروری رسیدات وغیرہ سے لیئے اور وزرا و بنیک کو اُس کی اطلاع کردی۔ مسٹر ہیکاسکی کو مین نے اپنی طرف سے مختار عام مقرر کردیا کہ اگر کسی معاملہ مین سرکاری کاغذات یا حسابات وغیرہ کے متعلق کچھ بازپرس ہو تو میری طرف سے جوابدہی کرین۔

چھ گھنٹے بعد وزرا کے ایک وکیل نے مجھے ٹیلیفون دیا کہ وہ ایک ضروری مراسلہ میرے پاس لا رہے ہین استنے مین وہ تشریف لائے اور نائب السلطنت و وزرا کی طرف سے ایک حکمنامہ پڑھکر سنایا جس مین یہہ لکھا تھا کہ مسٹر مارنارڈ منصرم صدر المہام خزانہ مقرر کیئے گئے۔ مین نے یہہ تحریر مسٹر کیرنس کو دیدی جنھون نے میری خدمت کا جایزہ لیا تھا۔

اس طرح کی کارروائی کرنا خاص ایرانیون کا ڈھنگ ہے۔ وزرا خوب جانتے تھے کہ مین کبھی مسٹر مارنارڈ کو اپنی خدمت کا جائزہ نہ دون گا اس لیے کہ مین اس شخص کی بیضابطگیون اور غبن سے خوب واقف تھا اور یہہ شخص ایران مین بہت بدنام بھی تھا۔

مسٹر کیرنس نے فوراً وزرا کو اطلاع دی کہ وہ خزانہ کا جائزہ دینے پر تیار ہین اور وہ مع اپنے تیرہ ۱۳ امریکن مددگارون کے جنکے ساتھ گورنمنٹ ایران نے بدعہدی کی ہے ملک سے چلا جانا چاہتے ہین۔

نوین جنوری کو نائب السلطنت نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ وہ بھی مجھسے خدا حافظ " کہنا چاہتے ہین اور نوعمر شاہ بھی اس امر کے خواہشمند ہین کہ مجھسے ملین اور میری خدمات کا اعتراف کرین - مجھسے کہا گیا کہ دوسرے روز مین وہان جاؤن -

چنانچہ مین دوسرے دن گویا آخری دفعہ گاڑی مین سوار ہوکے دربار کو گیا - جہان اعلیحضرت شاہ ایران مجھسے ملنا چاہتے تھے - مین دردولت پر پہنچا اور سمر - افسردہ دل اہل دربار - عہدہ دار اور نوکرون کی لمبی لمبی قطارین ہوکے گذرا - شاہ بہت ہی مرعوب معلوم ہوتے تھے - جیسا کہ عموماً ایک خانگی ملاقات کے موقعہ پر اسطرح کا اثر ہوتا ہے - اُنھون نے ایک مترجم کے ذریعہ سے گفتگو کی اور میرا بہت شکریہ ادا کیا کہ مین نے اُن کے ملک کی اصلاح انتظام مین بہت کچھ کوشش کی - مین نے اُن کو دعا دی اور یہہ کہا کہ خدا آپ کو کامیاب کرے اور آپ کا ملک آباد اور آسودہ رہے - گو مین جانتا تھا کہ اس بیچارے کو کبھی امن نصیب نہ ہوگا -

اعلیحضرت نے لبطور یادگار اپنی ایک خاص تصویر بھیجنے کا وعدہ فرمایا - گو مجھے توقع نہ تھی کہ وہ مجھ تک کبھی پہونچیگی -

وہان سے مین رخصت ہوکے نائب السلطنت کے پاس گیا - اور کئی گھنٹہ تک باتین کرتا رہا - اُنھون نے بھی میرے جانے پر بہت اظہار تاسف کیا

اور یہہ کہا کہ معلوم نہین اب آیندہ ملک کا کیا انجام ہوگا۔

اس ہفتہ مین مسٹر کیرنس سفیر روس اور سفیر برطانیہ سے مراسلت کرتے رہے اور دونون سفرا نے اس بات سے اتفاق کیا کہ الٹیمیٹم منظور ہونے سے اہل امریکہ کے معاہدات کی بد عہدی ہوئی ہے لہذا اُنھین ملک سے جانیکا پورا حق حاصل ہے۔ چونکہ مسٹر کیرنس کو معلوم تھا کہ وزراے ایران محض سفیر روس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین لہذا اُنھون نے بیکار وقت ضایع کرنے سے مناسب یہی سمجھا کہ بالراست کل معاملات سفیر روس کے ذریعہ سے طے کرلین۔

مین نے اپنے سفر کی تیاری شروع کی اور جمعرات کے دن ۱۱ جنوری کو مین علی الصباح اتابک پارک سے انزلی کو روانہ ہوا نایب السلطنت نے میرے لیے ایک نئی موٹر بھیجدی جو ابھی حال مین شاہ اور خود اُن کے استعمال کیلئے آئی تھی۔ ہمارے ساتھ مسز شوسٹر تھین ہماری دو چھوٹی لڑکیان۔ اُن کی معلمہ اور مسٹر ایڈورڈ بل سکرٹری سفارت خانۂ امریکہ متعینۂ طہران بھی تھے۔ جو تھوڑے دنون کے لیے پیرس جارہے تھے۔ ہمارے اسباب کے صندوق پیشتر سے روانہ ہوگئے تھے اور اب مسئلہ غور طلب صرف یہہ تھا کہ آیا ہم اُن بلند پہاڑی گھاٹیون سے گذر جائینگے جو طہران اور بحر کیسپین کے درمیان حایل ہین اور قبل اس کے کہ بوجہ برف باری کے وہ دشوار گزار ہو جائین۔

یہہ صبح بہت ہی سہانی تھی۔ طہران کی پشت پر برف پوش پہاڑ نظر آرہے تھے

آفتاب طلوع ہو چکا تھا اور ہوا بہت ہی خوشگوار تھی۔ قدرت نے تو یہ ظاہری سامان مسرت مہیا کر دیے تھے مگر ہمارے دل رنجیدہ تھے اس لیے کہ ہم جس کام کیلئے ایران آئے تھے اور ہمین اُمید تھی کہ بہت کچھ کر دکھائین گے اسکا انجام ایسا ناگوار ہوا۔

جسوقت مین اہل امریکہ اور اپنے ایرانی احباب کے بیچ مین کھڑا تھا۔ جن کی صورتین غمگین نظر آتی تھین اور چاھتا تھا کہ موٹر مین سوار ہوجاؤن اسوقت مجھے وہ شام یاد آئی جب مین آٹھ مہینے پہلے اسی مقام پر اُترا تھا اور وہ سارا سمان آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ افسوس ہے کہ ایسے متحمل ستم رسیدہ اہل اسلام جو دنیا مین اپنی حالت کو درست کرنا چاہتے تھے۔ اُن کی ساری اُمیدون کو ایسی بیرحمی کے ساتھ ایک قوم کی فوج نے پامال کیا جو اپنے تئین مہذب اور عیسائی کہتی ہے۔

ہم ساڑھے نو بجے تک طہران کے پھاٹک سے باہر ہوگئے۔ مسٹر وارنٹ شاہ کا فرانسیسی شوفر موٹر چلا رہا تھا۔ مین کبھی اُس حالت کو نہ بھولونگا جو طہران کی پیچیدہ سڑکین اور گلیان چھوڑ کر باہر سنسان شاہراہ پر آنیسے مجھپر طاری ہوئی۔ گذشتہ آٹھ مہینون کے واقعات مجھے یاد آنے لگے کسی انسان کا دل ایسے یاس وحسرت کے نظارے سے بھر آئیگا۔ میری یہہ دلی آرزو تھی کہ اہل ایران کی خدمت کرونگا۔ جب اہل طہران کو میری روانگی کا دن معلوم

ہوا تو اُنھون سے اپنے کئی وکیل میرے پاس بھیجے کہ بہت سے لوگ مجھ سے ملنے اور خدا حافظ کہنے کو آنا چاہتے ہین۔ مین سے یہہ جواب دیا کہ اسطرح کا اظہار جوش مناسب نہین ہے اور مین نے سُنا کہ جب کبنٹ وزرا کو اس کی خبر ہوئی تو اُنھون سے بذریعۂ پولیس مختلف گروہون کے سرغناؤن کے پاس کہلا بھیجا کہ اسطرح کا مجمع نہ کیا جائے۔ جب ہماری موٹر باغ شاہ کی بارک کے پاس سے گذری تو ہم سے دیکھا کہ خزانہ کی فوجی پولیس وہان قواعد کر رہی ہے یہہ لوگ سب بہت اچھے جوان سھتے اور اگر میری مجوزہ تجویز پوری ہو جاتی تو اس مین شک نہین کہ ایران کے بہت سے اہم مسائل بہ آسانی حل ہو سکتے۔

اُسیدن سہ پہر کو ساڑھے تین بجے ہم قزوین پہونچے اور شہر مین سے ہو کے گذرے۔ ہم سے دیکھا کہ ہر طرف روسی فوج پڑی ہوئی ہے جس وقت ہم شہر کے دوسرے پھاٹک سے گزر رہے تھے تو وہان پچاس ساٹھ روسی سپاہی کھڑے تھے اُن مین بعض نے جھک کر پتھر اُٹھائے مگر چونکہ ہماری موٹر بہت تیزی سے جا رہی تھی اُن کی سنگ اندازی سے کچھ نقصان نہ پہنچا۔ بجز اس واقعہ کے اور کسی قسم کی کج خلقی ہمارے ساتھ راہ مین نہین کی گئی۔

جب ہم بوٹینک پہنچے جو قزوین سے ۱۵ میل پر ایک چھوٹا سا مسافر بنگلہ ہے تو برف کا طوفان شروع ہوا اور دس منٹ تک ایسی سخت برفباری

ہوئی کہ سڑک بالکل چھپ گئی - مجبوراً ہمین اس چھوٹے سے تنگی جھونپڑے مین ٹھہرنا پڑا - اور رات وہین گزاری - دوسرے دن صبح کو یہہ معلوم ہوا کہ سڑک بالکل مسدود ہے اور گھاٹیون کے راستے سے گذرنا ممکن نہین - موٹر کے انجن مین تمام برف جم گئی تھی اور اُس کے گھلنے کے لیئے دو گھنٹہ درکار تھے ہم ساڑھے دس بجے پھر روانہ ہوئے اور جب ایک گھاٹی کی بلندی پر پہنچے تو دیکھا کہ سڑک پر چار چار فٹ برف جمی ہے - سڑک کے مزدورون کی مدد سے کئی دفعہ برف کو ہٹا کے ہم آگے بڑھے اور مسٹر وارنٹ سا ہوسٹ یا رموٹر چلانیوالا اگر نہ ہوتا تو دشوار تھا کہ پچاس گھوڑون کی قوت کی موٹر آسانی کیساتھ اس دشوار گزار سڑک سے گذر سکتی اور ہم اُسی دن شام کو پانچ بجے قزوین پہنچ سکتے دوسرے دن سہ پہر کو پانچ گھنٹہ کی مسافت طے کر کے ہم انزلی پہنچے راہ مین بہت سی روسی فوجین جابجا مارچ کرتی ہوئی ہمکو ملین - ایک روسی جنگی جہاز بندرگاہ مین موجود تھا اور شہر پر روسی سفیر کی حکومت تھی - دوسرے دن ۱۴ جنوریکو روسیون کا سال نو تھا اسلیے جنگی جہاز سے توپون کی سلامی سر ہوئی تھی - اُسیدن سہ پہر کو ہم باکو سے روسی جہاز طہران نامی پر سوار ہوئے اور ساڑھے پانچ بجے وہان سے روانہ ہوگئے - چونکہ برف باری کی وجہ سے ایسا تیرہ و تار تھا کہ ایران کا ساحل اور انزلی کی قندیلین ہماری نظر سے جلد اُوجھل ہوگئین - چنانچہ اُس قدیم ملک ایران مین اہل امریکہ کے مالی انتظامات

کی تاریخ کا مختصر باب یون ختم ہوتا ہے۔

# نوان باب

## نائب السلطنت اور دوسرے مختلف عہدہ داران گورنمنٹ اور مجلس کے خصائل۔ اہل ایران کی قابلیت اور اُنکے خصائل

موجودہ نائب السلطنت ایران ابو القاسم خان ناصر الملک ضلع ہمدان کے باشندے ہین۔ اُنھون نے آکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم پائی اور سر ایڈورڈ گرے موجودہ فارن سکرٹری دولت برطانیہ کے ہم سبق تھے۔ وہ لارڈ کرزن کے بھی بڑے دوست ہین۔ مظفر الدین شاہ کے زمانہ مین ناصر الملک وزیر مال مقرر ہوئے اور امین الدولہ مرحوم کے عہد وزارت مین چھ مہینہ تک اس خدمت پر رہے اس کے بعد گورنر کردستان مقرر ہوئے اور اس خدمت کو اُنھون نے چار سال تک انجام دیا۔ جب ایران مین دستوری حکومت قایم ہوئی تو ایکسال کے بعد وہ صدر نشین کونسل وزرا بنائے گئے اور وزارت مال کا بھی تعلق اُنھین سے رہا۔ اُنھون نے اس صیغہ مین بعض ضروری اصلاحات شروع ہی کی تھے کہ محمد علیشاہ نے اُنھین قید کر دیا اور قریب تھا کہ وہ قتل کئے جائین۔ مگر سفارت برطانیہ نے بیچ مین پڑکے اُن کی رہائی کرائی۔ وہ



ABU'L-QASIM KHAN, NASIRU'L-MULK, THE PRESENT REGENT OF PERSIA.

چھوٹتے ہی یورپ کو روانہ ہوگئے اور وہان اسوقت تک رہے جبکہ محمد علی تخت سے اُتارا گیا اور سنہ ۱۹۰۹ع مین پھر دستوری حکومت کا تسلط ہوا۔ تب وہ طہران واپس آئے مگر کسی خدمت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کیا لیکن اپنی قوم اور وزرا و اراکین مجلس کو مشورہ سے مدد دیتے رہے اُس کے بعد وہ پھر یورپ چلے گئے اور اس دفعہ محض اپنی اور اپنے فرزند کی صحت کیلئے یہہ دوسرا سفر کیا۔ جب سابق نائب السلطنت آزاد الملک نے انتقال کیا تو مجلس نے اُنھین پھر نائب السلطنت مقرر کیا اور آٹھوین فروری سنہ ۱۹۱۱ع کو وہ پھر طہران واپس آئے اور اس خدمت کا جائزہ لیا۔

جب سے مجھے اُنکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا وہ میرے و نیز دوسرے اہل امریکہ جو مال کے عہدہ دار تھے۔ بہت مداح رہے اور برابر مہربانی کیساتھ پیش آئے۔ مین آٹھ مہینہ طہران مین رہا مگر اس مدت مین سے دسمبر کا مہینہ نکال دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس مہینہ مین مجھے گورنمنٹ ایران سے کوئی خاص تعلق نہ رہا تہا۔ ان آٹھ مہینوں مین مجھے بارہا اُن سے ملنے اور مختلف مسائل ملکی پر آزادی کیساتھ صحبت کرنے کا موقعہ ملا۔ نائب السلطنت ایک نہایت خلیق اور بارعب وار آدمی ہین۔ انگریزی اور فرنچ بہت عمدہ طرح سے بولتے ہین۔ اس کے علاوہ اُن کی لیاقت اور تجربہ اتنا وسیع ہے کہ ان وقتون کو بخوبی سمجھ سکتے ہین جو اہل ایران کو ایک دستوری حکومت

قایم کرنے مین پیش آئی ہین اور انھین لوگون کو ہموار کرنے مین ایک خاص ملکہ رہنے اور اپنے ہموطنون کے نقائص اور اُن کی ضرورتون پر بہت قابلیت کے ساتھ گفتگو کرسکتے ہین۔ مین نے اُن کی نسبت ایک عام رائے یہہ قایم کی کہ وہ ایک ذکی الطبع۔ وسیع المعلومات اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہین۔ مگر یہہ رائے اُن سے ابتدائی ملاقات کے بعد قایم ہوئی تھی لیکن بعد کو جب متواتر اُن سے ملنے اور بحث کرنیکا موقعہ آیا اور مین نے یہہ کوشش کی کہ ان کی مدد اور اُنکے ذریعہ سے بعض تجاویز اصلاح صیغۂ مال جاری کرون تو اُسوقت مین نے دیکھا کہ وہ بجائے مدد دینے اور سہولت پیدا کرنے کے دشواریان اور دقتین پیش کرنے کے بہت شایق تھے۔ اکثر اوقات اُنکی باتون سے مجھے یہہ محسوس ہوا کہ گویا مین ایک جان بلب طبیب سے گفتگو کر رہا ہون جو اپنے مرض کی آپ تشخیص کر رہا ہے۔ اس مین شک نہین ہے کہ اُن کی تشخیص قابل تعریف ہے۔ مگر اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ تشخیص کنندہ چند روزہ مہمان ہے ایک دفعہ اُن سے دو گھنٹہ تک ایک معاملہ مین گفتگو رہی اور آخر کار مین بیدل ہو کے وہان سے چلے آیا۔ مگر جو کچھ انھون نے بیان کیا تھا مین اسکی متعلق کوئی اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ اُن کی باتین کچھ عجیب گومگو ہوتی تھین جو نہ تسلیم ہی کیجا سکتی تھین اور نہ اُن کی تردید ممکن تھی۔ مین نے اور بہت سے یوروپین اور ایرانیون سے بھی یہی سُنا کہ ناصر الملک کے متعلق وہ میرے

ہم خیال ہین - غالباً سب سے بڑا نقص ناصرالملک مین یہہ تہا کہ اُنھین
ہمیشہ اس بات کا ڈر لگا تھا کہ مختلف خفیہ جماعتین طہران مین قایم ہین جن کی
وجہ سے اُن کی جان اور اُن کی خدمت خطرہ مین ہے - ایک دفعہ انھون نے
مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ دوسری دفعہ یورپ گئے ہین تو اُن کا ارادہ نہ تھا
کہ پھر واپس آئین گے - آزادالملک کے نائب السلطنت مقرر ہونے سے پہلے
اُن سے کہا گیا تھا کہ نائب السلطنت کی خدمت کو قبول کرین مگر انہون نے
صاف انکار کر دیا تھا اور اب یہہ قصد کر لیا تھا کہ اس میدان مین قدم ہی نہ رکھینگے
اُسوقت اراکین مجلس نے باتفاق آرا انھین نائب السلطنت مقرر کرنا چاہا تھا
آزادالملک کے انتقال کے بعد ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء مین جب مجلس کیطرف سے پھر یہ
تجویز ہوئی کہ وہ نائب السلطنت مقرر ہون تو اسوقت مجلس کا اعتدال پسند
گروہ اس کے موافق تھا - مگر جمہوری پسند گروہ اسکا مخالف تھا - آخرالذکر گروہ
نے ایک اور شخص مستوفی الممالک کو اس خدمت کیلئے تجویز کیا تھا جو نہایت
نیکنام تھے اور اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے - مگر کچھ بحث کے بعد مجلس کے دونون
گروہ متفق ہو گئے - اور ناصرالملک نائب السلطنت مقرر ہوئے - ناصرالملک
اہل یورپ مین بہت ممتاز مشہور تھے بالخصوص سر ایڈورڈ گرے انکی بہت
قدر کرتے تھے جس کیوجہ سے یہہ خیال تھا کہ اُن کے نائب السلطنت ہونے سے
ایران کو فائدہ پہنچیگا اور یوروپین سلطنتین ایران کو دوستانہ مدد دینگی - قبل

ہے سکے کہ وہ طہران واپس آئین اُن کے پاس بعض گمنام خط پہنچے جن مین یہہ
لکھا تھا کہ اگر واپس آؤ گے تو مارے جاؤگے اس سے اُن کے دل پر ایسا
اثر ہوا کہ اُنھون نے اپنی روانگی ملتوی کر دی اور اس لپس و پیش مین رہے کہ
ایران واپس جائین یا نہ جائین - آخر کار جب اُنھون نے لندن اور پیرس
سے طہران کی راہ لی تو کئی مقامات سے مجلس کے نام بڑے بڑے تار
بھیجے جن مین بعض شرائط پیش کیے اور یہہ لکھا کہ وہ شرائط منظور ہونے پر
خدمت کا جائزہ لین گے - منجملہ ان شرطون کے ایک خاص شرط یہہ تھی کہ مجلس
اپنے تئین چند گروہون مین تقسیم کرے اور جس گروہ کو غلبہ حاصل ہو وہ کبنٹ
مقرر کرے - اور یہہ کبنٹ اس وقت تک اُس گروہ کے ماتحت سمجھی جائے
جب تک کہ اُسے غلبہ حاصل رہے اور اس کی تجویزات کی تعمیل کرے -
اسمین شک نہین کہ اصولاً ناصر الملک کی یہہ تجویز درست تھی جس کو مجلس نے
منظور بھی کر لیا - دستوری حکومت کیلئے اسطرح کی تجویز بہت ضرور تھی - لیکن
اہل ایران عجب طرح کے لوگ ہین اور چونکہ انھین دستوری حکومت کا بالکل
تجربہ نہین - اس لیے جب اُن مین تفریق واقع ہوئی تو آپس مین سخت
رقابت اور ذاتی خصومت پیدا ہو گئی - یہان تک کہ اعتدال پسند گروہ جمہوریت
پسند گروہ کا دشمن ہو گیا -

اس تفریق سے پہلے مجلس کے ارکین گو آپس مین اکثر مختلف الرائے تھے

مگر اپنے تئین ایک سمجھتے تھے اور فدائی یا دستوری حکومت کے طرفدار کہلاتے تھے۔ اور اُن کی ساری کوشش سچی حب الوطنی پر مبنی ہوتی تھی اور جو کوئی معاملہ پیش آتا تھا اس کے سطے کرنے مین سب ایکدل ہو جاتے تھے۔ آپس مین بوجہ اختلاف رائے کوئی خصومت نہ ہوتی تھی۔ ایرانی پارلیمینٹ مین جو پھوٹ پڑی اس کے بانی ناصر الملک تھے۔ یہہ بات اُن کی نسبت اعتراضاً نہین کہی گئی بلکہ صرف ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے جو کچھ اُنھون نے کیا اس مین شک نہین کہ نیک نیتی سے کیا مگر اُن کو یہہ خیال کرنا چاہیئے تھا کہ اُن کے ہموطن ابھی ایسے لائق اور واقف کار نہین ہین۔ اور اُن مین نقص اور کمزوریان موجود ہین۔ یہہ طرز عمل یعنی مجلس مین دو گروہ پیدا کر دینا گورنمنٹ کیلئے عملاً مفید ہوگا یا مضر۔ مین نے بارہا انھین مجلس کی رقابت اور سخت مخاصمت کی نسبت شکایت کرتے سُنا اور وہ یہہ کہتے تھے کہ انھین وجوہ سے ملک مین ترقی نہین ہونے پاتی۔ افسوس یہہ ہے کہ خود اُنھون نے اس نفاق کا بیج بویا مگر یہہ بات اُن کی سمجھ مین نہ آتی تھی۔

جب وہ یورپ سے طہران روانہ ہوئے اور قزوین تک پہنچے تھے کہ انھین اس بات کا ایسا سخت گمان پیدا ہوا کہ وہ عنقریب کسی پولیٹکل قاتل کے ہاتھ سے مارے جائینگے۔ چنانچہ جب وہ راہ مین تھوڑی دیر آرام کرنے کیلیئے ایک ڈاک بنگلہ مین اُترے تو ایک بڑے ماسر پستول کو زدے

ہاتھ مین دبائے رہے حالانکہ انھین اس کا چلانا بھی نہ آتا تھا۔

اپنی خدمت کا جائزہ لینے کے بعد انھون نے مجلس کو بہت سے پیغامات بھیجے جن مین اکثر عمدہ تھے اور جن سے اُن کی قابلیت ٹپکتی تھی مثلاً انھون نے یہہ کہلا بھیجا کہ نائب السلطنت کے اختیارات بالکل برائے نام کرنے مین کوئی دانشمندی نہین ہے تاہم دستوری حکومت نے جو اختیارات اُن کے لیے معین کیئے ہین اُن پر وہ پابند رہین گے اور مزید اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہ کرینگے۔ چنانچہ جب تک وہ نائب السلطنت رہے اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ اگر کوئی اور زبردست یا شہرت پسند آدمی ہوتا اور اُسے ایسی وقعت حاصل ہوتی یا یوروپ مین اتنا با اثر ہوتا جیسے کہ ناصر الملک تھے تو نہ معلوم وہ کیا کرتا۔ میرا تو یہہ خیال ہے کہ وہ بآسانی ملک کا اصلی حاکم بنجاتا مجھے طہران آکے تھوڑا زمانہ ہوا تھا کہ ایکدن نائب السلطنت نے یہہ کہا کہ وہ یہان نہین رہسکتے۔ اُن کے دشمن ایسی سخت مخالفت کر رہے ہین کہ انھین کچھ کرنے ہی نہین دیتے لہذا اُن کا ٹھہرنا بیکار ہے۔ مناسب یہہ ہو گا کہ اُنھین یورپ جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ دُول یورپ کے سامنے ایران کا مسئلہ پیش کرین۔ مگر عام رائے یہہ تھی کہ اُن کا جانا مناسب نہین ہے۔ اُن کے چلے جانے سے موجودہ حالت پر بہت ہی بُرا اثر پڑیگا۔ گو وہ میری روانگی تک طہران مین موجود تھے مگر اس آٹھ مہینے کے عرصہ مین ہمیشہ

یورپ جانیکا تقاضہ کرتے رہے بعض دفعہ توان کا اصرار ایسا سخت ہوتا تھا کہ قابل افسوس اور مضحک واقعات پیش آتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ بہت سے ممبران مجلس کو اپنے مکان پر بلاتے تھے اور ان سے کئی گھنٹہ تک یہہ بحث کرکے کہ ان لوگون کی نا اہلی کیوجہ سے ایران کے سارے معاملات ابتر ہورہے ہین۔ دفعتاً اُن سے اپنا ارادہ یہہ ظاہر کرتے تھے کہ یورپ چلے جائین گے۔

آخر ماہ ستمبر مین قبل اس کے کہ یفرم خان اور بختیاریون کی فوج پرنس سالارالدولہ کو شکست دے نائب السلطنت نے ایکدن بہت سے ممبران مجلس جن مین زیادہ تر جمہوریت پسند لوگ تھے اپنے مکان "چہل حوض" پر بلائے یہہ مکان طہران کے باہر واقع تھا اور اُن کا ایک بہارستانی تفرج گاہ تھا اول اُنھون نے ایک لمبی تقریر کی جیسے کہ عموماً کسی ناٹک مین اسٹیج پر کیجاتی ہے۔ بعدازان اپنا سینہ برہنہ کرکے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے کیون نہین مار ڈالتے۔ اگر آپ نہین مارین گے تو مین خود اپنے تئین ہلاک کرلون گا یہہ کہکر دوسرے کمرہ کی طرف پستول لانے کو جھپٹے مگر لوگون نے اُنھین پکڑلیا اور اس وقت تک مضبوط پکڑے رہے جب تک کہ اُنکے حواس کو سکون نہ ہولیا۔ اسی مہینہ مین ایکدفعہ پھر اُنھون نے چند ممبران مجلس کو اپنے مکان گلستان پر جو طہران مین واقع ہے۔ دس بجے راتکو بلایا اور روسی اخبار اسکی سلوو کا ایک مضمون پڑھ کے سخت شکایت

شروع کی۔ اس مضمون مین اُن پر نکتہ چینی کیگئی تھی۔ کہنے لگے کہ جمہوریت پسند لوگون نے، اُن پر بُہتان لگائے ہین۔ اتفاق سے پرنس سلیمان مرزا رکن رکین جمہوریت پسند وہان موجود تھے اُنھون نے اپنی جیب سے ایک اخبار نکال کے دکھایا کہ نائب السلطنت کی نسبت جمہوریت پسند لوگون کے جو خیالات ہین وہ اس مین درج ہین۔ اُنھون نے کہا کہ یہہ کافی نہین ہے۔ آپ کو چاہیے کہ روسی اخبار کے مضمون کی باضابطہ تردید کرین۔ سلیمان میرزا نے جواب دیا کہ یہہ تو مین کبھی نہ کرون گا اس لیے کہ ہم لوگون کا یہہ کام نہین ہے کہ غیر ملک کے اخبارونکی تردید کرتے پھرین۔ اس پر نائب السلطنت اپنی جگہ پر اُچھلے اور چلّا کے سینہ پیٹ کے رو رو کے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے مارڈالنا چاہتے ہین پھر کیون نہین مارڈالتے۔ مین آج ہی شب کو چلا جاؤن گا۔ غرض کہ دو گھنٹہ تک اسی قسم کی بے لطف گفتگو رہی جسکو باہر سب نوکر اور پہرے والے بھی سُنا کیئے تب نائب السلطنت نے اپنے منشی کو بُلا کر اُس سے اپنا استعفا لکھوایا اور آخر مین یہہ لکھا کہ "مین اس لیے استعفا دیتا ہون کہ جمہوریت پسند لوگ میرے خلاف ہین۔ اور مجھ سے نفرت کرتے ہین" اس کے بعد اُنھون نے کہا کہ آپ لوگ اسپر دستخط کرین اور اس بات کے ضامن ہون کہ مجھے صحیح سلامت ملک کے باہر کر دین گے۔ جب ارکین مجلس اور بعض وزرا نے جو وہان موجود تھے دستخط کرنے سے انکار کیا تو نائب السلطنت وہان سے اُٹھ کے بھاگے

اور اپنے کوچمین کو پکارنا شروع کیا مگر پھر لوگ اُنھین پکڑ کے گھسیٹ لائے غرض کہ تین بجے تک یہی لغویت ہوتی رہی۔

میری رائے مین ناصر الملک کا انتخاب نائب السلطنت کی خدمت کے لیے بالکل ناموزون تھا۔ اہل ایران کی حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ ایک بہت ہی زبردست اور قوی الرائے شخص اُن پر حاکم ہوتا۔ نائب السلطنت گو کیسے ہی لایق ہون مگر بہت کمزور آدمی تھے۔ بعض معاملات مین تو اُن سے انصاف بھی نہ ہوسکتا تھا۔ وہ خودستائی کے عادی تھے اور ہر معاملہ مین اُنھین سب سے پہلے اپنی شان اور ذاتی رتبہ کا بہت خیال رہتا تھا مجلس اور وزرا کی نسبت ہمیشہ اُن کا یہہ اعتراض رہا کہ وہ لوگ اُنھین پالٹکس مین پھنسانا چاہتے ہین نائب السلطنت کا درجہ مثل شاہ انگلستان کے نہایت محترم ہونا چاہیئے اور ہر شخص اُن کی عزت کرے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اُنھین ہمیشہ اپنی برتری اور ذاتیات کی فکر رہی اور جو دشوار کام اُن کے تفویض کیا گیا تھا اس کی کچھ پروانہ کی۔

ایران مین جتنے دن مین رہا اکثر وزرائے کیبنٹ اور دوسرے اعلی عہدہ داروں سے سابقہ پڑا۔ بہ استثنا چند لوگون کے اور سب کو مین نے نااہل پایا۔ اس مین شک نہین کہ ان مین اکثر تعلیم یافتہ اور لائق لوگ تھے مگر جو کام اُن کے تعلق تھا اس کی اہلیت نہ رکھتے تھے اور یہہ نہ جانتے تھے کہ اپنے ملک کی خدمت کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہہ سچ ہے کہ اگر اس اصول کی

پابندی کیجائے تو دوسرے ممالک مین بھی بہت سے عہدہ دار نا قابل ثابت ہون گے مگر ان لوگون مین خودغرضی ذاتی منفعت اور گورنمنٹ کو نقصان پہونچاکے روپیہ حاصل کرنیکی خواہش بہت بڑھی ہوئی تھی - یہہ لوگ عموماً طبقۂ امرا سے منتخب ہوئے تھے اور اس مین شک نہین کہ ایران کا طبقۂ امرا بہت ہی ذلیل اور نالائق تھا - یہہ لوگ یا تو ملک کی اصلاح کو پسند ہی نہ کرتے تھے یا اُن مین قابلیت نہ تھی اس لیے کہ جب کبھی کسی انتظامی اصلاح سے اُن کو یا اُن کے دوستون کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا تھا اُسکی مخالفت کرتے تھے -

اراکین مجلس بالکل دوسرے قسم کے لوگ تھے اُن مین کچھ طبقۂ اُمرا یا دولتمند زمیندارون کا جز وبھی شامل تھا مگر عموماً یہہ لوگ طبقہ متوسطین سے تھے اُن مین اکثر قانون دان یا ڈاکٹر تھے اور بعض منشی یا دفاتر کی چھوٹی خدمتون پر رہچکے تھے - بہت سے اراکین مجتہد یا مُلّا تھے - خیر کچھ ہو وہ سب کے سب یہہ سمجھتے تھے کہ رعایا نے اُنھین منتخب کیا ہے - کسی حکومت کے اختیار سے وہ نہین مقرر ہوئے ہین - پس اُن کا فرض ہے کہ اپنے ہموطنون کے حقوق کی حفاظت کرین بلکہ اُن مین اکثر کا یہہ اعتقاد تھا کہ وہ اہل ایران کے قائم مقام ہین اور دستوری حکومت کیلئے لڑنا اُن کا فرض عین ہے - اس مجلس کی نسبت مختلف رائین ہوچکی ہین اور ہوتی رہین گی - برطانیہ اور روس کا تو یہہ

بیان ہے کہ ایک نالائق اور ناواقف لوگون کا مجمع تھا۔ اور اُن کا یہہ کہنا اپنے اغراض کے لحاظ سے حق بجانب ہے اس لیے کہ اُن کے سفرا جو طہران مین متعین تھے۔ انھین اس بات کا خوب تجربہ ہو گیا کہ اس مجلس کو جو اشخاص وکلائے ملک سے مرکب تھی۔ کوئی حکم یا دھمکی دینا ایسا آسان نہین جیسا کہ شاہان سابق کے کسی درباری رفیق کے کان مین چپکے سے ایک بات کہنا مین سمجھتا ہون کہ دنیا کی تاریخ مین کہین ایسی مثال نہ ملیگی کہ جو لوگ صدیون سے بادشاہی حکومت کے عادی ہون۔ دفعتاً ایک دستوری حکومت کے اہل ہو جائین اور اس کے چلانے مین اعلیٰ درجہ کی پولیٹکل عقلمندی اور قانونی قابلیت ظاہر کرین۔ یہہ چیز کسی کے سمجھ مین نہین آسکتی اور کوئی سمجھدار آدمی اس کو مشکل سے تسلیم کریگا۔ جس تاریخ سے پارلیمنٹ قایم ہوئی اُسکے ممبرون کو پہلے محض اپنے وجود ہی کیلیئے لڑنا پڑا۔ محمد علیشاہ کے مقابلہ مین جسکی کمک پر دو بڑی سلطنتین تھین اُن بیچارون کی کیا ہستی اور کیا بساط تھی۔ بالآخر نتیجہ یہہ ہوا کہ کرنل لیاخوف اور اُس کے قزاقون نے توپون سے اُس مکان ہی کو اُڑا دیا جہان پارلیمنٹ ہوتی تھی اُن بیچارون کو ملک کی اصلاح یا انتظام کا موقعہ ہی نہ ملا اور نہ انھین اس بات کی کوئی اُمید رہی کہ جو کچھ وہ تجویز کرینگے اُسکی تعمیل کیجائیگی۔

دوسری پارلیمنٹ جس کے کل ممبرون سے مین واقف تھا اگر اُس کا

مقابلہ برطانیہ کی پارلیمنٹ یا امریکہ کے کانگرس سے کیا جائے تو بیشک اُنکے
مقابلہ مین یہہ کچھ نہ تھی مگر یہہ بات بہت تعجب خیز ہوگی اگر ایک بالکل ناواقف
اور ناتجربہ کار گورنمنٹ ایک ایسے ملک مین جہان صدیون سے بدنظمی اور ابتری
پھیلی ہو ابتدا ہی سے اپنے ملک کا انتظام ایسی خوبی کیساتھ کرینگے جیسے کہ
دوسری سلطنین صدہا برس کے تجربہ کے بعد انجام دے رہی ہین ان لوگونکو
دستوری حکومت کی باریکیون سے جو ناواقفیت تھی ہمین اُس کیلیئے کچھ رعایت
کرنی چاہیئے - اصل سوال یہہ ہے کہ آیا یہ مجلس اہل ایران کے جدید خیالات کی مؤید
تھی یا نہین اسکو ممبر تو عموماً معمولی لیاقت سے بہت زیادہ قابلیت رکھتے تھے بلکہ بعض نے تو ایسی دلیری انسانیت
اور غیر معمولی قابلیت دکھائی کہ مین متحیر ہو گیا سب کو اسبات کا یقین تہا کہ انکے ملک کی
نجات ان کی کوششون پر موقوف ہے - اگر دستوری حکومت ایک مضبوط اور مستقل
بنیاد پر قایم ہو جائے گی تو اس کے ذریعہ سے وہ ملک مین امن پھیلا سکین گے
اور ملک ترقی کر سکیگا - اس کے علاوہ اغیارون کے ہاتھ جو اُن کا ملک
بک رہا ہے وہ بچ جائیگا اور آیندہ روس اور انگلستان کی پولیٹکل دست اندازی
موقوف رہے گی - دوسری مجلس کے کل اراکین بہ استثنائے چنداس ارادے
مین بدل وجان مصروف تھے جو کوئی تجویز ملک کی بہبودی کیلیئے اسکے سامنے
پیش ہوئی اُسے اُنھون نے بڑے جوش کے ساتھ منظور کیا - وہ بیچارے
مالی معاملات سے زیادہ واقف نہ تھے اس لیے اُنھون نے اس نقص کو

سمجھا اور وہ کسی غیر ملکی مشیر پر پورا بھروسہ کرنے کیلیئے آمادہ دتیار تھے بشرطیکہ وہ پولیٹکل سازشون اور رشوت ستانیون کا معقول انسداد کر سکتا اور اہل ایران کی بہبودی چاہتا۔

صحیح طور پر ہم کسی پارلیمنٹ کو نااہل نہین کہہ سکتے جبکہ ساری قوم اُسکی طرفدار ہو اور اُس کے ممبر اپنے اختیارات کو پہچانتے ہون اور اپنے ملک کی وقعت اور شاہی حقوق کے تحفظ کیلیئے اپنی جانین تک دینے کو آمادہ ہون تمام اُمرا اور عہدہ داران کیبنٹ کی کوششین ترقی معکوس کیطرف تھین اور کل ایرانی عہدہ دار رشوت ستانی کے عادی ستھے ان سب پر اگر کسی کا ڈر یا دباؤ تھا تو وہ یہی مجلس تھی۔ جب تک یہہ مجلس باقی رہی لوگ ڈرتے رہے کہ اگر کوئی بے اعتدالی ظاہر ہوگئی تو مجلس مین رعایا کیطرف سے فریاد کیجاویگی مجلس ایک راست اور ترقی پذیر انتظام کی طرفدار تھی۔ جبدن یہہ مجلس غیر سلطنتون کے اغراض سے برخاست کیگئی اُسروز سے ایران مین دستوری حکومت کی اُمید بالکل منقطع ہوگئی۔ جس طریقہ سے یہہ مجلس برخاست کی گئی اہل ایران کبھی اسکو جائز تسلیم نہ کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مجلس کیساتھ اُن کی آزادی اُنکے حقوق۔ اُن کی قومیت اور اُن کے ملک کی آیندہ خودمختاری وابستہ ہے۔

جب تک مجلس قائم تھی۔ کل معاملات بہت جلد طے ہوتے تھے البتہ بعض موقعون پر طرفداری کی بُو آجاتی تھی۔ مگر اس عیب سے بڑی بڑی قدیم

مجلسین بھی خالی نہین۔

پولیٹکل معنون مین گو یہہ مجلس کل رعایا کی قائم مقام نہ کہی جائے اس لیے کہ اندازاً بہت تھوڑے لوگون نے اسکے ممبرون کے انتخاب مین حصہ لیا تھا مگر اس مین شک نہین کہ ایرانیون کی یہہ صحیح قایم مقام تھی۔ اور مثل اس کے کوئی اور جماعت اس ملک مین نہین قایم ہوئی اول تو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ دستوری حکومت کو انتخاب کے معاملہ مین کیسی دشواریان حائل تھین اسکے وجود کو جایز تسلیم کرنیکے لیئے صرف یہہ کافی تھا کہ ایرانیون کا ایک گروہ کثیر وفاداری کے ساتھ اسکا طرفدار تھا۔ گورنمنٹ روس اور دولت برطانیہ بار بار اپنے سفرا کو جو طہران مین تعینات تھے یہہ ہدایت کرتی تھین کہ یہہ اجارہ حاصل کر دیا وہ اجارہ روک دو مگر انھین یہہ خبر نہ تھی کہ وہ دن گئے جب بارہ ملین بندگان خدا کی جانین اور اُن کے حقوق ایک ایسے ظالم کے ہاتھ مین تھے جو آسانی سے ڈرایا جا سکتا تھا یا جو خوشی بخوشی رشوت لے سکتا تھا جب لوگون نے یہہ پارلیمنٹ قایم کی اور ریل۔ معدن اور دوسرے اجارے دینے کا اختیار پارلیمنٹ کے ہاتھ مین آیا تو ان سلطنتون کو وہ پرانی سہولت اپنے حسب دلخواہ کام نکال لینے کی مفقود ہوگئی یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیئے کہ ان دو سلطنتون کے خفیہ اغراض پورے ہونے مین یہہ مجلس سدراہ تھی اور اس لیے دونون سلطنتین بار بار یہہ شور مچاتی تھین کہ ایران مین اُن کے حقوق خطرہ مین آگئے ہین۔

اب رہے اہل ایران۔ اُن کی نسبت کوئی عام رائے دینا دشوار ہے۔ ایران مین زراعت پیشہ کسان اور دوسرے قبائل کثرت سے آباد ہین اور یہہ سب شدت سے جاہل ہین۔ مگراس کے ساتھ ہی ہزارہا ایرانی یورپ مین تعلیم پاچکے ہین یا تعلیم کے بعد دنیا کی سیاحت کرچکے ہین ایرانی عموماً نہایت خلیق مہربان اور متواضع ہوتے ہین۔ غیر ملک والون کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے ہین دولتمند لوگون مین فرنچ اور کچھ کچھ انگریزی بھی بولی جاتی ہے۔ ان لوگون مین بعض نے بتائید عوام اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے کہ اُن مین مغربی تہذیب اور خیالات اختراع کرنے کی قابلیت ہے ان لوگون نے باوجود ایسی دشواریون کے بادشاہت کو جمہوریت سے بدل دیا اور مساوات کی یہہ نوبت پہنچائی کہ کوئی شخص جو قابلیت رکھتا ہو۔ اعلی سے اعلیٰ خدمت پانے کا مستحق بن گیا۔ بہ حیثیت ایک قوم کے ایرانیون نے گذشتہ پانچ برس مین تعلیم حاصل کرنیکی ایسی خواہش ظاہر کی جسکی مثال نہین مل سکتی۔ دستوری حکومت کے زمانہ مین صدہا مدرسے قائم ہوئے اور راتون رات حیرت انگیز اخبار جاری ہوگئے اور نڈر نامہ نگار پیدا ہوگئے جو ہر قسم کی بے انصافی اور ظلم پر خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی جرات کے ساتھ قلم فرسائی کرنے لگے۔ ایرانی یہہ چاہتے تھے کہ یورپ کے تمدنی۔ مذہبی اور کاروباری اصول کلیتاً اختیار کرلین۔ اور ترقی یافتہ قومون کے مثل ہوجائین اُن مین ایشیائی بیچینی کا وہ جوش اُبل رہا تھا جو اب ہندوستان مین بھی پھیلا ہوا ہے

اور جو ٹرکی مین نوجوان ترکون کو وجود مین لایا اور جس کی وجہ سے ابھی حال مین چین مین دستوری حکومت کی بنا پڑی ہے - مشرق اب بیدار ہوگیا ہے بیچارہ ایران خواب غفلت سے بیدار تو ہوا مگر بہت دیر مین - اس نے روشنی تک پہنچنے مین ہاتھ پاؤن مارے - مگر ایک ایسی سلطنت نے اُسے بہت جلد دبا دیا جسکی قوت کا دار و مدار تاریکی پر ہے -

# دسوان باب

سنہ ۱۹۱۱ع مین یورپ کا میدان سیاست - برطانیہ اور روس کی حکمت عملیان - معاہدہ پوٹسڈیم اور روس و جرمنی کے درمیان ایک خفیہ سمجھوتہ - فوجی اغراض کیلئے ایران ہضم کرنیکا خیال - صدرالمہام خزانہ پر سر ایڈورڈ گرے کے اعتراضات - معاہدہ روس و انگلستان

زتعظیم و تواضع ہائے خصم ایمن مشو صائب
کہ خم کردن صیاد آفت ہاست مرغان را

جسطرح شتر مرغ دشمن کے تعاقب سے بچنے کیلئے اپنی مُنڈی ریت مین چھپا دیتا ہے - اسیطرح مجلس برخاست ہونیکے بعد سے ایران مین اُسی پرانی چال پر عمل ہو رہا ہے - بظاہر روس و برطانیہ نے یہہ خیال کیا ہے کہ طہران مین

کسی باوشاہ کو کاٹھ کا پتلہ بنا کر رکھنا مناسب ہے اس مین مصلحت یہہ ہے کہ دنیا کے اعتراض سے بچین گے کہ اس بدبخت ملک مین کیا ہو رہا ہے -

چنانچہ ایک صاحب نے طہران سے اخبار نیرالیسٹ مورخہ ۱۲ - مارچ ۱۹۱۲ء مین ایک مضمون لکھا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

"گورنمنٹ ایران کا وجود برائے نام قایم رکھنے سے ان سلطنتون کا یہہ مقصد ہے کہ ہر طرح کی ذمہ داری سے بچین اور اُس کے ساتھ ہی اپنے اغراض خاطرخواہ پورے کرین -

میری رائے مین یہہ دونون سلطنتین جن سے مراد برطانیہ اور روس ہی بجائے خود کچھ ہی سمجھی ہون لیکن اب دنیا ایسے ہتھکنڈون سے خوب واقف ہو گئی ہے - اسطرح کی فریب دہی سے واقعات کا بطلان نہین ہو سکتا - کاغذی گھوڑے دوڑا کے دنیا کی آنکھ مین خاک جھونکنا اور بین الاقوامی قزاقی کو غلط ثابت کرنا کوئی ذی فہم تسلیم نہ کریگا -

اصل یہہ ہے کہ روس اور برطانیہ اس معاملہ مین قرن وسطیٰ کی چال چل رہے ہین - کوئی ایسا بیوقوف نہین ہے جو اس چال کو سمجھ نہ سکے یہان تک کہ خود ان کے ایرانی اور یہودی چیلے جو اب گورنمنٹ ایران کے رکن رکین ہین اور روس سے رشوتین لیکر اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین وہ بھی اس بات کو خوب سمجھتے ہین -

بلکہ میرے خیال مین اہل برطانیہ بھی اس سے ناواقف نہین اس لیے کہ اب اہل انگلستان سر ایڈورڈ گرے کی پُراسرار سنجیدگی سے تھک گئے ہین۔ جب کبھی اُن سے پارلیمنٹ مین یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایران مین روس کا طرز عمل یا برٹش پالیسی کیا ہے تو وہ صاف صاف اسکا جواب نہین دیتے اور گذشتہ پانچ سال مین جب کبھی اُن سے پوچھا گیا تو یہی جواب دیا کہ حالت نازک ہے۔ یا مراسلت جاری ہے۔ اب دیکھنا یہہ ہے کہ اہل برطانیہ کب تک اس طرز عمل کو گوارا کرتے ہین اور خاموش رہتے ہین۔ اگر بعض اندرونی معاملات موجودہ لبرل گورنمنٹ کو پیش نہ ہوتے تو اس مسئلہ کا ایک تصفیہ ہو چکا تھا۔ ان دو سال مین سر ایڈورڈ گرے نے بحیثیت فارن سکرٹری جو طرز عمل اختیار کیا اور انھین سیاسی معاملات مین جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایک دلچسپ نتیجہ نکلتا ہے۔ باہر کیون جائیے خود لبرل گروہ سے اسکے متعلق پوچھ لیجئے۔

گذشتہ موسم گرما مین روس نے ایران کی قسمت کا قطعی فیصلہ کر دیا جن یورپین پیچیدگیون کا عرصہ سے احتمال تھا۔ آخر وہ سامنے آہی گئین۔ اور خرس شمال کو ایشیا مین آزادی کے ساتھ ہاتھ بڑھانے کا پورا موقعہ ملا۔ آخر کس چیز نے یورپ کے باہمی تعلقات ایسے نازک کر دیے کہ بیچارے ایشیا کا خیال ہی نہ رہا۔ یہہ سوال امیر البحر سے پوچھنا چاہیئے جو ماہ ستمبر مین ایک دن

صبح کو جرمنی جنگی جہازون کا بیڑہ ساحل اسکاٹلینڈ کے قریب سے لیجا رہے تھے۔ اور ایک انگریزی جہاز نے محض اتفاق سے اُنھین دیکھ لیا۔ امیرالبحر مذکور اپنے جہازون کو لڑائی کی ترتیب سے لیجا رہے تھے۔ سراغرسانی کیلئے جاسوسی جہاز آگے آگے تھے۔ اور تارپیڈو کی تباہ کن کشتیان سمندر کے اس حصہ سے گذر رہی تھین جو برطانیہ کا علاقہ تھا۔

یا یہہ سوال اُن دو اعلیٰ انگریز بحری افسرون سے پوچھنا چاہئیے جو اس بات پر اپنی خدمت سے علیحدہ کردیے گئے کہ اُنھین چند گھنٹہ تک جرمنی بیڑہ کا پتہ ہی نہ لگا یا زار روس سے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ آیا اُنھون نے بمقام پوٹسڈیم یہ وعدہ نہین کیا کہ اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی کی نوبت آئی تو معاہدۂ روس و انگلستان کی پابندی روس کو جرمنی کے خلاف کسیطرح پر عمل کرنے کی باعث نہ ہوگی۔

اِن سوالون کا جواب اگر صحیح صحیح دیا جائے تو مطلب بخوبی سمجھ مین آجایگا کہ روس نے گذشتہ موسم خزان مین ایران پر کیون دفعتاً چھاپہ مارا اُس کا پیش کردہ عذر کہ روسی عہدہ داران سفارت کی ہتک کی گئی تھی اور چونکہ ایران کے صدر المہام خزانہ نے ایک برٹش رعایا کو تبریز مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا تھا اسوجہ اُس نے ایران مین پیشقدمی کی یا بیرحمی کا سلوک کیا۔ محض ایک ڈھکوسلا ہے جب سے محمد علی تخت سے اُتار اگیا۔ کارکنان روس نے دستوری حکومت اور ایران کی خودمختاری مٹانے مین جو جو مظالم اور زیادتیان کی ہین۔ اگر وہ سب

لکھی جائین توان واقعات کے لیئے کئی جلدین بھی کافی نہ ہونگی - ایسی حالت مین روس کا یہہ عذر بالکل لچر اور پوچ ہے -

کوئی مجھے بتائے کہ کسی قوم کو یہہ حق کب سے حاصل ہوا ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ کے ایک افسر سے کوئی غلطی لاعلمی سے سرزد ہو جائے تو اٹھارہ ہزار فوج اُس ملک مین اس لیے بھیجدی جائے کہ وہان کے امن پسند بیگناہ لوگونکا اسطرح قتل عام کرے کہ اکثرون کو گولی سے اُڑا دے بہتون کو پھانسی دیدے اور صدہا بندگان خدا پر سخت مصیبت ڈھائے اور وہان کی مقررہ گورنمنٹ کو بالکل پامال کر ڈالے اور لطف یہہ کہ ایران کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہمسایہ دوست ہے کیا ہیگ ٹریبیونل جو اعلیحضرت زار روس کی کوششون سے قایم ہوئی تھی. اس بات کا جواب دیسکتی ہے کہ جو کچھ روس نے ایران مین کیا وہ انصاف وانسانیت اور قانون بین الاقوام کے مطابق تھا - اور کیا کوئی باوقار قوم روس جیسی گورنمنٹ کیساتھ کوئی معاہدہ کرسکتی ہے یا اُس کے ہاتھ سے کسی جلسئہ امن و مصالحت مین شریک ہوسکتی ہے - ؟

یہہ ساری خرابی اسوجہ سے ہے کہ گذشتہ پانچ سال مین کوئی ایسا مدبر انگلستان مین نہ ہوا جو مسایل دول خارجہ کو عمدگی سے سُلجھاتا. سر ایڈورڈ گرے ایک عالی خاندان خوش خلق اور عمدہ تعلیم یافتہ شخص ہین اور اگر سوئٹزرلینڈ یا بلجیم کے سفیر کبیر مقرر کیئے جاتے تو بہت موزون تھے - دولت برطانیہ ایک ایسی وسیع

سلطنت ہے جس کے معاملات محض یورپ تک محدود نہین ہین جنھین سر ایڈورڈ گرے سے بزرگ سمجھ سکین۔ ان حضرت نے کبھی گھر سے باہر قدم نہین نکالا اور اُن کی ساری عمر کی واقفیت صرف یہہ ہے کہ آپ نے مچھلی کے شکار پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے۔ سلطنت برطانیہ کا بہت بڑا حصہ تو ایشیا مین واقع ہے۔ مگر سر ایڈورڈ گرے کے طرفدار اُن پر یہہ الزام نہین لگاتے کہ وہ مشرقی حالت سے ناواقف ہین۔

جیسے لارڈ لینسڈون نے ۱۹۰۴ء مین انیگلو فرنچ اتحاد کی بنا ڈالی برطانیہ کی فارن پالیسی بالکل بدلگئی۔ لارڈ لینسڈون کی یہہ راے تھی کہ انگلستان کو یورپ کے پالیٹکس امور مین سب سے علیحدہ رہنا نہ چاہیئے۔ شاید اسکا سبب یہہ ہو کہ جرمنی نے جنگی جہازون کا ایک بیڑہ بنوانا شروع کیا تھا۔

جب موجودہ لبرل گورنمنٹ انگلستان مین باختیار ہوئی تو اُسے بہت ہی پیچیدہ پالیٹکس معاملات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہہ معاملات یورپ اور ایشیا دونون جگہ پیش آئے۔ جنگ روس و جاپان نے روس کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ اُسے روپیہ کی ضرورت تھی کہ اپنی بحری طاقت کو پھر درست کرے ملک مین صنعتون کو ترقی دے اور ریلین بنائے۔ فرانس نے آگے بڑھنے مین ذرا تاخیر کی۔ تب ایک عالی دماغ مدبر پیدا ہوا۔ جسکی یہہ راے ہوئی کہ روس کو قوت دینا انگلستان کیلئے مفید ہے لہذا لندن کا سرمایہ سینٹ پیٹرس برگ مین

بھر دیا جائے۔ یہہ کیون ؟ محض اس سیلیے کہ جرمنی کی طاقت بڑھ رہی تھی۔ اور اینگلو فرنچ اتحاد جرمنی کی مدافعت کیلئے کافی نہ سمجھا جاتا تھا۔ شکست یافتہ روس کی قوت کو درست کرنا اور پھر اُس کیساتھ پیمان اتحاد باندھنا تاکہ اگر جرمنی سے لڑائی کی ٹھنی تو وہ شمال مین انگلستان کی ویسی ہی مدد کرے جیسے کہ فرانس نے جنوب مین مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بعض لوگون نے اس تجویز کی نسبت یہہ رائے دی کہ جرمنی کے اطراف جال پھیلایا جا رہا ہے۔ بلکہ خود جرمن بھی ایسا ہی سمجھنے لگے۔

اس منصوبہ کو عمل مین لانے کیلئے کسی عذر کی کمی نہ تھی۔ ایشیا مین روس و انگلستان کے معاملات تصفیہ طلب تھے بس یہی عذر کافی تھا۔ ستمبر ۱۹۰۷ء مین معاہدہ روس و انگلستان شایع ہوا اور سر ایڈورڈ گرے کو یہہ امید تھی کہ اپنے نام آوری قائم کرین گے اور لارڈ لینسڈون کے ایک لائق جانشین ثابت ہون گے۔ حسب دستور اس بات سے انکار کیا گیا کہ اُس معاہدہ مین کوئی خفیہ شرائط بھی رکھے گئے ہین۔ ممکن ہے کہ نہ ہون۔

کیا اس معاہدہ سے ایشیا کے اُس حصہ مین روس اور انگلستان کا باہمی تصفیہ ہو گیا ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ اس سمجھوتہ کو زیادہ بقا ہے۔

جس وقت اس اتحاد ثلاثہ کی بنا پڑ رہی تھی جرمنی خواب خرگوش مین نہ تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلستان کی اس عجیب کارروائی کا اُس سے خاص تعلق ہے۔

جرمنی نے ایشیائیک ٹرکی مین زیادہ دلچسپی لینا شروع کردیا۔ یون توکئی سال سے
ایک بڑا استعداد اور ہوشیار جرمن مدبر بیرن مارشل وان سیبرسٹین قسطنطنیہ مین
موجود تھا۔ اس نے جرمنی کیلئے بغداد ریلوے کا اجارہ حاصل کرلیا بلکہ عجب نہین
کہ کسیوقت دنیا یہہ بھی سُن لیگی کہ یہی حضرت ڈارڈ نیلیز کی موجودہ حالت کو بدلنے
کے باعث ہوئے اڈمیرل چیسٹر اوران کے شرکا جو ٹرکی مین ایک امریکن ریل
بنانیکے لیئے اجارہ چاہتے تھے غالباً وان ببرسٹن سے دو بدو ہوئے۔ چند
سال پہلے قسطنطنیہ مین برطانیہ کا زور سب سے بڑھا ہوا تھا۔ مگر اب اس کی
کوئی پرواہ نہین کرتا اور جرمنی کا زور کل مملکت عثمانیہ مین پھیل گیا ہے ترکونکو
اس بات کا یقین ہے کہ جرمنی نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ معرض زوال مین ہے
جرمنی نے ابھی مشرق اوسط مین اپنی کارروائیان شروع ہی کی تھین کہ سنہ ۱۹۱۰ء
کے موسم خزان مین زار سے پوٹسڈیم مین ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے معاہدہ
پوٹسڈیم کی بنا پڑی جو بظاہر ایک بالکل معمولی بے ضرر دستاویز تھی جیسا کہ اُسکے
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کیا اس دستاویز کے پردے مین کوئی راز بھی
چھپے ہوئے تھے۔؟ نہین! اس لیے کہ ہمکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ روس
اور گورنمنٹ جرمن کے فارن آفسون نے اسکے متعلق صاف صاف اعلان
کردیا۔ چنانچہ سر اڈورڈ گرے نے بھی پارلیمنٹ برطانیہ کو اطلاع دیدی۔ مگر
شروع سے اس دستاویز کے مطلب کے متعلق بہت کچھ کہا جاتا تھا کہ یہ ایک

پوشیدہ راز ہے۔ بلکہ لوگون کا یہہ خیال تھا کہ اُس کا وجود قبل از وقت ظاہر ہوگیا۔

۱۴- جنوری سنہ ۱۹۱۶ء کو بیرن مارشل وان بیبرسٹین نے ٹرکش گورنمنٹ سے یہہ بیان کیا کہ معاہدہ روس وجرمن محض ملک ایران مین تعمیر ریل کے متعلق ہے بلکہ عام طور پر یہہ مشہور ہے کہ اُس معاہدہ مین یہہ شرائط درج ہین۔

جرمنی اور روس ہر ایک یہہ اقرار کرتے ہین کہ اگر کوئی سلطنت یا سلطنتین آپس مین ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھائین تو وہ الگ رہینگے۔

جرمنی تسلیم کرتا ہے کہ ملک ایران کا شمالی حصہ روس کے زیر اثر ہے اور روس وہان گورنمنٹ ایران سے ریل بنانے کے لیے کل اجارے حاصل کرنیکا دعویٰ کرسکتا ہے۔ روس کی اس تجویز کی تائید کی نظر سے جرمنی اس ریلوے کی تعمیر مین روپے سے مدد دیگا جو طہران سے خانقین کو جائیگی یہہ ریل کچھ جرمن اور کچھ روس کے سرمایہ سے تعمیر ہوگی مگر روسی اجارے دارونکے اختیار مین رہیگی۔

روس جرمنی کے تجارتی اغراض شمالی ایران مین تسلیم کرتا ہے۔ اور اس بات کا ضامن ہے کہ وہان سب کیلیے تجارت کا دروازہ کھلا رہیگا۔

روس جرمنی کے حقوق تسلیم کرتا ہے کہ جو اُسے از روئے اجارہ بغداد ریلوے کی تعمیر کیلئے حاصل ہوئے ہین اور یہہ اقرار کرتا ہے کہ اس معاملہ کی تکمیل مین سیاسی

تائید کرے گا۔

جرمن کے اجارہ دار ایک ریل بغداد سے خانقین تک بنا کر بغداد ریلوے کو روس و جرمن ریلوے سے ملا دینگے جو خانقین سے طہران کو جائیگی یا دوسری ریلین جو روسی اجارہ دار ایران کے شمالی حصہ مین تعمیر کرینگے اُن سے بھی بغداد ریلوے ملا دیجائیگی۔

اس معاہدہ مین محصول اسباب کے بعض نرخ بھی طے ہوئے ہین جو بغداد ریلوے اور مجوزہ شمالی ایران کی ریلوے اختیار کرینگی۔ ان ریلون کی تعمیر سے اور محصول اسباب کے نرخ کے تعین سے یہ آسانی ہوگی کہ جرمن کا مال بآسانی شمالی ایران مین آسکیگا اور اسی طرح روس کا مال عراق اور بحر قلزم کو جاسکیگا۔ معاہدہ مین مشرق قریبہ کی موجودہ حالت کے بقا کی ضمانت ہے جسکا مقصد یہہ ہے کہ روس اور جرمنی کی ان کارروائیون پر ٹرکی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔

سوائے سر ایڈورڈ گرے کے اور کوئی یقین نہ کرے گا کہ یہہ شرائط کل پہلوؤن پر حاوی ہین جو اس معاہدہ مین بیان کئے گیے ہین۔

معاہدۂ مذکور کے جو فقرات ظاہر ہوئے ہین صرف وہی اس امر کی تصدیق کیلئے کافی ہین کہ روس اتحاد ثلاثہ مین شریک نہین ہے جسکو وجود مین لانے کیلئے انگلستان مین اتنا زور دیا گیا تھا اور جس کی بنا پر سنہ ۱۹۰۷ء مین معاہدہ

روس وانگلستان مرتب ہوا۔

ہم سب جانتے ہین کہ روس کا ملک بہت وسیع ہے مگر اس کے پاس کوئی ایسا بندرگاہ نہین ہے جو جاڑون مین کھلا رہے۔ ایکطرف اُس کے بندرگاہ جو بحر بالٹک کے ساحل پر واقع ہین۔ یخ بستہ رہتے ہین اور دوسری طرف بحر جاپان کے کنارے ولاڈیووسٹاک جو بندرگاہ ہے وہ بھی انھین وجوہ سے بیکار رہتا ہے۔ اب رہا وسط ملک مین روسی بندرگاہ جو بحر اسود پر واقع ہے وہان ڈارڈنیلز کے رستہ سے جنگی جہازون کا آنا جانا از روئے شرائط معاہدہ قدیم مسدود ہے۔ پورٹ آرتھر کے مل جانے سے روس کو یہہ دقت کسیقدر رفع ہوگئی تھی مگر جاپانیون نے پورٹ آرتھر چھین لیا جس کی وجہ سے اسکو پھر تلاش ہوئی کہ کوئی بندرگاہ ڈھونڈھے جہان اُس کے جنگی جہاز لنگر انداز ہوسکین۔ اب تو یہہ حالت ہے کہ مجبوراً اُس کے جہاز سمندر کے بیچ مین خواہ مخواہ چلتے رہتے ہین یا لنگرگاہون مین ایک مدت غیر معین تک یخ بستہ رہتے ہین۔

خلیج فارس مین کئی عمدہ بندرگاہ ہین جو کبھی یخ بستہ نہین ہوتے۔

سالہا سال سے جرمنی یہہ چال چل رہا ہے کہ ادھر تو روس کو آمادہ کیا کہ مشرق اوسط مین پیشقدمی کرے اور اُدھر اسٹریا کو یہہ ہمت دلائی کہ مشرق قریب مین مشغول رہے اور فرانس کو یہہ رائے دی کہ افریقہ مین ملک گیری کرتا رہے

اصل غرض جرمنی کی یہہ تھی کہ یہہ قومین اپنی اپنی فوجون اور اپنی اپنی دولت کے ساتھ ان مختلف مقامات مین مشغول رہین اور اُسسے بلا اندیشہ ترقی کرکے ایک بڑی عظیم الشان یورپین طاقت بننے کا موقعہ ملے۔

بعض لوگ تو کہتے ہین کہ بسمارک کی یہی تجویز تھی اور اب بھی اس پر عمل ہے چنانچہ ایشیا مین جہان کہین روس پیشقدمی کرتا ہے اس مین جرمنی کی خفیہ تائید ضرور ہوتی ہے۔

اب فرض کیجئے کہ پوٹسڈیم مین جو کچھ دوستانہ طور پر طے ہوا اُس کا مفہوم یہہ ہو کہ باوجود معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ہدسنہ ۱۹۰۷ء جسکا اخلاقی یا عام اثر کچھ ہی ہو روس جرمنی کو کسیطرح پر پریشان نہ کریگا اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی چھڑ جائے اس کے معاوضہ مین جرمنی روس کے اثر کو نہ صرف شمالی ایران بلکہ کل ایران مین تسلیم کریگا اور روس کو وہان اپنا پورا اختیار قایم کرنے مین ہر طرح پر مدد دیگا۔ چونکہ ان دونون سلطنتون کا اس مین فائدہ ہے اسلیئے روس اور جرمنی ضرور بغداد ریلوے کو خانقین سے ملا دین گے اور پھر جرمنی ایک ریل خانقین سے ہمدان تک لیجائیگا اور وہان سے جنوب کی طرف خرم آباد۔ قارون کی گھاٹی۔ اھواز اور محمّرہ ہوتا ہوا خلیج فارس تک پہنچیگا۔ روس نے اقرار کر لیا ہے کہ ایران سے، اس ریل کیلئے ضروری اجارہ حاصل کر لیگا۔

کیا یہہ باتین انگلستان کیلئے بہت دلچسپ نہ ہونگی۔ اگر معاہدہ پوٹسڈیم

بعض فقرون مین جو ظاہر نہین کیے گئے ہین چھپی ہوئی ہون - گذشتہ فروری مین
جب مین لندن مین سر ایڈورڈ گرے کی حسب خواہش اُن سے ملا تھا تو
بہت ہی پُر لطف باتین رہین - مین نے اثنائے گفتگو مین اُن سے یہہ سوال
بھی پوچھا تھا - جو کچھ انھون نے جواب دیا مین اُسے ظاہر نہین کر سکتا مگر
مین سمجھتا ہون کہ لارڈ ہلڈین جو چند روز بعد برلن تشریف لیگئے غالباً اُن کا
جانا اسی معاملہ مین تھا - خیر یہہ دیکھنا چاہیئے کہ معاہدۂ روس و انگلستان سے
کیا کیا عمدہ نتیجے ظہور مین آئے ہین - اینگلو فرنچ اتحاد کا مسئلہ طے ہوتے ہی اس
معاہدہ پر دستخط کئے گئے جسکی وجہ سے جرمنی کو تشویش ہوئی اور معاہدہ
پوٹسڈیم کی بنا پڑی - اس معاہدے سے انگلستان کے وہ سارے منصوبے باطل
ہوگئے جو سر ایڈورڈ گرے نے ۱۹۰۷ء کے معاہدۂ روس و انگلستان پر باندھے
تھے اور روس بہت فائدہ مین رہا اس لیے کہ ایران کی تقسیم مین جو حصہ اُسکے
زیر اثر آیا ہے وہ بہت بڑا اور نہایت زرخیز ملک ہے اور جو حصہ برطانیہ
کے حصہ مین پڑا ہے وہ بہت کم اور زیادہ غیر آباد ریگستانی ہے - اگر دیکھا جائے
تو روس بڑے مزے مین رہا - اس معاملہ مین جو سب سے زیادہ اندیشہ کی
بات ہے وہ یہہ ہے کہ روس نے جرمنی کیساتھ ایک جدید سمجھوتہ کر لیا ہے
جسکی وجہ سے جرمنی نے ایشیا مین روس کی پیشقدمی کی تائید کا وعدہ کیا ہے اور
اس مین شک نہین کہ جرمنی بھی کسی معاوضہ کی توقع رکھتا ہے - یورپ مین

جرمنی ہی ایک ایسی سلطنت ہے - جس سے روس ڈرتا ہے - کیا کوئی وجہ ہے
کہ جرمنی روس کی تائید نہ کرے - یہہ چیز انگلستان کو بہت ناگوار ہے بلکہ اُسنے
ڈرا رہی ہے - اس کے یہہ معنی ہین کہ اب خلیج فارس جو بقول لارڈ کرزن کیکی
ملک نہ تھا دوسرون کے قبضہ مین آجائے گا - لارڈ کرزن نے سنہ ۱۹۰۳ء مین
خلیج فارس کے متعلق جو الفاظ مُنہ سے نکالے تھے وہ یہہ ہین -

خلیج فارس مین برطانیہ کا اقتدار محض اُن معاہدون پر منحصر نہین ہے جو
برطانیہ کیساتھ ہوئے ہین بلکہ اس کی بنا اور ہی کچھ ہے - خلیج فارس مین
بلا شرکت اغیار ہماری ہی تجارت ہے اور سو برس سے ہم وہان کیلئے اپنی
جانین لڑا رہے ہین - ہم نے لکھو کھا روپیہ کا سرمایہ وہان لگا دیا ہے اور ہم
اپنی بحری قوت وہان قایم رکھنا چاہتے ہین - اس کے علاوہ ہمین وہان ہر
طرح کا تمدنی تفوق حاصل ہے اور جو چیز سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے وہ
یہہ ہے کہ خلیج فارس ہندوستان کی بحری سرحد ہے جس کی حفاظت
گویا ہندوستان کی حفاظت ہے -

باوجود ان سب باتون کے معاہدہ پوٹسڈیم کا یہہ مطلب ہے کہ
جب بغداد ریلوے بن جایگی اور ایران کی ریلوے سے ملا دی جائیگی تو
جرمنی کیلئے مشرق آنے کو بہت قریب راستہ مل جائیگا - اس سے یہہ
ظاہر ہوتا ہے کہ آدم زاد یعنی وہ ریچھ جو مثل آدمی کے دو پاؤن پر چلتا ہے

یہہ امید کر رہا ہے کہ ہندوستان کے گرد جال پھیلا کے اُسے کھینچنا شروع کرے۔

اس سازش سے پیچیدہ چال مین بڑی ہوشیاری یہہ کیگئی ہے کہ روس نے ایک ایسی سلطنت سے اتحاد کر لیا ہے جسکی مدد سے اُسے خلیج فارس تک پہنچنے مین کچھ اندیشہ نہین اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس معاملہ مین انگلستان کبھی لڑائی نہ مول لیگا۔ اگر روس تنہا حملہ کر کے خلیج فارس پر کوئی بندرگاہ تلاش کرتا تو اس مین جنگ کا احتمال تھا۔ مگر جب اُس نے اسطرح پر ایرانی ریل بنانے کے اجارہ مین جرمنی کو اپنا شریک کر لیا ہے تو انگلستان بالکل مجبور ہو گیا ہے۔ اب اگر وہ لڑتا ہے تو اُسے روس اور جرمنی دو سلطنتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسی جنگ کے خیال سے تو اہل برطانیہ کے بدن مین رعشہ پڑ جائے گا۔ اب جان بل بیچارے خود یہہ سمجھ لے کہ یہہ ساجھے کی ہانڈی کیسی رہی۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے ایران مین برٹش پالیسی کے متعلق ۲۱۔ ستمبر ۱۸۹۹ء کو سکرٹری آف اسٹیٹ کے نام جو مراسلہ بھیجا ہے اس کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

مقام شملہ ۲۱۔ ستمبر ۱۸۹۹ء

ہم آپ کو اس معاملہ مین لکھنا چاہتے ہین کہ ایران کے ساتھ برطانیہ کے

تعلقات کیسے ہونا چاہئین اور آپ کے ذریعہ سے ہز میجسٹی کے گورنمنٹ کی توجہ اسطرف مبذول کراتے ہین۔

ایران مین برطانیہ کے تمدنی اغراض اس لیئے اہم ہین کہ ہندوستان کو اس سے خاص تعلق ہے۔ ہندوستان کی موجودہ سرحدین قائم ہونے سے بہت پہلے بلکہ وسط ایشیا مین روس کی سلطنت قایم ہونے سے پہلے جو اب کئی مقام پر ہندوستان کی سرحدون سے ملتی ہے۔ ایران گو اسوقت ہندوستان سے اسقدر قریب نہ تھا تاہم گورنمنٹ ہند کو ایران کی تحفظ کا بہت زیادہ خیال تھا۔ موجودہ صدی کے شروع مین جب فرانس کے ارادے بہت خطرناک ہو رہے تھے۔ اسوقت ایران ہی کے ذریعہ سے برٹش حکومت کو صدمہ پہنچانیکی فکر کیگئی تھی اور ھندوستان پر ایک حملہ کی تجویز ہوئی تھی۔ جب سے اب تک کئی دفعہ اسطرح کا خیال ظاہر ہوچکا ہے۔ جب سے افغانستان کی سرحدین معین کردی گئین اور برطانیہ اُن کے تحفظ کی ذمہ داربنی یہہ سرحدین سیکڑون میل تک ایران کی سرحدون سے ملی ہوئی ہین۔ اس کے علاوہ ایران کا ایک حصہ کئی سو میل تک بلوچستان سے ملا ہوا ہی بلوچستان برطانیہ کی ریاست یا محفوظہ ہے بلکہ اُس کا انتظام زیادہ تر گورنمنٹ آف انڈیا کے عہدہ دارون سے متعلق ہے۔ مزید بران بحر عرب جو ایران کے جنوبی سواحل سے ٹکراتا ہے اُس سے بحر ھند ملا ہوا ہے اور گذشتہ صدی مین ہم نے جو کچھ کوششین کی ہین

اُن کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہندوستان کے اغراض اور ہندوستان کا اثر وہان بڑھگیا ہے۔ پس ان وجوہ سے ایران کے تمدنی تعلقات ہندوستان کیساتھ بہت اہم ہوگئے ہین۔ اگر محض ایران کا لگاؤ ہوتا توچندان پرواہ نہ تھی۔ مگر دقت یہہ آن پڑی ہے کہ ایک اور سلطنت جس کے اغراض ایشیا مین ہمیشہ ہمارے ساتھ مطابقت نہین کرتے ایران اور افغانستان کو دبا رہی ہے اور خلیج فارس پر دوسری رقیب سلطنتون کی نظرین پڑنے لگین ہین۔

جب مراکش کا مسئلہ چھڑا ہے اور جبوقت میجر اسٹوکس کی ملازمت کا معاملہ پیش ہوا ہے تو سر ایڈورڈ گرے نے گذشتہ اگست مین معاہدہ روس و انگلستان مین جو دلچسپ معنی پہنائے ہین اُنھین سُن کر برطانیہ ہند کے متوفی مدبرین جنھون نے ایسی دوراندیشی کی بات کہی تھی اپنی قبر مین بیچین ہوگئی ہونگے اب یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ برٹش فارن آفس ایک خیال سے زیادہ کوئی دوسرا خیال اپنے دماغ مین نہین رکھسکتی۔ چنانچہ فارن آفس سے یہی فتویٰ نکلا کہ ایران کو چولھے مین جھونکو اور بحر جرمن کی حفاظت کرو۔ روس تو اسی موقعہ کی تاک مین تھا۔ ادھر سینٹ پٹرس برگ کے نیم سرکاری اخبار نے سینگ ہلائی ادھر لندن مین ایک مضمون چھپ گیا۔ بس قلعی کھل گئی اور روس کا مطلب نکل آیا۔

اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہہ ہے کہ کوہ قاف اور ہندوستان کی

جنوبی مغربی سرحد کے درمیان کوئی حد فاصل ریاست باقی نہ رہی اور اب روس کو ہندوستان آنے کے لیے رستہ صاف ہوگیا۔ اس کے علاوہ خلیج فارس مین بھی برطانیہ کا اقتدار معرض خطر مین آگیا۔

دوسرا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان کے سات کرور بیس لاکھ مسلمان جو ہمیشہ ہندوؤن کے مقابلہ مین گورنمنٹ برطانیہ کا ساتھ دیتے تھے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ انگلستان کی رضامندی سے روس اور یورپ کی دوسری عیسائی سلطنتون نے مراکش طرابلس اور ایران پر جو اسلامی ریاستین تھین حملہ کرکے اُنھین تباہ کر ڈالا تو گورنمنٹ ہند کے ساتھ اُن کی وفاداری مین بہت فرق آگیا۔ ابھی حال مین ہندوستان کے ایک بڑے مجتہد اسلام نے ایک مشہور برٹش عہدہ دار کے نام خط بھیجا ہے جس مین وہ لکھتے ہین کہ ایران کے واقعہ کے بعد اب مسلمانون نے یہہ ارادہ کرلیا ہے کہ ہندوؤن کیساتھ کانگریس مین شریک ہوجائین۔ حالانکہ اب تک وہ کانگریس سے دُور دُور رہے۔ ایرانکی تباہی سے ہندوستانی کے سیاسی معاملات کی اہمیت کم نہین ہوئی ہے افسوس ہے کہ ساری دنیا مین برطانیہ کی وقعت کو صدمہ پہنچا ہے اور اہل انگلستان علانیہ اس بات سے ناخوش ہین کہ وہ اب کمزور قومون کا ساتھ نہین دیسکتے۔

ٹرکی مین انگلستان کا اثر تو جا ہی چکا تھا اب ایران کے معاملہ مین جو اُسنے

روس سے شرکت کی تو اُس سے برطانیہ کی تجارت کو بہت صدمہ پہنچا ہی حالانکہ برطانیہ کی تجارت ایران مین اصفہان تک حاوی تھی۔

سیاستی لحاظ سے اسکا اثر اور بھی بُرا ہوا۔ انگلستان کا موروثی دشمن اب بلا کھٹکا خلیج فارس کیطرف بڑھا چلا آتا ہے اور بہت دن نہین گذرین گے کہ وہان پہنچ جائیگا تب گورنمنٹ ہند کو اُس سرزمین کی جو زیر اثر برطانیہ ہے حفاظت کرنی ہوگی۔ روس کے مقابلہ مین جنوبی ایران کی محافظت کوئی آسان کھیل نہین ہے۔ گورنمنٹ ہند کو بڑی زیر باری اُٹھانی ہوگی۔ اسکا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان مین بجائے ایک لاکھ انگریزی سپاہیون کے پانچ لاکھ انگریزی فوج رکھنا ہوگی۔ ایران کی خودمختاری سلب کرنے مین برطانیہ کا روس کو مدد دینا ایک اور پہلو رکھتا ہے گو وہ بین الاقوامی معاملات مین چندان قابل لحاظ نہین وہ پہلو یہہ ہے کہ اس معاملہ مین انگلستان نے اخلاقی اور انسانیت کے اصول نظرانداز کیے تاریخ نے ہم کو انگلستان سے جس قسم کی توقع دلائی تھی بالکل اسکے برعکس ہوا۔ اور گو اہل انگلستان اپنی گورنمنٹ کی غفلت اور قصور سے واقف ہون مگر یہہ بدنامی کا دھبہ ہمیشہ باقی رہیگا۔

غالباً سر ایڈورڈ گرے بھی اس بات کو تسلیم کرین گے کہ سیاستی امور مین دو پہلو ہوتے ہین۔ ایک اخلاقی اور دوسرا کامیابی کا پہلو۔ مگر افسوس ہے کہ جو اصول اونھون نے اختیار کیا اس مین ان دونون پہلوؤن مین سے کوئی

بھی نہین نکلتا۔ تمثیلاً جرمنی کو لیجئے اگر ایک سال پہلے اسے کچھ شبہ تھا کہ گورمنٹ برطانیہ اُس سے ڈرتی ہے تو وہ شبہ اب رفع ہو گیا ۔جرمنی تو سر ایڈورڈ گرے کے لیے ایک بھلوا ہے اور انگلستان مین محض جرمنی کی نفرت سر ایڈورڈ گرے کو اپنی خدمت پر باختیار کیے ہوئے ہے ورنہ اُن کی سیاستی کارروائی سے جو سخت نقصان پہنچا ہے اُنھین اب تک کب کا وہان سے ھٹا دیا ہوتا۔

اگر یہہ سوال کیا جائے کہ انگلستان ایران مین روس کی پیشقدمی کو کیسے روکتا برطانیہ اعظم ایک بحری قوت ہے اُس کے جنگی جہاز روس کے خلاف کیا کر سکتے وہ کہان اسپر حملہ کرتے ۔ البتہ اگر روس خلیج فارس پر آجاتا تو یہہ صورت ممکن تھی ۔ انگلستان شمالی ایران مین کامیابی کیساتھ روس کا مقابلہ کرنے مین معذور تھا۔ اسکے پاس بڑی فوج اتنی نہین تھی جتنی کہ اور یوروپین سلطنتون کے پاس ہے ۔ اگر برطانیہ اپنی کل فوج اُٹھا کے وہان بھیج دیتا تب بھی روس کی ٹڈی دل فوجونکے مقابلہ کیلیئے کافی نہ ہوتی جو روس کوہ قاف سے ایران مین بھر دیتا۔

اس سوال کا جواب چندان دشوار نہین ہے ۔ انگلستان دنیا مین اب تک اول درجہ کی قوت مانا جاتا ہے یا نہین ۔جہان تک مجھے علم ہے وہ اسوقت تک اول درجہ کی قوت تسلیم کیا جاتا ہے ۔ بلکہ روس بھی اُسے ایسا ہی سمجھتا ہے پس گذشتہ جولائی مین جب روس نے علانیہ معاہدہ روس و انگلستان کی خلاف ورزی کر کے ایران کی خودمختاری مین دخل دینا شروع کیا تو اُسوقت انگلستان کا

یہہ فرض تھا کہ اُسے اس امر سے متنبہ کرتا کہ اُس کا طرز عمل بالکل معاہدہ کے خلاف ہے جسپر روس اور انگلستان نے دستخط کیئے ہین۔ ایسا کرنے سے کم از کم ایران اور نیز دنیا کی نظر مین برطانیہ کا اعتبار تو باقی رہتا بلکہ عجب نہین کہ روس کو آگے بڑھنے سے روک دیتا۔ جب کوئی سلطنت بخوشی کسی معاہدہ پر دستخط کرتی ہے تو اُسکا یہہ فرض ہوتا ہے کہ معاہدہ کے شرائط کی دوسرے فریق سے بھی پابندی کرائے اور خلاف ورزی کیصورت مین مقابلہ کیلئے تیار رہے جب ایسی ضرورت پیش آئے تو انصاف اور مصلحت اس کی مقتضی ہے کہ قومی وقار قائم رکھنے کی کوشش کیجائے۔ سر ایڈورڈ گرے نے میجر اسٹوکس اور شعاع السلطنت کے معاملات مین روس کے طرز عمل پر علانیہ چشم پوشی کی اور یہہ یقین دلانا چاہا کہ ایران کی خود مختاری معرض خطر مین نہین پڑتی۔ انھون نے اپنی ذمہ داری کو یون ٹالا۔ بعد ازان سر ایڈورڈ گرے نے ایک عجیب پہلو یہہ اختیار کیا کہ انگلستان نے ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا ذمہ ہی نہین لیا ہے۔ انگلستان کے ایک بڑے محقق نے جسکی رائے ایشیائی معاملات مین سند مانی جاتی ہے۔ ۲۲- مارچ سنہ ۱۹۱۱ع مین ہاوس آف لارڈس مین ایران کے معاملات پر جو بحث کی وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ یہہ محقق لارڈ کرزن ہین جن کے اعتراضات کا کوئی جواب نہ دیسکا۔ ان کی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ایران کی خود مختاری اور اس ملک کا تحفظ جس کیلئے

گورنمنٹ اعلیحضرت ملک معظم حسب معاہدہ روس و انگلستان ۱۹۰۷ء مین ضامن ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس کی تائید کرے۔ گو لارڈ مورلی لبرل گورنمنٹ کیطرف سے وہان موجود تھے مگر اونہون نے لارڈ کرزن کے اعتراض کا کچھہ جواب نہ دیا۔ المختصر گذشتہ موسم بہار مین روس کے طرز عمل پر یہہ عذرات ایسے لچر اور بے سر و پا تھے کہ خود انگریز شرماتے تھے اور اس سے روس اور ساری دُنیا کو معلوم ہو گیا کہ لبرل گورنمنٹ جرمنی سے کیسی خائف ہے۔

دولت برطانیہ نے اس معاملہ مین جو روش اختیار کی اس سے خواہ مخواہ یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم مین یہہ تغیر عظیم کیسے واقع ہوا۔ ابھی کچھ زیادہ دن نہین گذرے کہ انگلستان کو یورپ اور ایشیا کے معاملات مین تصفیہ کن راے دینے کا اختیار حاصل تھا۔ کیا انگریزی جہازون کی جنگی قابلیت جاتی رہی یا انگریزی ملاحون کی جرات و ہوشیاری مفقود ہو گئی یا جنگ جنوبی افریقہ کے خطرناک واقعات سے برطانیہ کی فوج مین اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔

ابھی روئے زمین پر بعض طاغونی مقامات ایسے ہین جہان قرون وسطی کی خرابیون کی جڑ باقی ہے اور ہر موجودہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اُن کو دفع کرے سو بلحاظ انسانیت و ترقی علم انگلستان کو بھی اپنا فرض پورا کرنا چاہیئے تھا۔

یہہ صاف ظاہر ہے کہ بیچارے ایران کی خودمختاری اُس کی گورنمنٹ یا

اہل ملک کی نا اہلی کیوجہ سے معرض خطر مین نہین پڑی بلکہ سنہ ۱۹۱۰ء مین جو داستان پوٹسڈیم مین تصنیف ہوئی اُس مین اس کی تباہی کا اول ہی ذکر ہو چکا تھا۔ جب روس کو جرمنی کی تائید کا یقین ہوگیا وہ موقع کا انتظار کرنیلگا۔ معاہدہ روس انگلستان ایک بیکار ردّی تھا جس کی روس کو چنداں پرواہ نہ تھی۔ روس کو اپنی اعلان کردہ تجویز کی تکمیل منظور تھی وہ یہہ کہ ایران پر قبضہ کرے اور اس سمندر پر ہاتھ ڈالے جو ایران کے سواحل سے ملا ہوا ہے۔ وہ موقع کی تاک مین لگا تھا جب مراکش کے معاملہ مین یورپ کا باہمی کھنچاؤ بڑھا تب اُسے موقعہ ملگیا اور اُس نے اس موقع سے پورا فایدہ اوٹھانا چاہا۔ سر ایڈ ورڈ گرے ڈر سے کانپنے لگے اور اُنھین بجز قیصر کے ڈریڈ ناٹس[۱] کے اور کچھ یاد نہ رہا۔ روس اس بات کو سمجھہ گیا اور بازی لے گیا اس کے بعد ایران کی دستوری حکومت جو ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء مین برباد کیگئی اور اُس کیلئے روس نے جو حیلے تراشے وہ محض اس لیئے تھے کہ سر ایڈورڈ گرے کو برٹش پبلک کے الزامات سے بچایا جائے۔

اب ایران مین روس کی حکومت ہے اور سارے ملک مین اُس کا عمل ہے۔ کُل ملک ایران آج اُسکا ایک صوبہ ہوگیا ہے اور روس وہان قید کے مصائب پھانسی اور قتل کے ذریعہ سے حکومت کر رہا ہے۔ افراسیاب کی قدیم مملکت مین جو کچھ ہو رہا ہے اُسکا کچھ حال نہین کھلتا۔ سال گذشتہ طہران مین امریکن

---

[۱] زمانۂ حال کے نو ایجاد جنگی جہاز جن کی نسبت یہہ خیال ہے کہ وہ بحری جنگ مین تباہ نہین ہو سکتے

منتظمین مال کا وہان جانا اور بعض واقعات کا پیش آنا محض ایک اتفاقی بات تھی
خرس شمال نے ایشیا کا ایک اور ٹکڑا ہضم کر لیا۔

سر ایڈورڈ گرے نے اکثر اوقات مجھ پر یہہ اعتراض کیا کہ مجھ مین یا تو فراست کی کمی ہے یا مین یہہ چاہتا ہون کہ ایران کی ملازمت مین انگریز بھردون اور مین روس و برطانیہ کے دائرہائے اثر کو تسلیم نہین کرتا۔

پہلے اعتراض کا بہترین جواب یہہ ہے کہ مین اُس مراسلت کو شائع کر دون جو میرے اور سفرائے روس و برطانیہ کے درمیان اسٹوکس کے معاملہ مین یا چالیس لاکھ پونڈ قرض کے مسئلہ مین پیش آئی یا ہتھیارون کے قیمت کے بارہ مین جو روس نے ایران کے ہاتھ فروخت کئے تھے یا قزاق بریگیڈ کیلیے رقومات دینے کے متعلق ہوئی۔ مین اس مراسلت کو شایع نہ کرتا اگر مجھپر یہہ اعتراضات نہ کئے جاتے۔

اب رہا دوسرا الزام جو محض اس بات پر مبنی ہے کہ مین نے مختلف اوقات مین تین انگریزون کو محکمہ خزانہ پر مقرر کیا۔ یہہ لوگ پہلے سے طہران۔ اصفہان اور شیراز مین تعنات تھے۔ جب مجھے ایسے آدمیون کی ضرورت ہوئی جو جدید طریقۂ حساب سے واقف ہون اور ملک کی زبان بھی جانتے ہون اور وہانکے رواجات سے بھی آگاہ ہون تو یہی لوگ مجھے اس کے اہل ملے۔ اسیطرح پہر مین نے وہ اہل بلجیم کو بھی مقرر کیا اگر اسطرحکی ضروری قابلیت کا کوئی روسی

سب مجھے ملتا تو مین بخوشی اُسے بھی نوکر رکھ لیتا۔ جب سر ایڈورڈ گرے نے مجھ پر پولیٹکل تعصب کا بے بنیاد الزام لگایا تو مین نے ایران کی بھلائی کے خیال سے مجبوراً تینون انگریزون کو جن مین مسٹر لیکافرے بھی شامل تھے موقوف کر دیا۔ صرف مسٹر جارج بیو باقی رہگئے جن کے ساتھ مجلس سے معاہدہ ہو چکا تھا۔

تیسرا الزام سب سے زیادہ لچرا ورغیر واجبی ہے۔ جب ۱۹۰۷ء مین معاہدہ روس و انگلستان کی اشاعت ہوئی تو خود گورنمنٹ ایران نے باضابطہ ان دونون سلطنتون کو اطلاع دی تھی کہ وہ اس معاہدہ کو تسلیم نہ کریگی اور نہ کسیطرح پر اُسکی پابندی کی ذمہ داری ہے۔ مجلس نے ابتدا ہی سے مجھے تاکید کی تھی کہ روس و انگلستان نے جو دائرہائے اثر ایران مین قرار دیئے ہین اُنھین کسیطرح نہ تسلیم کرون۔

چنانچہ مین نے مجلس سے وعدہ کیا کہ ایسا نہ کرون گا۔ اگر مین اس کے خلاف کرتا تو گورنمنٹ کیساتھ جس نے مجھے نوکر رکھا تھا اور مجھپر پورا اعتبار کیا تھا۔ خلاف وعدگی ہوتی۔ میرا انکار روس کی اصلی مخالفت کا باعث ہوا اور اُس نے میرے کام مین دست اندازی شروع کی۔ روس اور انگلستان نے بلا دقت اہل الجیم کو تو اپنے ہموار کرلیا تھا۔ مگر مجھسے اس قسم کی خلاف ورزی ممکن نہ تھی۔

تاہم حتی الامکان مین نے یہہ کوشش کی کہ ایران مین غیر ملکیون کے

جائز حقوق تسلیم کیے جائین اور دونون سلطنتونکی سفارتون سے یہہ پوچھتا رہا کہ ایران مین اُن کے خاص اغراض سے کیا مراد ہے اور معاہدہ روس و انگلستان کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔

ڈاکٹر ڈی۔ لان جو ایک روسکے سیاسی اہل قلم ہین اُنھون نے معاہدہ پوٹسڈیم پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے چند الفاظ حسب ذیل ہین۔

"اگر آپ غیر گورنمنٹون پر اعتبار رکھنا چاہتے ہون تو بہت ہوشیار رہیے کیونکہ سیاسی زبان اصلی خیالات ظاہر کرنے کیلئے نہین ایجاد ہوئی ہے اور نہ کوئی ایسی بوٹی ہمارے پاس ہے جس کے ذریعہ سے وہ خیالات دریافت ہوسکتے ہون۔

سنہ ۱۹۱۱ع کے موسم بہار مین سر ایڈورڈ گرے جو عجیب معنی معاہدہ روس و انگلستان کے صاف صاف الفاظ مین روس کی ہدایت سے پہنا رہے تھے غالباً ڈاکٹر ڈیلان کو اس کی پہلے سے اطلاع تھی۔

مجھ سے جہان تک ممکن ہوا مین نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا کہ اس معاہدہ کا اصلی منشاء دریافت کرون اور روس و انگلستان کا اس کی عبارت سے جو مطلب ہو اسے سمجھون۔

مین نے لندن مین پرشیا کمیٹی کے سامنے ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۱۲ع کو جو لکچر دیا اُسکا خلاصہ مضمون درج ذیل ہے۔

اب مین اپنی حفاظت کے متعلق ایک بات کہنا چاہتا ہون گو پہلے سے میرا ارادہ نہ تھا سبب مجھے اس کی پرواہ نہین کہ ایران کے متعلق جو مباحثہ ہوئے ہین اُن مین مین غلطی پر تھا یا حق پر لیکن جو خاص الزام مجھ پر لگایا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط - پہلا الزام جو میری نسبت کمی فراست کا ہے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اُس سے کیا مطلب ہے - سیاسی معاہدون کو پڑھنے اور سمجھنے کیلیئے غالباً کوئی خاص خفیہ طریقہ ہے جسکا مجھے علم نہ تھا - اگر یہہ سچ ہے تو اس معاملہ مین مین بیشک اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہون اگر گورنمنٹ روس و برطانیہ یہہ چاہتی تھی کہ مین اس معاہدے کے کوئی خاص معنی جو عبارت سے پیدا نہ تھے سمجھون تو انہین لازم تھا کہ مجھے اُن کے سمجھنے کیلیئے وہ خاص طریقہ بتا دیتے لیکن انھون نے ایسا نہین کیا - طہران آنے کے تھوڑے عرصہ بعد مجھسے اور سفیر روس و برطانیہ سے اچھے مراسم ہوگئے تھے اور مین اُنھین نہایت باوقار اور انصاف پسند اصحاب سمجھنے لگا اور میرے دل مین اُن کی بہت وقعت تھی - مین اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہین چاہتا کہ جب سے مین طہران پہنچا اور پھر جب مین وہان سے روانہ ہوا اس عرصہ مین کبھی کوئی بدنمائی بحث یا کج خلق بات اُن سے نہین ہوئی یہانتک کہ کسی امر مین کوئی سنگین اختلاف بھی نہ ظاہر ہوا - وہ دونون طہران مین سفیر کبیر تھے اور اگر اُن کیساتھ مین کسی امر مین بحث کرکے نتیجہ نکالنے مین قاصر رہا ہون تو بیشک مین ملزم ہون اور اگر مین نے اُن چیزون کا جو وہان واقع ہو رہی تھین

عام طور پر اعلان کیا اور جن چیزون کا اہل ملک کو جن سے اُنھین خاص تعلق تھا یا دُنیا کو اُن کا علم نہ تھا اگر ایسی باتون کا شایع کرنا غلطی پر مبنی ہو تو مین گنہگار ہون خیر جو کچھ مین نے کیا وہ کیا ان باتون کا میری ذات سے یا میرے قیام ایران سے کچھ زیادہ تعلق نہ تھا ۔ بلکہ ملک ایران کے حقوق معرض خطر مین تھے ۔ جب مین نے اہل ایران کے قایم مقامون سے مشورہ کیا اور اُن سے یہہ پوچھا کہ آیا وہ ایک اندھیری کوٹھری مین قتل ہونا پسند کرتے ہین یا ایک عام شاہ راہ پر تاکہ دنیا کو جرم کا علم ہوجائے ۔ تب اُنھون نے یہی جواب دیا کہ شاہ راہ کو ترجیح ہے ۔

اخبار لندن ٹائمس جو برٹش فارن آفس کا مشہور آلہ ہے میرے اس ایڈریس کے کئی دن بعد اُس نے میرے بیانات کی تردید کرتے ہوئے یہہ لکھا کہ غالباً مین یہہ چاہتا تھا کہ روس اور انگلستان بلالحاظ اپنے اغراض کے میرے اُن تجاویز کو منظور کرین جو مین ایران کی مالی اصلاحات کیلئے جاری کر رہا تھا ۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالی اصلاح کیلئے جو باتین مین نے تجویز کی تھین وہ روس یا برطانیہ کے بعض اغراض کے خلاف تھین ۔ دو ایک دن بعد مین نے لندن ٹائمس کے اڈیٹر سے ملکے پوچھا کہ میری تجویز سے برطانیہ یا روس کے کن اغراض پر اثر پڑتا تھا ۔ مہربانی کرکے اُس کی توضیح فرمائین تاکہ پبلک کو اس مسئلہ پر زیادہ غور کرنے کا موقعہ ملے ۔ مگر انھون نے کچھ جواب نہ دیا اور اُن کے سکوت سے صاف ظاہر ہے کہ میرے تجاویز سے کسی غرض کو نقصان نہ پہنچتا تھا

یا اگر کوئی غرض تھی بھی تو وہ اسطرحکی تھی کہ اظہار نہ ہوسکتی تھی۔ اصل یہہ ہے کہ ۱۳ جون ۱۹۱۱ء مین جو قانون مال مجلس سے پاس ہوا اس مین کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ایران مین کسی غیر ملکی کا کوئی جائز حق تلف ہوتا ہو۔ بخلاف اس کے اس قانون کے نفاذ سے برطانیہ روس بلکہ ہر سلطنت کے جائز حقوق کو فائدہ پہنچتا۔

اسی اخبار کے اس جملہ سے اڈیٹر کے اندرونی خیالات کچھ کچھ ظاہر ہوتے ہین۔ "غالباً مسٹر شوسٹر کے دل مین یہہ بات نہ آئی کہ مالی اصلاح کی ایسی تجاویز کی وجہہ سے غالباً ان دونون سلطنتون کے خاص اغراض پر کیا اثر پڑے گا"

اب پھر وہی سوال پیش ہے کہ یہہ خاص اغراض کیا تھے کبھی اُن کی تعریف نہین بیان کیگئی۔ ان اغراض کا اظہار کہان اور کیونکر کیا گیا۔ معاہدۂ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء مین تو کہین اُن کا ذکر نہ تھا۔ اب امر تنقیح طلب یہہ ٹھہرا کہ آیا قانون متذکرہ بالا یا اس کی تعمیل سے عہدنامہ کے شرائط یا بعض اصحاب سیاست کے مبہم الفاظ مین یہہ کہنا چاہیئے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کی خلاف ورزی ہوتی تھی۔ فرض کرلیا جائے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کچھہ اور ہی تھے گو اُس کی عبارت صاف صاف تھی جس مین کسی قسم کی تاویل نہ ہوسکتی تھی تو ایسی حالت مین گورنمنٹ ایران یا اُس کے عہدہ دارون کو اصل معنی کا علم کیسے ہوسکتا تھا۔ جہان تک میرا تعلق ہے مین صرف یہی کہسکتا ہون کہ مین نے اس عہدنامہ کو بہت غور سے

کئی دفعہ پڑھا اور اس کیساتھ برٹش فارن آفس کی کتب آبی کو بھی ملاحظہ کیا مگر مجھے کہین "اصل معنی" نہ ملے۔ اب دستاویز کے اصل معنی سمجھنے کیلئے صرف ایک ذریعہ اور باقی رہگیا تھا۔ اس کے اصل معنی سمجھنا ضرور تھے اس لیے کہ اہل ایران کی مستقبل کا اسی پر دار و مدار تھا۔ پروفیسر براؤن کی مشہور کتاب انقلاب ایران کے صفحہ (۱۹۰) مین ایک خط کی نقل چھپی ہے جو پانچوین ستمبر ۱۹۰۷ء سر سیسل اسپرنگ رائیس سفیر برطانیہ متعینہ طہران نے وزیر امور خارجہ ایران کے نام لکھا تھا۔

یہہ ایک نہایت ضروری اور دلچسپ مراسلہ ہے جس سے عہدنامۂ روس و انگلستان کے اصلی معنی کا کچھ پتہ چلتا ہے اور بالتفصیل سرکاری طور پر اصلی معنی کی شرح کیگئی ہے۔ پروفیسر براؤن جیسے محقق کی کتاب مین اس مراسلہ کا وجود پبلک کے نزدیک اس کے معتبر ہونیکا شاہد تھا اور اس مراسلہ سے دونون سلطنتون کے اصلی خیالات عہدنامہ کی نسبت ظاہر ہوتے تھے۔ چند ہی روز پہلے دونون سلطنتون نے اپنے اپنے اغراض کے لحاظ سے اس عہدنامہ پر دستخط کیے تھے۔ یہہ سچ ہے کہ برٹش فارن آفس کی بلو بک مین مجھے یہہ مراسلہ نہ ملا مگر مین نے سر سیسل اسپرنگ رائیس کے اس مراسلہ کو بہت غور سے پڑھا اور اب مجھے یقین ہے کہ ان دونون سلطنتون کے اصل اغراض کیا ہین یہہ وہی ہین جو عہدنامہ کی عبارت سے ظاہر ہوتے ہین اور کوئی بات اُن مین پوشیدہ نہین ہے۔

چنانچہ مین نے امریکہ سے روانہ ہونیکے پہلے معاہدہ روس و انگلستان

مورخہ ۱۹۰۷ء کا مطلب اور اصل معنی بخوبی سمجھ لیئے تھے جو اس مراسلہ مین سرکاری طور پر ظاہر کیے گئے تھے۔ باوجود اس نیک نیتی کے کہ مین نے اپنے تئین ایران کی عام پولٹیکل حالت سے آگاہ کر لیا تھا۔ اسپر بھی مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین نے ایران کی نازک حالت کے سمجھنے مین بہت غلطی کی اور پہلے ایران کے معاملات کو اچھی طرح سمجھ نہ لیا لہذا مجھپر الزام یہہ تھا کہ مین یا تو عہدنامہ کے اصل معنی سے ناواقف تھا یا مین نے بالقصد کچھ خیال نہ کیا۔ لطف یہہ ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ کے اندر بڑے بارسوخ حضرات نے مجھپر اسطرح کے الزامات لگائے مگر چودہ ڈسمبر ۱۹۱۱ء کو جب پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے فارن سکرٹری صاحب سے ایک سوال کیا تو اس کے جواب مین اُنھون نے یہہ کہا کہ انھین اس مراسلہ[1] کا بالکل علم نہین ہے جو سر سیسل اسپرنگرائس نے گورنمنٹ ایران کو لکھا تھا اور جس کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس کے دوسرے ہی دن ایک ممبر پارلیمنٹ نے فارن آفس کو خط بھیجا جس کیساتھ سر سیسل اسپرنگرائس کے اصل مراسلہ کا ایک عکس منسلک کر دیا۔ فارن آفس نے اُس کا یہہ جواب دیا کہ فارن آفس کو اس مراسلہ کی بالکل اطلاع نہین چھ ہفتہ بعد نوہ فروری ۱۹۱۲ء کو فارن آفس نے اُنھین ممبر صاحب کو لکھا کہ سر سیسل اسپرنگرائس کے مراسلہ کا اصل انگریزی ترجمہ ابھی

[1] اس مراسلہ کا ترجمہ تمہیدی باب مین آچکا ہے۔

فارن آفس مین آیا ہے اور جو ترجمہ پروفیسر براؤن[1] نے اپنی کتاب مین چھاپا ہے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ جسوقت مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین عہدنامہ کے اصل معنی سے ناواقف ہون مین کئی مہینہ پہلے اپنی تئین گورنمنٹ روس اور برطانیہ کے اصل منشاء سے واقف کرچکا تھا اور عہدنامہ کی جو سرکاری شرح سفیرکبیر برطانیہ متعینہ طہران نے کی تھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ لطف یہہ ہے کہ خود عہدہ داران فارن آفس جنھون نے مجھپر لاعلمی یا غفلت کا الزام لگایا وہ خود لاعلم تھے اور انھین اپنے مشہور مراسلہ کی خبر تک نہ تھی۔ کیا یہہ بات ممکن ہے کہ گورنمنٹ کا ایسا ضروری محکمہ اسطرح کے اہم معاملات مین اتنی غفلت کرے یا فی الحقیقت ان واقعات سے جو میرے زمانہ مین ایران کے مالی انتظامات کے متعلق پیش آئے ایسا ناواقف ہو۔ حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ کے اسی محکمہ نے بلاپس و پیش جلدی سے روس کے ساتھ میری خدمت صدرالمہامی خزانہ سے علیحدگی کیلئے دستخط کردیئے تھے۔

انگلستان اور روس نہ اُس وقت بیان کرسکے اور نہ اب بیان کرنے کو راضی ہین کہ ایران مین ان کے اصل اغراض کیا ہین۔ جو طریقہ انھون نے اختیار کیا وہ یہہ ہے کہ اگر گورنمنٹ ایران یا اُس کے عہدہ دارون کا کوئی فعل جو

[1] اس سے برٹش فارن آفس کی بے پروائی یا لاعلمی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

جو ملک کے اندرونی انتظام کیلئے ہو اگر ان کی مرضی کے خلاف ہو تو فوراً بزور اُن سے یہہ کہکر روک دین کہ اُنھین اسطرح کی دخل ہی کا پورا حق ہے۔ اور یہہ کہا یہہ جاتا ہے کہ ایران ایک خودمختار سلطنت ہے کیا کسی خودمختار سلطنت یا ریاست محفوظہ کے اختیارات ایسے ہی ہوا کرتے ہین۔ اب سوال یہہ ہے کہ یہہ واقعات عہدنامہ کی عبارت اور سر سسل اسپرنگ رائس کے سرکاری مراسلہ کے مضمون سے کہان تک مطابق ہین۔

ایران کے جدید معاملات مین گورنمنٹ برطانیہ کا ابتدا سے اب تک جو طرز عمل رہا اس کی نسبت اخبار نیشن مین جو مضامین چھپ چکے ہین اُن سے بہتر کوئی عمدہ رائے نہین ظاہر کیجا سکتی۔ یہہ اخبار گو لندن ٹائمس کیطرح نیم سرکاری اخبار نہین ہے مگر لبرل پارٹی کا ایک مشہور اور باوقعت اخبار ہے جسکی ادبی قابلیت سب مانتے ہین۔

# گیارہوان باب

ایران مین محصولبندی کا طریقہ۔ اصلاح مال کیلئے میرے تجاویز۔ بعض ریلون کی تعمیر کا امکان۔ ایران مین دولت اور زرخیزی کے ذرایع

ایران مین محصولبندی کا عام طریقہ وہی اب تک جاری ہے جو غالباً دقیانوس کے

وقت مین ہوگا - پیداوار کا دسوان حصّہ لیا جاتا ہے - مالگزاری مین کل روپیہ
ہی نہین وصول کیا جاتا بلکہ جنس بھی لی جاتی ہے - یعنے ایران کے کاشتکارون
اور زمینداروں سے سرکار گیہون - جَو - روئی - چانول اور دوسری پیداوار بھی
لیتی ہے - اس پرانے اصول کی پابندی کی وجہ سے کسی قسم کا باقاعدہ حساب
رکھنا بہت دشوار ہے یا صحیح طور پر معلوم کرنا کہ ہر ضلع - قصبہ یا موضع کی آمدنی سال
مین کسقدر ہوتی ہے - علاوہ برین جب کل صوبون مین ٹیکس کلکٹرون اور نائب
ٹیکس کلکٹرون کے ذریعہ سے جنس سرکار کے قبضہ مین آجاتی ہے تو اُسوقت
اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے اور انبار خانون مین جمع
کرنیکے لیے سرکار کو انتظام کرنا ہوتا ہے کبھی سرکار اسکو فروخت کرلیتی ہے
اور کبھی سرکاری اخراجات کیلئے بجائے نقد کے یہی جنس تقسیم کردی جاتی ہے
ایران مین کبھی کوئی حسابی رجسٹر نہین رکھا گیا جس سے اگر بالکل ٹھیک نہین تو
کم از کم یہہ اندازہ تو معلوم ہوسکتا کہ ملک مین آمدنی کے ذرایع کیا ہین محصولبندی
کے اغراض کے لیے ایران سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸ اضلاع مین تقسیم ہے اور ہر ضلع کا
ایک بڑا مقام انتظامی لحاظ سے صدر مانا جاتا ہے - مثلاً صوبہ آذربائیجان جو نہایت
زرخیز اور مشہور صوبہ ہے - وہان کی سالانہ آمدنی نقد و جنس ملاکر دس لاکھ تومان
یا نو لاکھ ڈالر ہے - میرے زمانۂ ملازمت مین تبریز مین جو صوبہ آذربائیجان کا
پایۂ تخت ہے اور کل مملکت ایران مین گویا دوسرا مشہور شہر کہلاتا ہے وہان

وہان ایک ٹیکس کلکٹر یا پیشکار مقرر تھا۔ ہر ایک صوبہ کئی اضلاع پر تقسیم ہے اور ہر ضلع مین ایک نائب ٹیکس کلکٹر مقرر ہے۔ یہہ اضلاع پھر چھوٹے چھوٹی قصبون مین تقسیم کئے گئے ہین۔ جہان ٹیکس ایجنٹ مقرر ہین۔ ان چھوٹے چھوٹے قصبون مین ہیر قصبہ مالگزاری تحصیل کرتا ہے۔ پیشکار اس بات کا ذمہ دار ہے کہ نقدو جنس تحصیل کرکے سرکار مین داخل کرے۔ بجز چند صدر مستوفیون کے جو سرکاری محاسب کہلاتے ہین۔ طہران مین اور کسیکو یہہ علم نہین کہ بڑے بڑے اضلاع سے کسقدر رقم سرکار کو وصول ہونی چاہیئے۔ مثلاً صوبہ آذربائیجان جہان کی آمدنی دریافت کرنیکے لیے گورنمنٹ اور مالگزار کے درمیان بجز اُس پیشکار کے جو تبریز مین تعینات ہے اور کوئی ذریعہ نہین۔ یہہ شخص صرف یہہ جانتا ہے کہ کسقدر روپیہ وجنس ہر نائب کلکٹر کو داخل کرنا چاہیئے مگر اُسے اس بات کا کچھ علم نہین کہ ذرایع آمدنی کیا ہین اور نائب کلکٹر کس طرح پر نقد وجنس تحصیل کرکے داخل کرتے ہین۔ پیشکار کے پاس ایک چھوٹی سی بہی ہوتی ہے جسے کتابچہ کہتے ہین اسیطرح ہر نائب کلکٹر کے پاس ایک کتابچہ رہتا ہے۔ ان کتابچون مین عجیب طرح سے فارسی مین حساب لکھا جاتا ہے یہہ کتابچے مجلد نہین ہوتے بلکہ چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑے اُن مین رکھے ہوتے ہین اور یہہ کتابچہ عموماً ٹیکس کلکٹر کی جیب مین رہتے ہین۔ حساب بالقصد اسطرح مغلق لکھا جاتا ہے کہ کسی معمولی ایرانی کو اسکا سمجھنا نہایت دشوار ہو

ایران مین پشت ہا پشت سے ایک خاص فرقہ ان لوگون کا چلا آتا ہے جو مستوفی کہلاتے ہین۔ اکثر حالتون مین مستوفی کی خدمت موروثی ہوا کرتی ہے۔ یعنی باپ کی جگہ بیٹے کو ملتی ہے ان لوگون کو کتابچہ لکھنے کا خاص طریقہ معلوم ہے اور یہی لوگ محصول بندی کا پیچیدہ طریقہ سمجھتے ہین۔ اب ان مین خواہ کوئی کسی صوبہ کا پیشکار ہو یا کسی ضلع کا کلکٹر ہو وہ کتابچہ کو بجائے سرکاری کاغذ کے اپنی ذاتی ملک سمجھتا ہے۔ اگر کوئی ان کتابچون کو جانچنے کی کوشش کرے یا یہہ دریافت کرے کہ آمدنی کسطرح وصول ہوئی یا اس آمدنی مین کلکٹر نے اپنے لیئے کسقدر حصہ لیا تو وہ بہت ناراض ہوتا ہے۔ جب مین طہران پہنچا تو دریافت کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ وزرات مال کے دفتر مین ایک شاخ ہے جسے صدر مستوفی کا دفتر کہتے ہین۔ اس شاخ مین اسی قسم کے سات آٹھ آدمی تھے جن کے تحت مین دو یا اس سے زیادہ صوبہ یا اضلاع دیئے گئے تھے اُن کا یہہ کام تھا کہ تمام ملک مین ٹیکس کلکٹرون پر نگرانی رکھین اور یہہ دیکھین کہ سرکاری رقم جو واجب الادا ہو برابر وصول ہو۔ یہہ لوگ گورنمنٹ کے سب سے زیادہ مستقل عہدہ دار تھے کیونکہ ملک کے پیچیدہ طریقہ محصول بندی کا انہین کو علم تھا۔ ہمارا آنا انہین ابتدا ہی سے سخت ناگوار ہوا اور وہ سمجھنے لگے کہ اب چین سے بالائی یافت نہ ہو سکیگی اُن کی ذمہ داریون کے مقابلہ مین تنخواہین بہت ہی قلیل تھین۔ طہران مین مستوفی کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ایک سو پینتیس ڈالر ماہانہ تھی۔ مگر چند سال کی ملازمت

مین وہ بہت سی دولت جمع کرلیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہہ دولت تنخواہ پس انداز کرنے سے جمع نہ ہوسکتی تھی۔ ان لوگون نے میرے ساتھہ سرکشی شروع کی اور اپنے فرائض کے متعلق اطلاع دینے سے انکار کیا۔ مین نے قانون مورخہ ۱۳ جون پاس ہوتے ہی ان لوگون کے ہاتھہ سے کل اختیارات لے لیئے اور وزیراعظم و کبنٹ وزراء کے دستخط سے ملک مین کل ٹیکس کلکٹرون کے نام بذریعہ تار احکامات جاری کیئے کہ آیندہ سے کل پیشکار راست صدرالمہام خزانہ کیساتھہ مراسلت کرین اور جو ہدایات صدرالمہام خزانہ کے دفتر سے جاری ہون اُنپر عمل کرین۔ اب مستوفیون کو اپنی غلطی معلوم ہوئی اور کتابچون کی ورق گردانی کرنے لگے۔ مین نے ان کو مثل دوسرے بیکار اہل دفتر کے تخفیف نہین کیا۔ بلکہ اپنی جگہ پر رہنے دیا۔ کیونکہ مین چاہتا تھا جب اُن کے ہوش بجا ہون تو انہین کام مین لاؤن اور اپنی تجویز تقسیم اضلاع اور طریقہ حصول بندی کے لیئے ایک قانون بناؤن جس مین بعض ضروری باتین اُن سے دریافت کرون۔ لیکن قبل اس کے کہ مین اسطرف کوئی عملی کارروائی شروع کرون شاہ معزول کے آنیکی خبر ہوئی جس کی وجہ سے چار مہینہ فوجی تیاریون مین گذر گئے اور طہران مین برابر پریشانی رہی اُس کے بعد اور پولیٹکل واقعات پیش آگئے جن کی وجہ سے خود مجھہ ہی کو ملک سے خیرباد کہنی پڑی اور وہ سارے منصوبے یون ہی رہ گئے۔

پس ایسی حالت مین یہہ صاف ظاہر ہے کہ ایران مین گورنمنٹ کو اپنے

ملک کی آمدنی کا بہت ہی خفیف سا علم تھا۔ نہ یہہ معلوم تھا کہ کسقدر آمدنی واجب الوصول ہے اور نہ یہہ خبر تھی کہ رعایا سے یہہ آمدنی کسطرح وصول کیجاتی ہے اور ان پر ظلم ہوتا ہے یا انصاف۔ پیشکار کے نزدیک یہہ کہدینا بہت آسان تھا جیسا کہ تبریز کے پیشکار نے متواتر میرے زمانہ مین یہہ بیان کیا کہ صوبہ مین شورش اور بدامنی کی وجہ سے آمدنی تحصیلنا غیر ممکن ہے۔ چنانچہ اتنا کہکر وہ آمدنی سرکار مین کچھہ نہ داخل کرتا تھا گو گورمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہہ بیانات غلط ہین اور کم از کم کچھہ ہہ آمدنی تو ضرور وصول ہوئی ہوگی مگر اسکا کچھ تدارک نہ کرسکتی تھی۔ گورمنٹ کو چاہیئے تھا کہ کلکٹر کو موقوف کردیتی یا قید کرتی یا کم از کم اس سے اسبارے مین بازپرس کرتی۔

میرا ارادہ تھا کہ رفتہ رفتہ کل صوبون مین ایک نائب صدر المہام خزانہ قایم کرون جسکا دفتر ایک امریکن یا یوروپین کے زیر نگرانی رہے اور اس کی ماتحتی مین ایک یوروپین انسپکٹر مع ضروری عملہ کے دیا جائے اور ایک یوروپین افسر مع فوجی پولیس کے اس کے ساتھ رہے تاکہ اس صوبہ مین مالگزاری تحصیلنے اور مقامی عہدہ داران سرکار کی ماہوارات وغیرہ تقسیم کرنے اور ذرائع آمدنی کی تنقیح کرنے اور بہ لحاظ آبادی اور حرفت وغیرہ کے آمدنی کا تخمینہ تیار کرنے اور حتی الامکان سب کلکٹرون کے کتابچون پر قبضہ کرنیکا انتظام کرے اول سے ایک عام صوبہ بندی کے کام مین مدد ملے یہہ کام دو ایک سال مین ختم ہوتا مگر ایران مین اس کام کو انجام

دسپنے مین کوئی ایسی دشواری نہ تھی جسکا تدارک نہ ہو سکتا۔

ایران کے مروجہ طریقۂ محصول بندی مین ایک نقص یہہ تھا کہ کتابچہ مکمل نہ تھے جن سے محصول بندی مین آسانی ہو۔ اول تو اکثر بہت پُرانے تھے بلکہ بعض ایسے تھے جن کو مرتب ہوکے کئی پشتین گذر گئی تہین اور اس درمیان مین بہت سے مواضعات جو اول آباد اور سرسبز تھے اب بالکل ویران ہوگئے تھے۔ اور وہان کے باشندے دوسرے اضلاع مین چلے گئے تھے۔ مگر کتابچون مین کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی۔ مثلاً بعض موضع مین صرف چند سو باشندے رہ گئے تھے۔ جہان پہلے ہزارون کی تعداد تھی مگر اُن سے وہی مالگزاری اُسی مقدار مین لی جاتی تھی جو پہلے مشخص ہوچکی تھی اور ان بیچارون کو تگنی یا چوگنی رقم بہ لحاظ سابقہ آبادی کے دینی ہوتی تھی۔ اسیطرح کسی دوسرے موضع کیلیے جب کتابچہ بنایا گیا تھا تھوڑے سے لوگ رہتے تھے اور اب وہان کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی مگر سرکار کو اُسیقدر رقم وصول ہوتی تھی جو ابتدا مین معین ہوئی تھی۔ حالانکہ ٹیکس کلکٹر کل باشندون سے پوری رقم وصول کرتا تھا۔

مین نے پہلا حکم یہہ نافذ کیا کہ آیندہ سے کل رقمی معاملات ایران کے شاہی بنک سے متعلق رہین چونکہ اس بنک کی شاخین تمام بڑے بڑے شہرون مین قایم تہین اور سرکاری روپیہ اس بنک مین جمع ہوتا تھا اس لیے مین نے بنک کے صدر منیجر سے یہہ انتظام کیا کہ کل اضلاع مین جسقدر سرکاری

مالگزاری وصول کیجائے وہ سب بینکون مین جمع ہو اور بذریعہ تار طہران کے
صدر بنک کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ رقوم سرکاری حساب مین محسوب ہو سکین
اسیطرح جس کسیکو جو کچھ دلایا جائے وہ چک کے ذریعہ سے نقد وا دوستد
مین نے بالکل موقوف کردی اور اسطرح ہر ملک کے ہر ضلع مین آمدنی اور خرچ
کا حساب مکمل ہو گیا۔ دوسرے محکمہ جات مثل ڈاکخانہ تار آفس پروانہ ہائے راہداری
اور چنگی وغیرہ کو بھی مین نے یہہ ہدایت کی کہ اپنے اپنے محکمون کی آمدنی راست
بنک کو بھیجدیا کرین اور صدر دفتر خزانہ کو اُسکی اطلاع دین۔
مجھے فوراً یہ معلوم ہوا کہ بعض پیشکار گو میرے احکامات کی تعمیل مین کوئی عذر نہین
کرتے مگر میرے حسب ہدایت رقم مالگزاری بنک مین جمع نہین کرتے۔ اس سے
ان کی غرض یہہ تھی کہ جہان تک ممکن ہو روپیہ کو اپنے پاس رکھین اور جب تک
بزور اُن سے نہ لیا جائے اس وقت تک نہ دین۔ مین نے اس کا انتظام
یون کیا کہ فوراً دو ایک سرغنہ پیشکارون کو جن کے ذمہ یہہ الزام تھا موقوف
کردیا۔ جب دوسرون کو اس کی خبر ہوئی تو وہ راہ پر آ گئے اور باوجود اُس ابتری
کے جو تمام ملک مین بالخصوص صوبہ فارس مین شاہ معزول کی واپسی کی وجہ سے
پھیلی ہوئی تھی۔ سرکاری مالگزاری برابر جمع ہونے لگی۔ البتہ صوبہ آذربائجان
ایسی خراب اور ابتر حالت مین تھا کہ وہان سے ایک حبہ بھی وصول نہ ہو سکا اسکی
وجہ یہہ تھی کہ روسی فوج برابر وہان آرہی تھی اور شہسوانیون نے بلوے شروع

سے کیے تھے بشہسوانیون کے سرداروں کو روسی حمایت پر بھروسہ تھا۔ اس صوبہ سے بجائے اس کے کہ کچھ مالگزاری وصول ہوتی۔ گورنمنٹ کو بہت سی رقم وہان کے گورنر کو جو تبریز مین تعینات تھا بھیجنا ہوئی تاکہ اُس صوبہ مین امن قایم کرنے کیلئے فوجی پولیس کا انتظام کرے۔

جب مین نے اپنی خدمت کا جائزہ لیا تو اُس وقت یہہ بھی معلوم ہوا کہ ان پیشکارون کی تنخواہین بہت کم ہین اور وہ سب اسقدر قلیل تنخواہ پر بھی خوش ہین جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ناجائز طریقہ سے روپیہ حاصل کرتے ہین۔ لہذا مین نے بہ لحاظ اضلاع کی بزرگی و کوچکی کے ان لوگون کی ماہوارات مین معقول اضافہ کیا اور اُن سے یہہ کہا کہ آیندہ ان کی برقراری اور ترقی اُن کے کام کے عملی نتایج پر منحصر ہوگی گو بیرونی اسباب کی وجہ سے جیسا چاہیئے تھا ویسا عمدہ نتیجہ تو نہ نکلا لیکن پانچ مہینہ کے عرصہ مین صدر خزانہ کو باوجود خانہ جنگیون کے اتنی مالگزاری وصول ہوگئی جتنی گورنمنٹ کو نہ پہلے کبھی وصول ہوئی تھی اور نہ ہمارے وہان آنے سے ایک سال قبل۔

اب گورنمنٹ کیطرف سے بجائے نقد کے جنس تحصیل کرنیکا مسئلہ بہت دشوار تھا اور گیہون۔ جو۔ روئی۔ اور دوسرے زراعتی پیداوار کا جمع کرنا مشکل کام تھا۔ اول تو جنس خصوصاً چھوٹے چھوٹے قصبون اور دوریدراز کے اضلاع مین تحصیل کی جاتی تھی اور یہہ مقامات صوبون کے مرکزون سے بہت دور واقع تھے۔ چونکہ

یہہ پیداوار بہت سے ہاتھون مین سے گذرتی تھی اور اُس کی نگرانی کرنا ہوتی تھی
اس کے علاوہ بڑی دقت سے اس کام کیلئے باربرداری کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔
چنانچہ بجز اُن صوبون کے جو طہران سے سو میل کے اندر واقع تھے اور مقامات پر
انتظام کرنا غیر ممکن تھا۔ اگر چند ٹن گیہون یا جو بحفاظت کسی صوبہ مین پہنچ بھی گئے
تو یہہ ممکن نہ تھا کہ مثل نقد روپیہ کے تار کے ذریعہ سے وہ طہران مین منتقل کر دیے
جاتے اور اگر اُن کو نیلام کرتے تو اصل قیمت سے بہت کم وصول ہوتی۔ سالہائے
گذشتہ مین مختلف اضلاع مین اسطرح پر جو جنس سرکار کیطرف سے تحصیل کیجاتی تھی
وہ سرکاری ملازمین کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہوتی تھی۔ میرے پاس اسطرح کی بہت سی رپورٹین
پیش ہوئی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک دن مین ایک ایک لاکھ ڈالر
نفع اُٹھایا گیا ہے اور ایک ایک صوبہ نے اسطرح اُس جنس کو ناجائز طور پر فروخت
کر کے فائدہ حاصل کیا ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء کے قحط زدہ سال مین جب مین نے طہران مین سرکاری انبارخانون
مین گیہون اور دوسرا غلہ جمع کرنے کا انتظام کیا تاکہ شہر مین روٹی گران نہ ہو تو اُسوقت
مجھے معلوم ہوا کہ یہہ کام کسقدر دشوار ہے۔ مین نے بڑی دقت سے پانچہزار یا
چھہ ہزار ٹن گیہون اور جو جمع کر پائے۔

اصطلاح مالیات سے حسب ذیل ٹیکس یا محصول مراد ہین۔

(۱) اندرونی محصول جن مین زمینات کا محصول بھی شامل ہے۔

(۲) منیوسپل ٹیکس۔

(۳) دوسری مختلف آمدنی جو علاقہ صرف خاص۔ معدنیات اور دوسرے مختلف صنعت وحرفت کے کارخانون سے وصول ہوتی ہے۔ یہہ ٹیکس ہمارے یہان کے گھر دارسے کے مثل ہے اس کے علاوہ افیون۔ پوستین۔ اور تمانت پر بھی محصول لیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ ایران کو شراب اور دوسرے مسکرات سے بھی بہت آمدنی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اسلام مین مسکرات کا استعمال ممنوع ہے اس لیے مجلس یا گورنمنٹ ایران کیطرف سے ان چیزون کے محصول کے لیئے سرکار کیطرف سے باقاعدہ طور پر کوئی حکم نہین دیا جاتا بلکہ انتظاماً دوسرے طریقہ سے اسطرح کے محصول باندھے جاتے ہین اور وصول ہوتے ہین اس سے دو اغراض پورے ہوجاتے ہین اول تو منشی چیزون کی فروخت کا انسداد ہوتا ہے دوسرے سرکار کو آمدنی وصول ہوجاتی ہے۔ علاوہ مالیات کے ایران مین دوسرے ذرایع آمدنی یہہ ہین۔

چنگی۔ ڈاک۔ تار اور راہداری۔

چنگی کے انتظام پر تقریباً ستائیس اہل بلجیم مقرر ہین اور موسیو مارنارڈ اُن کا افسر ہے جو اپنے کئی مددگارون کے ساتھ طہران مین رھتا ہے۔ چنگی کا محکمہ علاوہ محصول مال کے سرحدی مقامات پر راہداری کی فیس بھی وصول کرتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ء مین چنگی کی حقیقی آمدنی چونتیس لاکھ تومان ہوئی۔ اس سے پہلے سنہ ۱۹۰۸ء

اور ۱۹۰۹ء مین (۲۷۴۳۰۰۰) اور (۳۱۵۵۰۰۰) تومان ہوئی تھی۔ یہہ کل آمدنی گورنمنٹ روس و برطانیہ کے پاس مختلف قرضون کی ادائی مین مکفول تھی۔ جن کے لیے سالانہ کم از کم اٹھائیس لاکھ بتیس ہزار تومان دینے ہوتے تھے۔

جب مین نے امپریل بنک سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پونڈ قرض کا انتظام کیا تو پانچ برس تک سالانہ قسط مین اکتیس ہزار تومان کی کمی ہوگئی لیکن اگر پچھلے چند سال کے محاصل کو بنا قرار دین تو گورنمنٹ ایران کو سالانہ پانچ لاکھ اڑسٹھ ہزار تومان سے زیادہ چنگی کی آمدنی نہین ہوسکتی اور حسب شرائط دستاویز قرضہ ۱۹۱۱ء مین محکمہ چنگی کی آمدنی گورنمنٹ روس کے پاس رہن تھی اور روسی بنک کی ایک شاخ جو طہران مین تھی یہہ کل آمدنی چھ مہینہ تک وصول کرلیتی تھی اور دو سال مین ایکدفعہ گورنمنٹ ایران کو وصول ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ اس قرض کا سود وغیرہ روسی سکہ مین ادا کیا جاتا تھا اور روسی بنک کو اختیار تھا کہ جس بٹاون سے چاہے وصول کرے اس زیادتی کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کو مزید نقصان اُٹھانا پڑتا تھا۔ کیونکہ روسی بنک کبھی نرخ بٹاون ایسا نہ مقرر کرتا تھا جس سے اسکو کچھ نقصان ہو۔

ایک اور بڑی رقم جو چنگی کی آمدنی مین محسوب کیجاتی تھی وہ قزاق بریگیڈ کی تنخواہ تھی۔ یہہ خرچ خواہ مخواہ ایران کے سر مڑھا گیا تھا۔ یہ تنخواہ جب تک مین طہران مین رہا ماہانہ تیس ہزار تومان دینا ہوتی تھی اس کے علاوہ بریگیڈ کے کرنیل صاحب

غیر معمولی اخراجات کے نام سے اور بہت کچھ وصول کر لیتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے
کہ ایکسال غیر معمولی اخراجات کے نام سے ستر ہزار تومان وصول کئے گئے یہہ مشہور
بریگیڈ ۱۲۹۶ء مین ناصر الدین شاہ کے عہد مین قایم ہوا۔ ایک روسی کرنیل مسمی
چرک دسکی اُسکا افسر تھا اور اُس کی ماتحتی مین کئی اور روسی افسر مقرر تھے۔ ناصر الدین
شاہ نے خواہ اپنے تحفظ کے لحاظ سے یا اپنے روسی مشیرون کے مشورے سے
غیر ملکیون کی فوج اس لیے مقرر کی تھی کہ اگر کبھی بیچاری ستم رسیدہ رعایا اس کے
مظالم سے تنگ آکر کچھ ہنگامہ کرے تو یہہ فوج اُس وقت ناصر الدین شاہ کی
محافظ ہو۔ جو فوج ایسے بُرے اُصول کی بنا پر مقرر کیگئی ہو اُس سے جو کچھہ بُرائی
سرزد نہ ہو کم ہے۔ چنانچہ اُسوقت سے اب تک یہی فوج ایران مین روس کو
سازش اور ظلم کرنے کیلئے ایک عمدہ آلہ ہو گئی ہے۔ اس فوج مین پندرہ سو سے
سولہ سو تک سپاہی ہونے چاہیئے تھے۔ مگر کبھی اتنے نہین بھرتی ہوئے حالانکہ
گورنمنٹ ایران سے اس کیلئے پوری تعداد کی تنخواہ وصول کیجاتی تھی۔ مجھے
خوب معلوم ہے کہ جسوقت مین طہران مین تھا اس تعداد مین کئی سو کی کمی تھی تاہم
بیچاری مفلس گورنمنٹ ایران سے ہمیشہ پوری تنخواہ کا مطالبہ ہوتا تھا اور کل رقم وصول
کیجاتی تھی۔ کبھی یہہ نہ ہوا کہ تعداد کی کمی کی وجہ سے اس مطالبہ مین بھی کمی ہوئی ہو۔
اور اس کے علاوہ جو بڑی بڑی رقمین کرنیل صاحب یا دوسرے افسر وصول کر لیتے
تھے اوسکا کچھ حساب ہی نہ پیش ہوتا تھا۔ ایکدفعہ جب محمد علی کے مقابلے کیلئے فوجی

تیاریان ہو رہی ہاہین تو اوس وقت مجھ سے صمصام السلطنت وزیراعظم نے یہہ کہا کہ اس بریگیڈ کے کرنیل صاحب کو غیر معمولی اخراجات کیلئے رقم دینی چاہیئے جسکا وہ مطالبہ کر رہے ہین۔ مین نے صمصام السلطنت سے اقرار کیا کہ مین اُنھین رقم دون گا۔ چنانچہ مین نے کرنیل کو ایک خط لکھا اور اون سے حسابات کا ایک گوشوارہ طلب کیا تاکہ مجھے معلوم ہو کہ جن اخراجات کیلئے رقم دی جا رہی ہے وہ گورنمنٹ پہلے ادا کر چکی ہے یا نہین۔ کرنیل صاحب نے حساب دینے سے قطعی انکار کیا۔ اور یہہ نہ بتایا کہ جو رقم اون کو وصول ہوئی تھی کسطرح سے صرف کی گئی۔ بلکہ اوُنھون نے سفارت خانہ روس کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ مین ان کے مطالبہ کی ادائی سے انکار کرتا ہون۔

سرکاری مالگزاری تحصیلنے مین ایک خاص دقت جو مجھے پیش آئی وہ یہہ تھی کہ خیانت مجرمانہ یا اسیطرح دوسرے جرائم کے لیے کوئی تعزیری قانون نہ تھا۔ جس کیوجہ سے ایک ٹیکس کلکٹر یا کوئی سرکاری عہدہ دار جس کی امانت مین سرکاری رقم رہتی تھی آزادی سے اوس مین خیانت کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ اوسے سزا کا کچھ ڈر نہ تھا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ نہ کسی قسم کی کچھہ بازپرس ہوگی اور کچھہ نہ کیا جائیگا۔ جس حالت مین اس قسم کے جرائم کی کچھ سزا ہی نہ تھی تو ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا اور نقص زیادہ تر خائن عہدہ دارون کی عام رشوت ستانی اور تغلب کی وجہ سے تھا۔ جو ایران کے انتظام ملک مین پھیلی ہوئی تھی۔ اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے

ہین کہ اگر موجودہ مہذب ممالک مین خیانت مجرمانہ اور سرکاری تغلب کے تعزیری
قوانین منسوخ کردیئے جائین تو اُسکا اثر کیا ہوگا - ایران کی عدالیتن بھی ایک
عجیب طرفہ معجون تھین اول تو عدالتون کی تعداد ہی کم تھی - اور اگر کہین کہین اُن کا
وجود بھی تھا تو بہت ہی بے ترتیب اور خراب حالت مین - بجائے انصاف کرنے
اور انسداد جرایم کے سرکاری عہدہ دارون کے لیے زرکشی کا ایک عمدہ ذریعہ تھین
اور جو لوگ اُن عدالتون مین مقرر ہوتے تھے وہ لکھوکھا کسانون اور دوسری
رعایا پر ظلم کرکے اپنی جیبین بھرتے تھے - اگر گورنمنٹ ایران نے ایسی خائن عہدہ
دارون کو سزا دینے کیلئے کچھ کوشش بھی کی تو محض انتظامی کوشش ہوتی تھی یا
پولیس کے ذریعہ سے کچھ تدارک کر دیا جاتا تھا - اگر مقامی پولیٹکل حالت یا رعایا
کیطرف سے کسی خاص خائن عہدہ دار کی نسبت شکایت ہوئی یا اُس کیوجہ سے
کوئی جوش ہوا تو اوسوقت گورنمنٹ اُس عہدہ دار کی گرفتاری کا حکم دیتی تھی اور
شہر مین تشہیر کراکے جیلخانہ بھیجدیتی تھی - یہہ جیلخانہ عموماً پولیس کا تھانہ ہوتا تھا یہ
حالت خاص طہران کی تھی جو مین نے بیان کی - صوبہ جات کا ذکر نہین - جہان
گورنرون کو ہر قسم کا اختیار تھا - وہان کسی شخص ملزم کو گرفتار کرنے اور اُس کے
مقدمے مین تحقیقات کرنے کی عموماً یہہ غرض تھی کہ وہ خود یا اُس کے اعزا اور
دوست احباب مجبور ہو کے ایک معقول رقم گورنر صاحب کو نذر کرین - شریف
وکیل سرکار مدعی اور جج یہہ کل حیثیتین ایک گورنر صاحب مین ہوتی تھین -

اس وجہ سے مجھے اس بات کی سخت ضرورت پیش آئی کہ سرکاری ملازمین کی تنبیہ کیلئے یا نادہند محصول گزار کیواسطے طہران مین حوالات گھر قایم کرون جہان خزانہ کے عہدہ دارون کا ایک غول ایسے لوگون کو حوالات مین بھیج سکے۔

مین نے اپنی خدمت کا جائزہ لیتے ہی کل وزراء کو لکھ بھیجا کہ آیندہ سے کوئی رقم نہ دی جائے گی جب تک کہ ایک تحریری مطالبہ اُس چھپے ہوئے فارم پر جو مین نے بنایا ہے پیش نہ ہو۔ یہہ فارم صدر المہام خزانہ کے نام تھا اور فرنچ و فارسی دونون زبانون مین چھپا ہوا تھا۔ اور اس مین ایک خانہ کیفیت کا بھی تھا جس مین رقم مطلوبہ کی شرح درج کیجاتی۔ میری اس تجویز کو کبنٹ کے اکثر عہدہ دارون نے پسند کیا۔ غالباً اونھون نے یہہ خیال کیا کہ اس کی خانہ پُری کر دینا بس اس کے بعد اور کچھ کام نہین۔ صدر المہام خزانہ رقم دیدیا کرین گے۔ چنانچہ فوراً یہ فارم میرے پاس سے منگانا شروع ہوئے اور کئی ہفتہ تک میرے دفتر مین روپیہ کیلیے ان فارمون کی بوچھار رہی۔ بعض مطالبات عجیب و غریب قسم کے تھے۔

رفتہ رفتہ ان عہدہ دارون کو معلوم ہوا کہ محض ان فارمون کا پیش کرنا صدر المہام خزانہ کے اطمینان کیلئے کافی نہین ہے۔ جب تک کہ رقم مطلوبہ کے جواز کا کافی اطمینان نہ کرایا جائے۔ بعض مطلوبہ تو ایسے تھے جنھین دیکھ کر ہنسی آتی تھی۔ چنانچہ تمثیلاً چند بیان کئے جاتے ہین۔ دو فرانسیسی سیاح جو دنیا کی سیاحت کیلیے نکلے تھے اثناء سفر مین طہران بھی آئے اور نائب السلطنت سے ملنے گئے۔ دوسرے دن

میرے پاس وزیر امور خارجہ کا ایک مطالبہ پہونچا جسے دیکھکر مجھے تعجب ہوا اس مین یہہ درج تھا کہ حسب الحکم نائب السلطنت ان دو سپاہیون کو سو تومان بطور انعام دلائے جائین - خیر اُس وقت تو مین نے کوئی اعتراض نہ کیا اسلیئے کہ خواہ مخواہ ایک بڑی فریچ پبلک کیسا تھہ ایک بین الاقوامی مسئلہ چھڑ جاتا - مین نے سو تومان تو دیدیئے مگر وزیر امور خارجہ کو آگاہ کیا کہ جدید قواعد کی رُو سے خزانۂ عامرہ کا روپیہ صرف کرنے کیلیئے کوئی معقول وجہ ہونا چاہیئے - ایک دوسرے موقعہ پر وزارت امور داخلہ کے مستوفی صاحب میرے پاس تشریف لائے اور بہت سے سلام کرکے ایک مطالبہ پیش کیا جس پر وزیر اعظم کے دستخط تھے - اس مطالبہ کا لفظی ترجمہ یہہ تھا کہ سید فتح اللہ کو جو اپنے گدھے سے گر گئے ہین اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے - سو تومان دیئے جائین - ان بیچارے مذہبی حضرت کو جنھین یہہ صدمہ پہنچا تھا - جب یہہ معلوم ہوا کہ صدر المہام خزانہ اُن کے اس دعوی مین کوئی انصاف کی جھلک نہین دیکھتے تو اُنھین بہت تعجب ہوا اور وہ رنجیدہ ہوئے -

ایک دفعہ وزیر دربار دو مطالبہ لیکر میرے پاس آئے جن مین ایک مطالبہ شاہی اونٹون کے تیل کے لیئے تھا اور دوسرا اعلیحضرت شاہ ایران کی موٹرون کی گھانس کیلیئے - یہہ مطالبہ دیکھکر مجھ سے نہ رہا گیا - سوائے ایران کے اور دنیا مین کہین اونٹون کیلیئے تیل اور موٹرون کیلیئے گھانس نہ درکار ہوتی ہوگی مگر

یہہ دونون مطالبے بالکل صحیح تھے۔ اس لیے کہ ایران مین ایک خاص قسم کا تیل اونٹون پر ملا جاتا ہے تاکہ اُن کی جلد چکنی رہے اور شاہی موٹر خانہ کے ملازمین کو بجائے نقد کے گھانس پنشن مین دی جاتی تھی۔ مین نے یہہ دونون مطالبے منظور کیے۔

جب ستمبر کے آخر مین اس بات کا یقین ہو گیا کہ محمد علی طہران تک نہ آسکیگا تب مین نے شمالی حصہ ملک کیلئے ضوابط کا ایک خاکہ کبنٹ کے سامنے پیش کیا۔ میرے خیال مین بلحاظ وقت ان ضوابط کی بڑی ضرورت تھی۔

اسمین اندیشہ صرف اتنا تھا کہ اگر ہم مجلس سے جبکہ وہ اصلاح و مال کی جوش مین تھی اختیارات حاصل کرنیمین کامیاب نہ ہوتے اور اپنی فرائض انجام دینے کی اجازت ہی نہ پاتی تو اس صورت مین ہمین منجملہ ان دو باتون کے ایک بات اختیار کرنا ہوتی۔ اول ہم سال مین چھ مہینہ ایران کی حالت کو مطالعہ کرنے مین صرف کرتے اس کے بعد تفصیلی قانون کا مسودہ تیار کر کے پیش کرتے جس مین تحصیل مالگزاری۔ نئی آمدنی پیدا کرنے کے ذرایع اور سرکاری محاصل کا خرچ درج ہوتا۔ دوسری صورت یہہ تھی جو ہم نے اختیار کی وہ یہہ کہ جلدی سے ایک عام سیدھا سادھا قانون بنا کے مجلس سے پاس کرالیا جس سے صدر المہام خزانہ کو ایران کے مالی معاملات کا ضروری اختیار مل گیا اس مین شک نہین کہ اس دوسرے طریقہ مین بہت سی دقتین حائل تھین۔ اس لیے کہ ہم نے بڑی ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر لے لیا تھا اور ایسی اجزاو ترشی

گورنمنٹ کی اصلاح مین دفعتاً ہاتھہ ڈالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر ہمین پہلے سے کچھ تجربہ ہوچکا تھا اس لیے ہم نے وہی طریقہ اختیار کرنا بہت مناسب سمجھا۔ اصل یہہ ہے کہ ایران کی مالی حالت ایسی نازک ہورہی تھی کہ اگر فوراً کوئی عملی تدارک نہ کیا جاتا تو ملک کے دیوالیہ ہونے مین کوئی کسر ہی نہ باقی تھی۔ اور دیوالیہ ہونے کی صورت مین طہران بلکہ تمام سلطنت مین لوٹ مار شروع ہوجاتی۔ اور ہر قسم کی ابتری پہیلتی۔

چنانچہ پہلا کام یہہ تھا کہ سرکاری رقم پر پورا اختیار حاصل کیا جائے۔ تب اس کی مدد سے دوسرے محکمون کی اصلاح کی جائے اور وہان جو تغلب جاری تھا اسکا انسداد ہو اس طرح پر سرکاری آمدنی اور خرچ کا صحیح اندازہ ہوسکے اس کے بعد نئے قانون پر غور کیا جائے اور جدید طریقہ حساب و تنقیح جاری کیا جائے۔

جون ہی مجلس نے ۱۳ جون کو قانون پاس کیا مین نے یہ کوشش کی کہ ایرانی اور غیر ملکی دونون اس قانون کی عزت اور پابندی کرین یون تو روپیہ حکومت۔ اختیار اور جرات وغیرہ کی وقعت بہت تھی مگر جو چیز اہل ملک کے حقوق کی حفاظت کے لیئے چاہیے یعنے قانون اس کی کوئی پروا نہ کرتا تھا۔ ایران مین قانون اور بالخصوص قانون مال کیطرف سے بالکل بے اعتنائی کیجاتی تھی۔ میرے جائزہ لینے سے کئی مہینے پہلے مجلس نے ایک قانون اسطرح بنایا تھا کہ فرانسیسی قانون کے بہت سے دفعات لیکر ایک جگہ جمع کردیے تھے۔ یہہ قانون کئی مہینہ سے

نافذ تھا مگر کسی عہدہ دار کو نہ اس کا علم تھا اور نہ اس کی پابندی کرتا تھا۔ سب بڑے فخر کیساتھ اس قانون کے وجود کا اعلان تو کرتے تھے مگر لوٹ مین اُسیطرح مشغول تھے۔

چنانچہ گذشتہ موسم گرما مین خانہ جنگی کیوجہ سے جو ہنگامہ اور ابتری پھیلی تھی وہ کم ہونے لگی تو مین نے اس غرض سے کہ اہل ایران قانون کی پابندی کرین۔ بعض بڑے بڑے نامدار امرا جیسے علاءالدولہ پرنس فرمان فرما اور سپہدار سے سرکاری محاصل کی ادائی طلب کی۔

علاءالدولہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اُس سے ناظرین بخوبی واقف ہین۔ جب پرنس فرمان فرمانے دیکھا کہ مین سرکاری محاصل وصول کرنے پر پورا آمادہ ہون تو وہ کونسل وزرا کے پاس گئے اور دستوری حکومت کیلئے اپنی کارگذاریان بیان کرکے وزیراعظم کے شانہ پر سر رکھکے رو دینگے۔ وزرائے کونسل اُس حرکت سے ایسے متاثر ہوئے کہ انھون نے نہایت ملائم الفاظ مین مجھے ایک خط لکھا کہ پرنس فرمان فرما سے محاصل کا تقاضہ نہ کیا جائے جب تک کہ مجلس وزرا اس معاملہ مین بخوبی غور نہ کرلے۔ پرنس فرمان فرما خود یہہ خط لیکر میرے پاس آئے مین نے اُن سے کہا کہ آپ کو اختیار ہے خواہ کل واجب الادا محاصل کل تک ادا کرکے بدستور اپنے دلیرانہ خدمات دستوری حکومت کیلئے انجام دیتے رہئیے یا مجھے اجازت دیجئے کہ مین آپ کے انبار خانون پر قبضہ کرلون۔ اور آپ کو

ادائی محصول کی زحمت سے بچاؤن - مین نے کونسل وزرا کو لکھا کہ اگر وہ مہربانی کرکے گورنمنٹ کے اور دوسرے معاملات کو دیکھتے رہین تو مین کوشش کرکے تحصیل محاصل کا انتظام کرلون گا - دوسرے دن پرنس فرمان فرمانے محاصل واجب الادا کا ایک بڑا حصہ ادا کردیا - گو ہم نے اُن کے ایک علاقہ مین اپنا خانہ پر قبضہ کرلیا تھا - یہہ پرنس فرمان فرماوہ حضرت ہین جنھون نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی لاکھ ڈالر جمع کرلیے تھے - یہہ کچھ عرصہ تک ایک صوبہ کے گورنر جنرل رہ چکے تھے اور کبنٹ وزرا کے ایک رکن بھی تھے -

مجھے معلوم ہوا کہ سپہدار کے ذمہ بہتر ہزار تومان بقایا باقی ہے - انھون نے ایک چال یہہ چلی کہ سرکار پر دس لاکھ تومان کا ایک مطالبہ پیش کیا اور یہہ کہا کہ ۱۹۰۹ء مین جو فوج اُنھون نے رشت مین تیار کی اور جس نے فدائیون کے ہاتھ ملکر محمد علی سے طہران چھینا اُس کے لیے اتنے تومان صرف ہوئے تھے اس کے علاوہ خود اُنھون نے جو قومی خدمات اس معرکہ مین انجام دیئے اُسکا حق المحنت بھی اُن مین شامل ہے - اُنھون نے یہہ بیان کیا کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُنھین اور اُن کی اولاد کو دس پشت تک ہر قسم کے محصول سے معاف کردے - چونکہ سپہدار کے پاس لاکھون کی دولت تھی اور شمالی ایران مین ایک بڑی جاگیر کا مالک بھی تھا اس کے علاوہ اس وقت اُن کی اولاد اتنی تھی کہ کبھی یہہ گمان نہ ہوسکتا تھا کہ اُن کا خاندان حشر تک مفقود ہوگا بلکہ یہہ یقین تھا کہ

کہ اڑھائی سو برس کے بعد اُن کی اولاد کی تعداد اتنی ہوگی کہ سارے ایران کی محصول طلب جائدادین اُنھین کے قبضہ مین ہون گی جس سے یہہ سمجھنا چاہیئے کہ سرکاری آمدنی کچھ بھی نہ رہیگی۔ آخرکار وہ اپنا محصول ادا کرنے پر راضی ہوئے بلکہ اپنے ایک فرزند کو حکم دیا کہ اپنی جاگیر سے غلہ منگا دینیکے لیے حکمنامہ بھیجین اتنے مین گورمنٹ روس کا الٹیمیٹم پیش ہوگیا جس سے اُنھین پھر جرأت ہوئی کہ صدرالمہام خزانہ کی مخالفت کرین اور سرکاری محصول نہ دین۔

اگر ۱۳۔جون کے قانون سے مجھے اختیار نہ ملا ہوتا تو مین کچھ نہ کرسکتا۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ بغیر اس قانون کے بھی بختیاریون اور دوسری فوجون کیلئے روپیہ کا انتظام ہوسکتا جو گورمنٹ کیطرف سے محمد علی اور سالارالدولہ کے مقابلہ کیلئے بھیجی گیئن۔ مگر اختیار ملنے سے یہہ ہوا کہ مین ایک حدتک خزانہ کو ان لٹیرون کے ہاتھ سے بچا سکا ورنہ وہ تو دو ہی ہفتون مین سارا خزانہ خالی کردیتے نائب السلطنت نے کئی دفعہ مجھسے بیان کیا کہ گذشتہ موسم گرما مین مین نے بختیاری سردارون اور کبنٹ وزرا کے ناجائز اور فضول مطالبات کو جو روکا اس کی بدولت سرکار کو علاوہ اُن اخراجات کے جو باغیون کے مقابلہ مین فوجین بھیجنے اور اُن کی سربراہی کرنے مین عائد ہوئے بیس لاکھ تومان پس انداز رہے۔

جب مین گذشتہ فروری مین انگلستان گیا تو اس وقت اخبار لندن ٹائمس نے

جو مجھ پر ہر طرح کا اعتراض کر کے تھک گیا تھا اب یہہ ینا اعتراض کیا کہ سب مجھے سلطنت روس و برطانیہ سے یہہ توقع ہی نہ رکھنا چاہیئے تھی کہ وہ قانون مورخہ ۱۳ ؍ جون کیساتھ جس کی رُو سے مجھے ایران کے مالی معاملات مین پورے اختیارات ملے تھے اتفاق کرین گی اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ قانون اُن کے خاص اغراض کے خلاف ہوتا - یہہ اعتراض محض اس امر پر مبنی تھا کہ اُس قانون مین بعض ایسے دفعات تھے جن سے ان سلطنتون کے مالی یا دوسرے قسم کے حقوق پر برا اثر پڑتا - حالانکہ یہہ اعتراض اصل حقیقت کے بالکل برعکس تھا اس لیے کہ کل قرض کے معاملات جو گورنمنٹ ایران اور ان سلطنتون کے درمیان ہوئے اُن کی باقاعدہ دستاویزین موجود تھین اور اُن کی ادائی کی پوری ضمانت کیگئی تھی - کسی قسم کا قانون ان ضمانتون پر کوئی برا اثر نہین ڈال سکتا تھا -

ایران کے مالی معاملات پر پورا اختیار رکھنے کی ضرورت اس لیے نہ تھی کہ مختلف قرضون کی ضمانت مین کوئی تبدیلی کیجائے بلکہ اس اختیار سے صدرالمہام خزانہ کی اصل غرض یہہ تھی کہ جو بددیانتی - رشوت ستانی اور تغلب ایرانی عہدہ دارون مین پھیلا ہوا ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اندرونی محاصلات سرکار کو وصول ہون اس سے قرض خواہون کا سراسر فائدہ تھا اس لیے کہ اگر کسیوقت وہ محاصل جو کہ کفالت مین مکفول تھے کافی نہ ہوتے تو سرکاری خزانہ سے اقساط

سینہ بآسانی ادا ہوسکیتن۔

دوسرے الفاظ مین یہہ کہنا چاہیئے کہ مالی انتظامات پر معقول اختیار اتکی ضرورت محض اندرونی اسباب کی وجہ سے تھی۔ بیرونی قرضون سے اسے کوئی تعلق نہ تھا البتہ قرضہ کی ادائی مین زیادہ سہولت ہوجاتی۔ اگر اسطرح کا کوئی قانون پاس نہ ہوتا تو مالی اصلاح مین کسی قسم کی ترقی غیر ممکن تھی اور صدر المہام خزانہ مع اپنے مددگارون کے بیکار سرکاری عہدہ دارون سے لڑتے رہتے۔ جن کی خودغرضی یہہ چاہتی تھی کہ بدستور ابتری پھیلی رہے اور کسی قسم کی اصلاح نہ ہونے پائے۔

ایران کے مالی معاملات مین خواہ کیسے ہی سخت اصلاح کیون نہ کیجاتی اُس سے بیرونی قرضخواہون کو بجائے کسی قسم کا نقصان پہونچنے کے ان کے دیون کی اور حفاظت بڑھجاتی۔

مجھسے پہلے جو غیر ملکی صیغۂ مال کے عہدہ دار مقرر ہوئے تھے ان کو تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ بغیر اختیارات کامل کسی قسم کی اصلاح یا ترقی محال ہے محض عہدہ دارون پر بھروسہ کرنا بالکل بیسود ہے اس لیے کہ وہ ہمیشہ باربار بدلتے رہتے ہین۔ اور اپنے تئین ایران کے مالی معاملات کا مقتدر حاکم سمجھتے ہین۔

گو ایران مین اب تک کوئی سرکاری بجٹ مرتب نہ کیا گیا تھا تاہم جب ہم لوگون نے مال کا کام اپنے ہاتھ مین لیا تو چند ہی روز مین ہم نے یہہ دریافت کرلیا کہ

اگر کل آمدنی وصول ہوجائے تب بھی سالانہ ساٹھ لاکھ تومان کی کمی پڑتی ہے۔ سال گذشتہ کی آمدنی مین منجملہ پچاس لاکھ تومان نقد اور جنس کے دس لاکھ تومان سرکار کو وصول ہوئے تھے لہذا ساٹھ لاکھ کی سالانہ کمی بہت جلد ایک کرور دس لاکھ تک پہنچتی اگر ہم زیادہ آمدنی وصول کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ اس کے علاوہ مختلف وزارت خانون کے اخراجات بہت زیادہ بڑھے ہوئے اور فضول تھے۔ اسمین شک نہین کہ ایک عمدہ انتظام کیلئے وہ اخراجات چندان زائد نہ تھے مگر اس امر کا لحاظ کرکے کہ رعایا کو ان وزارتون کے وجود سے کوئی نفع نہ تھا وہ اخراجات بہت زیادہ تھے۔ لہذا یہہ امر نہایت ضرور تھا کہ ان اخراجات کو گھٹانے کی کوشش کیجائے اور سرکاری آمدنی اور اخراجات مین جو بڑا فرق ہے کم کیا جائے۔

چنانچہ مین نے کبنٹ وزرا اور مجلس کے سامنے ایک تجویز پیش کی کہ کل سرکاری دفاتر مین حسب ضرورت تخفیف کیجائے۔ مین کئی مہینہ تک مختلف وزرا کیساتھ محنت کرتا رہا اور انھین آمادہ کیا کہ اپنے اپنے دفاتر کا بجٹ تیار کرین تاکہ مجھے معلوم ہو کہ جو مطالبات خزانہ پر بھیجے جاتے ہین۔ اُن مین کون سے مدات قابل منظوری ہین مگر وہ سب کسی نہ کسی بہانہ سے ٹالتے رہے اور بجٹ تیار نہ کیا۔ یہان تک کہ مین نے عاجز ہوکر خود اپنے دفتر مین ہر وزارت کے ضروری اخراجات کا موازنہ بنایا اور یہہ کہدیا کہ اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا خواہ کیسی ہی بڑی شکایت یا ضرورت پیش ہو اور آخر مین مین نے وزارت جنگ کا ایک موازنہ تیار کیا۔

سب سے زیادہ وزیر جنگ صاحب ہی شور مچاتے تھے اور ہمیشہ بلوہ کی دھمکیان دیتے رہتے تھے۔ مین نے تفصیل وار یہہ دکھا دیا کہ ایک عمدہ پندرہ ہزار فوج کے لیے بیس لاکھ تومان سالانہ کا خرچ بالکل کافی ہے اس مین پیدل سوار اور توپ خانہ سب عمدہ طور پر مسلح اور باقاعدہ رہسکتا ہے بلکہ افسرون اور سپاہیون کو جو تنخواہین اب دی جاتی ہین اس سے زیادہ تنخواہین بھی دی جاسکتی ہین۔ حالانکہ وزیر جنگ سالانہ ستر لاکھ تومان وصول کرتے تھے مگر اُن کے پاس پانچہزار فوج بھی ایسی نہ تھی جو عمدہ باقاعدہ فوج کہی جاتی۔ چند فاقہ مست پھٹی ہوئی وردیان پہنے سپاہی تھے بس یہی جرار فوج تھی۔

وزارت جنگ کا تغلب ایسا بین تھا کہ کونسل وزرا کو بجز اس کے کچھ چارہ نہ ہوا کہ میرا مجوزہ موازنہ فوراً منظور کرے۔ صمصام السلطنت جو وزیر جنگ تھے اپنے دوسرے اعزہ اور ہمارے پُرانے دوست امیر اعظم نائب وزیر جنگ کے بہکانے سے اس بجٹ کی تعمیل کے متعلق ضروری احکام دینے سے انکار کرتے رہے۔ گو اُنھون نے متواتر یہہ وعدہ کیا کہ اب احکام جاری کرین گے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مین نے وزارت جنگ کے مطالبات کا روپیہ دینے سے انکار کیا اور جسقدر فوج طہران مین موجود تھی اس کی تنخواہ بلا وساطت وزارت جنگ خزانہ سے ادا کی۔ مین نے ناموں کی فہرست سے جو وزیر جنگ نے پیش کی تھی۔ تقریباً ایک سو نام نکال ڈالے۔ یہہ لوگ جنرل اسٹاف آفیسر۔ فوجی کونسلر۔ ماہرین فنون جنگ۔ فوجی وکلا۔ فوجی معلم

اور فوجی پروفیسر کہلاتے تھے اور یہہ بدمعاش ہزار ہا ڈالر تنخواہون کے نام سے وصول کرتے تھے اور کل محکمہ جنگ مین خاص ابتری کا باعث یہی تھے۔ ان لوگون نے بہت کچھ شور مچایا اور قسمین کھائین کہ مجھے مار ڈالین گے اور فوج مین بلوہ کرادین گے مگر کچھ نہ ہوا اصل یہہ ہے کہ جب فوج کو خزانہ سے پوری تنخواہ ادا کر دی گئی تو سپاہیون کو اطمینان ہوگیا اور گویا اُن کی زندگی مین پہلا موقعہ تھا کہ اُنہین سالم تنخواہ وصول ہوئی اور اُس مین کسی قسم کی وضعات نہ کیگئی ایسی صورت مین ظاہر تھا کہ وہ کیون ہنگامہ کرتے۔

دوسری تجویز مین نے مداخل و مخارج کو برابر کرنے کے لیے یہہ پیش کی کہ جدید محصولات کیلیے ایک قانون بنایا یہہ قانون کونسل وزرا کی منظوری کیلئے پیش کیا گیا اس مین حسب ذیل تغیرات تھے۔

(۱) افیون کے موجودہ ٹیکس مین اضافہ کیا جائے۔ یہہ ٹیکس اگرچہ اصولاً ایران مین ممنوع ہے مگر عملاً ممنوع نہین۔ چنانچہ اس ٹیکس مین اضافہ ہوسکتا ہے اور اس سے سرکاری آمدنی بڑھے گی۔ البتہ اس کیلئے زیادہ عملہ رکھنا ہوگا۔ تاکہ افیون کی تجارت پر کافی نگرانی ہوسکے۔

(۲) شراب پر محصول بڑھایا جائے چونکہ مجلس[۱] سے اس کی منظوری ممکن نہ تھی

[۱] چونکہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس لیے مجلس شراب پر محصول بڑھانے کیلئے کوئی سرکاری حکم نہ دیسکتی تھی مذہباً شراب کا استعمال مسلمانون مین بالکل منع ہے۔

اس لیے پولیس کے ذریعہ سے اس مین اضافہ کرایا جائے۔

(۳) ملک مین جسقدر تمباکو پیدا ہوتا ہے اُسپر فی چھ سیر ایک قران محصول لیا جائے اور اس تمباکو سے جو سگار یا دوسری چیزین تمباکو کے استعمال کی بنائی جائین اُن پر اور زیادہ محصول لیا جائے۔

(۴) جانورون کی انتڑیون پر جو محصول ہے وہ موقوف کیا جائے اور بجائے اس کے چھوٹے جانورون پر جیسے کہ گوسفند وغیرہ جو ذبح کیے جائین اُن پر فی جانور ایک قران اور بڑے جانورون پر جیسے کہ گائے وغیرہ کچھ زیادہ ٹکس لیا جائے۔

(۵) قانون اسٹامپ پر نظر ثانی کیجائے اور کل تجارتی معاہدات کے کاغذات اور رسیدات پر اسٹامپ لگانیکا حکم ہو۔

(۶) غیر سلطنتون کی رضامندی حاصل کر کے چُنگی کے محصول پر نظر ثانی کی جائے اور جو مال کہ باہر سے یہان آتا ہے اُسپر اندرونی محصول لگایا جائے۔

(۷) تیس لاکھ تومان سالانہ جو گورنمنٹ ایران کو وظیفون کیلئے دینا ہوتے ہین اُس کیلئے یہہ انتظام ہو کہ خزانہ سے پانچ فیصدی سالانہ سود پر چالیس سال کیلئے پرامیسری نوٹ یا تمسکات جاری کیے جائین۔ یہہ پرامیسری نوٹ ہر وظیفہ خوار کے نام سے ہون اور اوس کا سود بذریعہ ایک پرچہ سود کے ملا کرے اور یہہ نوٹ فی سو تومان سالانہ کا ہو اور اس کی تقسیم قسم وظیفہ کے لحاظ سے کیجائے

(۸) چالیس لاکھ پونڈ قرض لیے جائین جن سے روسی بنک کا قرضہ

جس کی تعداد گیارہ لاکھ پونڈ ہے ادا کر دیا جائے اور باقی رقم بعض ایسے کاموں میں صرف کی جائے جس سے ملک کی آمدنی بڑھے۔ اس روپیہ کا کوئی حصہ گورنمنٹ کے معمولی اخراجات میں نہ صرف ہو۔

اس رقم قرض سے جو آمدنی ہو وہ حسب ذیل کاموں میں صرف کی جائے تاکہ آمدنی میں اضافہ ہو۔

(۱) قدراستری۔

(۲) محصولبندی کی غرض سے کل شہروں اور ضلعوں کی مردم شماری کیجائے۔

(۳) جنگلات اور معدنیات کی پیمایش ہو۔

(۴) خالصہ کی پیمایش کیجائے۔

(۵) خزانہ کی فوجی پولیس کے لیے ضروری اسلحہ وغیرہ خریدے جائیں اور بارکیں تعمیر ہوں۔

(۶) موجودہ سڑکوں کی مرمت کیجائے اور بعض نئی سڑکیں بنائی جائیں۔

(۷) ایران کے مختلف مقامات میں آبپاشی کے ذرائع مہیا کیئے جائیں۔

ان تجاویز کے متعلق دستوری حکومت پر جو سخت اعتراض کیا گیا وہ یہہ تھا کہ دستوری حکومت نے رعایا کے فائدہ کیلئے عملاً کوئی کام نہیں کیا۔

میں نے ایک تجویز یہہ پیش کی کہ گورنمنٹ ایک قانون پاس کرے جسکے

روسے حسب ذیل آٹھ ریلین مناسب وقت پر تعمیر کیجایٔین یا اُن کی تعمیر کیلیئے وقتاً فوقتاً اجارے دیئے جایٔین۔

پہلی لائن۔ محمرّہ سے خرم آباد اور ہمدان تک۔

دوسری لائن۔ خانقین سے کرمان شاہ اور ہمدان تک۔

تیسری لائن۔ ہمدان سے قزوین تک۔

چوتھی لائن۔ بندر عباس سے کرمان یزد اور طہران تک اور وہان سے ایک شاخ اصفہان تک۔

پانچوین لائن۔ بوشہر سے شیراز اور اصفہان تک۔

چھٹی لائن۔ جلفہ سے تبریز۔ زندجان۔ قزوین اور طہران تک۔ پھر قزوین سے ایک شاخ بحر کسپین کے بندر گاہون تک۔

ساتوین لائن۔ زندجان سے ہمدان تک۔

آٹھوین لائن۔ بندر عباس سے شیراز تک۔

مین نے یہہ بھی تجویز پیش کی کہ اس قانون مین ایک فقرہ یہی بڑھا دیا جائے کہ خانگی لوگون کو غلّا اور دوسری ضروریات زندگی کی چیزین انبار خانون مین جمع کرنیکی مانعت کیجائے۔

اگر میری تجویز کے موافق قانون ٹیکس پاس ہوجاتا تو مین نے یہہ تخمینہ کیا تھا کہ ملک کی آمدنی مین سالانہ پچاس لاکھ تومان اضافہ ہوگا اور رعایا کو مطلق بار نہ گذریگا

اس کے علاوہ تمسکات پنشن یا پرامیسری نوٹ جاری کر دینے سے گورنمنٹ کو سالانہ بیس لاکھ تومان کی بچت ہو گی۔

کونسل وزرا نے ۲۴ ستمبر ۱۹۱۱ء کو میرے یہہ تجاویز منظور کیے اور مجھ سے کہا گیا کہ مجلس مین پیش کرنے کیلیے ایک مسودہ قانون تیار کرون کہ استنے مین روس نے الٹیمیٹم بھیجدیے۔

ایران کی مالی حالت کی خرابی منجملہ اور اسباب کے ایک یہہ عجیب وغریب وظائف تھے جن کیلئے سرکار کو کل ملک مین ایک لاکھ آدمیون کو تیس لاکھ تومان نقد اور جنس دینا ہوتے تھے۔

دستوری حکومت کو یہہ زیر باری بادشاہان ماسبق کے عہد حکومت سے گویا ورثہ مین ملی تھی۔ گو مجلس نے بھی چند وظائف منظور کئے تھے مگر یہہ وظائف بعض مجتہدین یا ایسے لوگون کے نام تھے جنہون نے قومی خدمت کی تھی یا بعض لوگون کے اعزہ کے نام جو دستوری حکومت کے لئے لڑائی مین مارے گئے تھے۔

اگلے زمانہ مین اگر شاہ اہل دربار کے کسی لطیفہ۔ شعر یا خوشامدانہ بات سے خوش ہوتے تھے تو اُسے ایک یا ایک درجن مواضعات کی آمدنی بخش دیتے تھے یا یہہ حکم دیتے تھے کہ اُس شخص کا نام وظیفہ خوارون کی فہرست مین درج کرلیا جائے اور اُسے اتنے سو یا اتنے ہزار تومان سالانہ ملا کرین یا اتنے خروار

گیہون یا جو دلایا جائے - ان وظیفہ خوارون مین چند ایسے بھی تھے جنہون نے
کوئی سرکاری خدمت بھی انجام دی تھی - شاہ کے کل خدمتگار اور خانگی ملازم وظیفہ خوار
تھے اور یہہ وظیفہ نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تھے - دس مین نو وظیفہ تو محض رعایتی
تھے - کل امرا کے نام بڑے بڑے وظائف تھے - کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہان
وظیفہ خوار نہ ہون - سب سے بڑی تعداد طہران مین تھی -

دستوری حکومت کبھی یہہ کل وظیفہ یا اُن کا کوئی جز ادا نہ کر سکی - وزرا مال
اور دوسرے بڑے عہدہ دارون کو اس کی وجہ سے خانگی تجارت کرنے اور
منفعت اُٹھانے کا بڑا موقعہ ملتا تھا - ہر سال ان وظیفون کیلئے سرکاری احکامات
تو جاری ہوتے تھے - مگر کبھی خزانہ سے اُن کا روپیہ نہ وصول ہوتا تھا - چنانچہ
یہہ وظیفہ خوار لوگ اُن احکامات کو فروخت کر ڈالتے تھے اور کبھی اصل رقم سے
صرف پندرہ فیصدی قبول کر لیتے تھے - بہت سے دوکاندار اور کبھی کبھی دولتمند
تاجر اُن احکامات کو گویا مفت خرید لیتے تھے اور پنشن کلکٹرون کے حوالہ کرتے تھے
جنکا پیشہ یہہ تھا کہ وظیفہ کی رقم تحصیل کرین - یہہ لوگ کثرت سے احکامات جمع کرتے
تھے اور اس کے بعد بہت سے غریب فلاکت زدہ مردون اور عورتون کو
کرایہ کر کے خزانہ پر پہنچتے تھے تاکہ وہان خوب شور مچائین اور واویلا کرین - یہہ
لوگ خزانہ کے دفتر کے گرد جمع ہو کے خوب چیختے تھے روتے تھے - اپنے سینے
کوٹتے تھے اپنے بال نوچ ڈالتے تھے اور زمین پر لوٹنے لگتے تھے - غرضکہ

اسیطرح کا مصنوعی حال لاتے تھے اور وظیفہ کے احکامات دکھا دکھا کے یہہ کہتے تھے کہ اللہ انھین اور اُن کے بچون کو گرسنگی سے بچائے بعض عورتین اپنے شیر خوار بچون کو ساتھ لاتی تھین اور انھین زمین پر ڈال دیتی تھین اور اُن کیساتھ آہ وزاری مین مشغول ہوکے یہہ دکھانا چاہتی تہین کہ گرسنگی سے مررہی ہین - ان تماشائیون کو اس قسم کا سوانگ لانے سے روزانہ چند فلوس مل جاتے تھے۔

چونکہ وزرائے مال ایسے تماشون کے عادی ہوگئے تھے اس لیئے وہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے - جب تک کہ کوئی اندیشناک واقعہ پیش نہ آئے۔

چنانچہ سال روان اور گذشتہ سنین مین جو احکامات وظیفون کی ادائی کیلئے جاری ہوئے تھے وہ بہ حیثیت صدر المہام خزانہ میرے سر پڑے اور یہہ بہت دلچسپ کام تھا۔

اکثر وزرائے مال نے خود بہت سے احکامات وظائف بیس صدی کمی پر خرید لئے تھے اور اس موقع کے منتظر تھے کہ خزانہ مین کچھ روپیہ آئے تو فوراً انھین پیش کرکے نقد وصول کرلین اس بات سے ایران مین بہت بدامنی پھیلی اور اکثر عہدہ دارون نے جو اس سازش مین شریک نہ تھے سخت مخالفت کی۔

گو ان وظائف کی ادائی کیلئے روپیہ آنے کی کوئی اُمید نہ تھی مگر اسنے

کثرت سے وظیفہ خوار تھے اور اُن کا دباؤ اور تقاضہ اتنا زیادہ تھا کہ مجلس کو جرات نہ ہوئی کہ ان وظائف کو تخفیف کرنے کی کوئی تجویز کرے۔

لہذا مین نے گورنمنٹ مین فک وظائف کی تجویز پیش کی - اور ایک مسودہ قانون تیار کرکے اپنے خیالات ظاہر کیئے ۔کونسل وزرا نے اس تجویز کی تائید کی تب مین نے اراکین مجلس کے پاس اس مسودہ کو بھیجا اور اونھون نے اس کے موافق بحث کی مگر اس عرصہ مین پولیٹکل طوفان پھٹ پڑا۔ اس تجویز کو چلانے کیلئے ایک مکمل نقشہ جس مین ملک کا حال۔ کیفیت رعایا اور پیشہ ورون کے حساب وکتاب درج ہوتے تیار کرنا ہوتا۔

المختصر گورنمنٹ یہہ احکامات وظائف اُن کی صحت کی تنقیح کے بعد خود خرید لیتی اور اُن کے عوض مین ہر وظیفہ خوار کے نام پرامیسری نوٹ جاری کرتی جس سے وظیفہ خوار کو پانچ فیصدی سالانہ سود ملتا اور چالیس برس کے بعد اصل رقم ادا کی جاتی اس سے یہہ فائدہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے وظیفہ خوارون کو سالانہ نصف وظیفہ کے برابر آمدنی ہوجاتی۔ اب رہا بڑے بڑے وظائف اُن کیلئے یہہ کیا جاتا کہ جو سود ادا ہوتا اس سے اصل وظیفہ کی رقم گھٹ کر ایک چوتھائی رہجاتی۔

گورنمنٹ کو دو کروڑ پندرہ لاکھ تومان کے پرامیسری نوٹ جاری کرنے ہوتے جن کا سود سالانہ دس لاکھ پچھتر ہزار تومان دینا پڑتا حالانکہ اب گورنمنٹ کو سالانہ تیس لاکھ تومان ان وظائف کیلئے دینے ہوتے تھے۔ گورنمنٹ سود کی

رقم بہ آسانی دے سکتی اوراس کارروائی سے وظیفہ خوارون کے حق مین بھی
کوئی بے انصافی نہ ہوتی اس لیے کہ بجز چند لوگون کے جو کوئی خاص اثر رکھتے
تھے اورکسی وظیفہ خوار کو فی الحقیقت ایک تہائی یا چوتھائی رقم بھی بمشکل وصول
ہوتی تھی۔ باقی سب رقم درمیانی لوگون کے پیٹ مین جاتی تھی۔

ایک اور فائدہ اس تجویز سے یہہ تھا کہ ایران مین کثرت سے یہ پرامیسری
نوٹ لین دین کے اغراض کیلئے پھیل جاتے جس کی بہت ضرورت تھی کیونکہ
معمولی بنک نوٹ یا روپیہ تجارتی معاملات کے لیے کافی اور بکار آمد نہو تا تھا۔

بعض حالتون مین طہران سے دوسرے اضلاع وغیرہ مین روپیہ بھیجنا
بہت دشوار تھا اکثر اوقات آٹھ فیصدی خرچ پڑتا تھا اور ایک فیصدی سے
کم خرچ تو ممکن ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ سرکار کو وہ نقصانات پورے کرنے
ہوتے تھے جو غیر ملکون کے بینکون کو نوٹ یا نقد بذریعۂ ڈاک بھیجنے مین پیش
آتے تھے۔

اس قسم کے پرامیسری نوٹ جاری ہونے سے لوگون مین سرکار کی ساکھ
قایم ہوجاتی جس کی وجہ سے ایران مین اسطرح کے دوسرے تمسکات بھی جاری ہوسکتے
اور غیر ملک کے لوگ اُنھین خرید کر فائدہ نہ اُٹھانے پاتے اور اُن کے ساتھ
معاملات مین پولیٹیکل دقتین نہ پیش آتین۔

ایران مین جو چنگی کے محصول کا نرخ اب جاری ہے اس سے ایران کے

شمالی ہمسایہ کی دغابازی صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یہہ نرخ گورنمنٹ ایران اور تینون
ہمسایہ سلطنتون کے درمیان بعض شرائط پر معین کیے گئے ہین اور بغیر اُن کی مرضی
کے بدل نہین سکتے۔ یہہ نرخ موسیوناس کے وقت مین معین کیئے گئے تھے
یہہ شخص اہل بلجیم گورنمنٹ ایران کا ملازم تھا۔ موسیوناس مثل اپنے دوسرے
ہموطنون کے گورنمنٹ روس کا ایک مشہور جاسوس اور بدنام لٹیرا تھا موسیوناس
کی روسی طرفداری اس نرخ سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے جو نرخ معین
کئے ہین وہ ایران کیلئے بہت نقصان دہ اور روس کیلئے نہایت فائدہ بخش ہین
دُنیا مین ایسے نرخ کہین نہ ہونگے حالانکہ موسیوناس ایران کا ملازم تھا مگر اس
بے ایمان نے یہہ نرخ معین کرتے وقت اہل ایران کا مطلق خیال نہ کیا۔
ایک بڑا نقص تو یہہ ہے کہ اس نرخ محصول سے روسیون کا فائدہ ہوتا ہے
اور ایرانیون کا نقصان۔ یہہ محصول اتنا کم رکھا گیا ہے کہ بمقابلہ آمدنی[۵] کے اس محکمہ کا

۵ محکمہ چنگی کے حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء مین ایران مین درآمد و برآمد مال کی
قیمت ۱۰۰۳۵۵۹۱۳۰ تومان تھی جسپر ۳۶۳۳۰۲۲ تومان محصول ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ساڑھے
چار فیصدی سے ہی کم پڑا۔ اس مین سے جو درآمد و برآمد مال روس کیساتھ ہوئی اس کی قیمت ۴۹۱۰۴۰۴
تومان تھی۔ چنانچہ جو محصول روسی مال پر لیا جاتا ہے وہ بہت ہی کم ہے جو خاص چیزین روس سے
ایران مین آتی ہین وہ شکر اور مٹی کا تیل ہے۔ شکر پر صرف تین فیصدی محصول ہے اور تیل پر
نصف تومان فیصدی۔

خرچ گورنمنٹ ایران پر ایک بڑا بار رہے - گو چنگی کی آمدنی بہت معقول ہوتی ہے مگر
کل تجارتی مال بیرونی یا مقامی پر ایک معقول مساوی محصول لیا جائے تو یہہ آمدنی آسانی
دوچند ہو سکتی ہے - غیر ملک کے مالی مشیرون سے مشورہ لینے کا یہہ نتیجہ ہے کہ بیچارے
ناتجربہ کار ایماندار ایرانیون پر من مانے نرخ معین کر دیئے گئے اور جن لوگون نے
یہہ مشورہ دیا اُن کے اغراض کچھ اور ہی تھے انہین اس کی پرواہ نہ تھی کہ جس ملک کا
نمک کھاتے ہین اُس کی بھلائی کا خیال رکھین - موسیو ناس نے جو نرخ معین کیئے
اُن سے فی الحقیقت گورنمنٹ روس کی اُس مخلصانہ محبت کا پتہ لگتا ہے جس کیلئے
پندرہ برس سے گورنمنٹ روس ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے - گورنمنٹ برطانیہ
گو تجارتی معاملات مین بہت ہوشیار ہے مگر یہہ نرخ محصول معین ہوتے وقت
دھوکے مین آگئی - چونکہ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے کوئی با اختیار موسیو ناس
وہان موجود نہ تھا اس لیئے گورنمنٹ برطانیہ کو خواہ مخواہ روس کی تیار کردہ نسخۂ
محصول کو پینا پڑا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ باوجود روسی مال ادنیٰ اور خراب ہونے کے
شمالی ملک ایران کی کل تجارت روسی سوداگرون کے ہاتھ مین ہے - روسی مال
جو ایران آتا ہے اس مین سوائے خشک نمک اور پروردہ مچھلی کے باقی سب
چیزین ناقص ہوتی ہین - اسیطرح یہہ ہوا ہے کہ یورپ سے ایران جو مال آئے
اُسے اپنے ملک مین بحفاظت گذر دینیکا ذمہ دار نہین ہوتا - حالانکہ دنیا کے ہر مہذب
ملک مین یہہ طریقہ جاری ہے اور مہذب گورنمنٹون نے اس کو واجبی اور ضروری

تسلیم کیا ہے اُس مین اسطرح کی ذمہ داری کا انتظام نہ ہونیسے یورپ کے تجار کو بمجبوری اپنا مال خلیج فارس بھیجنا ہوتا ہے جہان سے دشوارگذار اور مخدوش کاروانی راستون سے وہ ایران بھیجا جاتا ہے - اور برطانیہ یا دوسرے ملک کے تجار کو اپنا مال شمالی حصہ ایران مین بھیجنے کیلئے روس کو چنگی دینی ہوتی ہے اور روسی عہدہ داران چنگی کے ناز ونخرہ اٹھانے پڑتے ہین اور بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔

باوجود ایسی سخت زیادتیون کے روس سے اس معاملہ مین ایک چوک بھی ہوگئی ہے جو بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے - ایک یا دو سال کا عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ روس دفعتاً چونکی اور اُسے معلوم ہوا کہ بین الاقوامی معاہدۂ ڈاک پر اس نے بھی دستخط کر دیئے ہین جسکی رُو سے کل پارسل جو ڈاک مین آئین اور روس کے ملک مین سے ہوکے گذرین اُن پر چنگی کا کچھ محصول نہ لیا جائے اور نہ وہ کھولے جائین - اس چوک سے اب یوروپین ممالک کا سامان تجارت بکثرت بذریعہ پارسل روس ہوکر ایران آتا ہے جس سے روسی عہدہ دار اور تجار بہت پیچ وتاب کھارہے ہین۔

گذشتہ تیس سال مین ہمارے ایران کو غیر ملک کے ہاتھون بہت نقصانات اُٹھانے پڑے - بدمعاش اور خود غرض شاہان قاچاریا اُن کے وزرا نے اپنی عیش پرستی کے لیے گویا اپنے ملک اور اہل ملک کو بیچ ڈالا ایسے ایسے

معاہدے - دستاویزات قرض - اجارے اور عہدناموں پر دستخط کر دیئے ہین
کہ بیچارہ ایران کچھ نہین کرسکتا - روس تو شاہان قاچار کا ہمیشہ قلتبان رہا ہے - اور
اُنھین - رم - پلاپلا کے جو چاہا لکھوالیا ہے - اجارون پر اجارے حاصل کئے گئے
ہین اور نوبت یہہ پہنچی ہے کہ سارا ملک اجارون سے ایسا جکڑا ہوا ہے کہ کسیطرح
دولت کے وسیع ذرایع کام مین نہین لاسکتا -

سنہ ۱۸۹۱ع مین تمباکو کے مشہور اجارہ سے ابتدا ہوئی اُس کے بعد متعدد اجارے
پئے در پئے دیئے گئے - بعض تعمیر ریل کے لیے تھے - بعض معدنی تیل اور دوسرے
معدنیات کیلئے تھے - اس کے علاوہ متفرق قرضون کی دستاویزین لکھی گئین - اب
حالت یہہ ہے کہ اگر ایران کوئی معدن نکالنا چاہتا ہے یا کوئی اور ذریعہ ملک کی
آمدنی بڑھانے کا ڈھونڈتا ہے تو شاہ سابق کا کوئی نہ کوئی حکم پیش کیا جاتا ہے
جسکی وجہ سے مجبوراً دست بردار ہونا پڑتا ہے - لاکھون روپیہ کے نامعلوم دعوی
اُس کے سر منڈھے جاتے ہین - روس کی رعایا ہر قسم کا دعوی کرتی ہے اور گورنمنٹ
روس ان مطالبات کی باقاعدہ تائید کرتی ہے - چالیس لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ
مین روس کا خاص اعتراض یہہ تھا کہ مین روسی بنک کو جس کی شاخ طہران مین
قائم ہے ملک کے اخراجات کا اختیار نہین دیتا - مین یہہ چیز کیسے منظور کرسکتا
اس سے تو یہہ مطلب تھا کہ مین روس سے یہہ کہتا کہ وہ گورنمنٹ ایران کو اپنے
ہاتھ مین لے -

جب مین نے ایران کے خزانہ کا جائزہ لیا تو اُس وقت علاوہ چار لاکھ چالیس ہزار تومان کے جو بینک کو دینا تھے کئی مہینہ سے عہدہ داران سرکار کو تنخواہین نہین تقسیم ہوئی تھین اور سفراء ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے انھین برسون[1] سے تنخواہ نہین ملی تھی - میرے پاس برابر خط پر خط آتے تھے - اور اُن مین نہایت لجاجت کیساتھ ادائی ماہوار کیلئے التجا درج ہوتی تھی - یہہ عہدہ دار بیچارے یورپ مین پڑے ہوئے تھے اور اب تک انھون نے قرض لیکر کام چلایا تھا - جب تک

[1] جس وقت مین نے خزانہ کا جائزہ لیا ہے وہان ایک حبہ بھی موجود نہ تھا اور ایک نامعلوم رقم کثیر مختلف چکون ہنڈیون اور سرکاری احکامون کی بابت واجب الادا تھی - یہہ سب سابق وزراء مال نے جاری کئے تھے - باوجود اس خانہ جنگی کے جو جولائی سنہ ۱۹۱۱ع مین شروع ہوئی اور جس کیلئے غیر معمولی فوجی تیاریون مین پندرہ لاکھ سے زیادہ تومان صرف ہوگئے اور باوجود کمی مالگزاری کے جو سارے ملک مین ابتری پھیلنے کیوجہ سے ظہور مین آئی تھی - مین نے بینک کا مطالبہ ۴۴۰۰۰۰ تومان کل ادا کر دیا اور گورنمنٹ کے ضروری اخراجات کیلئے سرمایہ مہیا کر دیا - سفراء ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے اُن کی سب تنخواہین دیدین اور کل غیر ملک کے دیون بیباق کر دیئے اس عرصہ مین جو غیر معمولی آمدنی وصول ہوئی وہ قرض کی رقوم تھی جو شاہی بینک سے لیا گیا اور جس سے پہلا قرض اور دوسرے مطالبات جو میرے آنیسے پہلے وقوع مین آئے تھے ادا کر دیئے گئے - یہہ رقم قرض بعد ان کل ادائیون کے بیس لاکھ تومان تھی، جسوقت مین نے جنوری سنہ ۱۹۱۲ع کو اپنی خدمت کا جائزہ دیا اسوقت خزانہ مین نقد چھ لاکھ سے زیادہ تومان موجود تھے۔

وہ قرض ادا نہ کرتے ایران واپس نہین آسکتے تھے اور محض سیاسی استحقاق کیوجہ سے وہ عدالتی گرفتاری سے بچے ہوئے تھے۔

ایران کی ساکھ دوسرے ممالک مین قایم کرنیکے لیے بڑی سعی درکار تھین۔ مگر جب تک مین وہان موجود رہا مین نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جبتک روپیہ خزانہ مین موجود نہ ہو مین نے کبھی کسی چک یا حکمنامہ پر اپنے دستخط نہین کیے میرے دستخطی چک کا روپیہ وصول ہونے مین کبھی کسیکو کوئی دقت نہ پیش آئی اور جب ایرانیون کو یہہ معلوم ہوا تو انھون نے بجائے بینک نوٹ کے خزانہ کے چک رکھنے شروع کیے اس لیے کہ گورنمنٹ ایران کا کوئی حکم یا مطالبہ فی الفور ادا کر دیا گیا۔ صرف خزانہ مین حساب کی کتابین تھین جو مین نے ترتیب دی تھین۔ اس سے پہلے گورنمنٹ ایران کو کبھی ایسے حسابی کتابچون کا علم ہی نہ ہوا۔ مختلف بینکون کے ساتھ خزانہ کو جو معاملت رہتی تھی اسکا مکمل حساب ان کتابچون مین درج تھا اور ہر قسم کی آمدنی یا خرچ کا پتہ ان سے لگجاتا تھا ایران مین اس سے پہلے کبھی نہ ایسا ہوا تھا اور نہ ایسا کرنیکی کوشش کیگئی۔

مین نے جائزہ لیتے ہی ایرانیون کی ایک خفیہ پولیس قائم کی جس نے بہت کام دیا اور خزانہ کے ملازمین نے جب کبھی تغلب و تصرف کا ارادہ کیا فوراً مجھے اُسکی اطلاع ہوگئی۔ اس خفیہ پولیس کے ذریعہ سے مجھے سرکاری عہدہ دارون کے سازشی منصوبے بھی معلوم ہوتے رہے۔

ایران مین سکہ کا طریقہ بالکل معمولی ہے۔ ملک مین کوئی طلائی سکہ جاری نہین وہان کا بڑا سکہ قران ہے جسکی قیمت ۰۹ء۰ یا اس سے کم ڈالر ہوتی ہے۔ دس قران کا ایک تومان ہوتا ہے مگر ملک مین تومان بہت کم رائج ہین زیادہ تر دو قرانی قیمت کا ایک سکہ بہت چلتا ہے۔

شاہی بینک ایران جو ایک انگریزی بینک ہے قران مین بینک نوٹ جاری کرتا ہے۔

کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایران کے بعض صوبہ جات مین قران مسکوک ہوئے تھے جو نہایت بھدے اور بد نما تھے۔ چاندی کی گولیون مین کھوٹ ملا کے چپٹا کر دیا تھا۔ طہران مین جو شاہی دار الضرب ہے وہان کی کلین بالکل کہنہ اور بے مصرف ہوگئی ہین۔ ان کلون مین ماہانہ سات لاکھ تومان سے زیادہ نہین ڈھل سکتے۔

ایران مین تعمیر ریل کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ روس اور برطانیہ ایسے راستے بنانا چاہتے ہین جو ان کے فوجی اغراض کے موافق ہون یا کسی خاص قسم کی تجارت کو نفع پہنچائین۔ انھین ملک ایران کی اصلاح و ترقی سے کوئی غرض نہین ہے۔ عموماً بے غرض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ پہلی ریل جو ایران مین بنائی جائے گی وہ جلفہ سے تبریز۔ زنجان۔ قزوین۔ ہمدان۔ خرم اباد۔ اور محمرہ ہوتی ہوئی خلیج فارس تک پہونچیگی۔ یہہ گویا شمال سے جنوب تک ایک بڑی لائن

ہوگی جو ملک کے بہت سے زرخیز مقامات سے ہوکر گذریگی اور ایران کو بہت جلد متمول کردیگی۔ اس بڑی لائن کی بعض شاخین بھی ہون گی مثلاً ایک شاخ قزوین سے طہران تک بنائی جائیگی۔ میرا یہہ ارادہ تھا کہ گورنمنٹ ایران خود اس بڑی لائن کو بدفعات مختلف حصون مین تعمیر کرے اور اس کی تعمیر کیلئے روپیہ قرض لینے کا اختیار دے مگر ایسے لوگون سے جو بالکل خانگی ہون۔ اس مین کوئی شک نہین کہ یہہ لائن اگر اچھی طرح سے چلائی جاتی تو بہت نفع بخش ہوتی۔ دوسری لائنین جن کا ذکر آچکا ہے۔ کبھی نہ کبھی بنائی جائین گی مگر فی الحال وہ ایسی ضروری نہین

# بارہوان باب

## ضمیمہ

طہران سے میرے امریکن مددگارون کے چلے جانے کے بعد جو حالت ہوئی ظاہر ہے۔ جب گورنمنٹ ایسے لوگون کے ہاتھ مین تھی جو ملک فروشی پر تلے ہوئے تھے۔ اُن سے کسی قسم کی بہبودی کی اُمید کیا ہوسکتی تھی۔ میری روانگی کے دوسرے ہی دن موسیو مارنارڈ بلجین عہدہ دار چنگی جو روس اور برطانیہ کے حکم سے خزانہ کا جائزہ لینے کو نامزد کیا گیا تھا۔ مسٹر کیرنس منصرم صدر المہام خزانہ کے پاس آیا اور کیبنٹ وزرا کی طرف سے ایک تحریری حکم پیش کیا جس مین یہہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر امریکن لوگون نے فی الفور جائزہ نہ دیا تو وہ علیحدہ کردیئے

جاینگے اور اُنھین سزادی جائیگی۔ باوجود اس امر کے کہ مین نے کئی ہفتہ پہلے کبنٹ کو اطلاع دی تھی کہ میری خدمت کا جائزہ لینے کیلئے کوئی مناسب انتظام کرے اور مین نے اپنی روانگی سے کئی دن قبل لکھ بھیجا تھا کہ مین نے بالفعل مسٹر کیرنس کو جائزہ دیدیا ہے مگر وہ بالکل آمادہ اور تیار ہین کہ کسی اور کو جسے کبنٹ مقرر کرے فوراً جائزہ دیکر علیحدہ ہوجائین تو ایسی صورت مین اس قسم کی دھمکی اہل امریکہ کو ہتک دینا تھا۔ چنانچہ اہل امریکہ نے اس کے متعلق اپنی سخت ناراضگی ظاہر کی۔ جو قت موسیو مارنارڈ کی موجودگی مین وہ مراسلہ پڑھا گیا تو کل امریکن عہدہ دار وہان سے اُٹھ کے چلے آئے اور یہہ کہا کہ وہ موسیو مارنارڈ یا وزراء کبنٹ سے کچھ تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ اس کے بعد مسٹر کیرنس نے سفیر روس و برطانیہ اور وزرائے کبنٹ کے پاس تحریری شکایت بھیجی کہ ایسا گستاخانہ برتاؤ اُن کیساتھ کیون کیا گیا۔ سفراء نے دیکھا کہ یہہ جھگڑا طول کھینچیگا فوراً وزرائے کبنٹ کو لکھا کہ اس قسم کی تحریر بالکل نازیبا تھی۔ چنانچہ وزرائے کبنٹ نے فوراً ایک دوسرا جعلی مراسلہ بنایا اور مسٹر کیرنس کے نام بھیجا اسمین یہہ لکھا کہ جو مراسلہ مسٹر مارنارڈ کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا وہ یہی تھا۔ اس دوسرے مراسلہ مین کوئی دھمکی یا نامناسب الفاظ نہ تھے۔ وزرائے کبنٹ نے اس معاملہ مین اپنی پرانی ایرانی چال چلی۔

جب یہہ صلح آمیز تحریر آئی تب مسٹر کیرنس نے سفیر روس اور برطانیہ کیساتھ اہل

امریکہ کی روانگی اور اُن کی ملازمانہ حیثیت کا مسئلہ چھیڑا۔ اس لیے کہ دراصل یہہ دونون سفارتین ایرانی کیبنٹ وزرا پر حکومت کر رہی تھین۔ سفیر روس کی درخواست پر اہل امریکہ خزانہ کے معاملات مین اہل بلجیم کو مدد دینے پر راضی ہوئے مگر یہہ شرط کی کہ اُن سے حقوق ملازمت جو حسب معاہدہ انھین حاصل ہین اُن کا واجبی معاوضہ دیا جائے۔ وزرائے کیبنٹ سفیر روس و برطانیہ کو خوش کرنے کی غرض سے ایک غلطی تو کر بیٹھے مگر اب ہوشیار ہوگئے اور آیندہ سے حسب ہدایت سفیر روس تعمیل کرنا مناسب سمجھا۔ چند روز بعد مسٹر کیرنس مع بعض دوسرے امریکن عہدہ دارون کے طہران سے روانہ ہوگئے۔ میرے دوسرے مددگار مسٹر میکاسکی جو خزانہ کی شاخ بنک پر معمور تھے ٹھہرے رہے اور انھون نے بلجین عہدہ دارون کو کتابچہ اور حسابات سمجھانے مین پوری مدد دی مسٹر ڈکی جو شاہی دارالضرب پر تعینات تھے وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ جب تک بلجیم سے اُن کا جانشین آئے وہ وہان رہین گے۔ المختصر مارچ کے مہینہ تک کل امریکن وہان سے چلے آئے صرف کرنل میریل سفیر روس کی خواہش سے فوجی پولیس کو تعلیم دینے کیلئے وہان رہگئے۔

میری روانگی کے دو دن بعد میجر پروس پر جو خزانہ کی فوج پولیس مین قواعد وغیرہ سکھانے کیلئے معلم تھے گولی چلی۔ وہ پارک سے اتابک محل کو گھوڑے پر جا رہے تھے کہ ایک مکان کی کھڑکی سے کسی نے ان پر بندوق چلائی۔ افواہ

یہہ تھی کہ ایک نہ ایک امریکین عہدہ دار ضرور مارا جائیگا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے بندوق چلائی وہ روسی ارمنی خفیہ جماعت کا ایک رکن تھا۔ اس جماعت کا ارادہ تھا کہ اس ذریعہ سے اپنے پولیٹکل اغراض پورے کرین یہہ شخص مع اور تین ساتھیون کے فوراً طہران سے بھاگ گیا اُن کا سرغنہ فوجی پولیس کا ایک سابق افسر تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ طہران واپس آیا اور اس سازش کا اقرار کرکے اپنے تئین پولیس کے حوالہ کردیا۔ اُس نے بیان کیا کہ اس نے بالذات میجر پروس پر حملہ نہین کیا بلکہ اس جماعت کے دوسرے چار ممبرون نے حملہ کیا تھا جو بذریعہ قرعہ اندازی اس کام کیلئے منتخب ہوئے تھے۔ اس نے وہ خالی مکان بھی بتایا جہان سے گولی چلی تھی اور یہہ کہا کہ دو شخص جنھون نے دراصل گولیان چلائین اُن کی ٹانگین باندھ دی گئی تھین تاکہ تعاقب کیصورت مین وہ بھاگ نہ سکین اُس نے ایک اور دلچسپ اظہار یہہ دیا کہ وہ خفیہ جماعت میجر پروس یا دوسرے امریکن سے کچھ عداوت نہین رکھتی تھی بلکہ غرض یہہ تھی کہ کسی ایک امریکن کو مار ڈالین تاکہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران کے معاملات مین دخل دینے کا موقعہ ملے اور اس کی دخل دہی ملک کیلئے کسی نہ کسیطرح پر مفید ہو۔ یہ شخص فوراً قید کرلیا گیا مگر معلوم نہین کہ اس کا کیا حشر ہوا اس لیے کہ جب تک امریکن وہان موجود تھے تب تک تو وہ وہان قید خانہ مین تھا۔ خوش قسمتی سے میجر پروس بچ گئے ورنہ ان لوگون نے تدبیر تو خوب سوچی تھی۔

مجلس برخاست ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد روس نے ٹرنس ایرانین ریلوے کا مسئلہ چھیڑا۔ روس کیلئے تو اس تجویز کو پھر پیش کرنا کچھ تعجب نہ تھا مگر حیرت اس بات پر ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ بہت سے انگریز سرمایہ دار سینٹ پٹرس برگ اس لیے تشریف لیگئے کہ اس ریل کی تعمیر کیلئے سرمایہ مہیا کریں۔ ان کا وہاں جانا برٹش فارن آفس کی منظوری اور تائید سے ہوا تھا۔ یہہ ریل حسب تجویز ایران کے شمال و مغرب سے جنوب و مشرق تک بنائی جائے گی اور موجودہ روسی ریل سے بہ مقام جلفہ ملادی جائیگی بلکہ سرحد ہندوستان پر ختم ہوگی۔ اس مین کوئی شک نہین کہ یہہ تجویز ہر پہلو سے بڑی نازک اور اندیشناک ہے عام اصول کے لحاظ سے کم از کم یہہ چاہیئے تھا کہ اس امر کو روک دیا جاتا اور گورنمنٹ ایران سے اسطرح کا اجارہ ریل بنانے کیلئے ملتوی رہتا اس لیے کہ جس حالت مین روس اور برطانیہ کی فوجین تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھین اور روسی جھنڈے شمالی ایران کے زرخیز صوبہ جات مین اُڑ رہے تھے اور روسی تلوار اور پھانسی تبریز مین اپنا پورا کام کر رہی تھی کم از کم گورنمنٹ ہند کو لازم تھا کہ اس ریل کی تعمیر روک دیتی۔ گو جبسے لارڈ ھارڈنگ ہندوستان کے ویسرائے ہوئے ہین۔ گورنمنٹ ہند کی موروثی پالیسی چند سال سے اس سلطنت کی حفاظت کیلئے کچھ بدل گئی ہے تاہم یہہ غور کرنا چاہیئے تھا کہ روسی ریل کوہ قاف کی فوجی بارکسون سے سلطنت ہند کی سرحد تک آرہی ہے

اس کا نتیجہ کیا ہوگا - گورنمنٹ ہند نے اس ریل کی تعمیر کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کسیقدر احتیاط سے کام تولیا اور یہہ کہا کہ سرحد ہند وایران کے قریب چھوٹی پٹری کی ریل بنائی جائے مگر اس سے کیا ہوتا ہے - اب فوجی نقل و حرکت کیلئے ایسی آسان ترکیبین معلوم ہوگئی ہین کہ فوج اور سامان بہت ہی آسانی کیساتھ ایک ریل سے دوسری ریل مین منتقل ہوسکتا ہے - اگر کبھی روسی فوجین مخالفت کی نیت سے ہندوستان کی سرحد کیطرف بڑھائی گئین تو انھین بڑی پٹری سے چھوٹی پٹری کی ریل مین بیٹھکر آگے بڑھنے کیلئے کوئی وقت پیش نہ آئیگی -

اس تجویز سے گورنمنٹ روس اور برطانیہ کی خاص غرض یہہ تھی کہ ایران کے کل مالی ذرائع مفقود ہوجائین - اور ایران کے وسائل آمدنی کو مکفول کر کے ملک کو بالکل مفلوج کردین - بلکہ موسیو مارنارڈ نے غالباً کسی دوسری سلطنت کے اشارے سے یہہ تجویز بھی پیش کردی تھی کہ گورنمنٹ ایران اس سرمایہ کے سود کی ضامن رہیگی جو اس ریل کے بنانے کے لیئے درکار ہوگا - ناظرین اس تجویز کی دلیری اور بیشرمی پر تو ذرا خیال کرین - اول تو ایران کو ایسی ریل کی ضرورت نہین - یہہ ریل محض فوجی نقل و حرکت کیلئے بنائی جارہی ہے - تجارتی لحاظ سے کچھہ فائدہ نہ ہوگا - اگر ایران کو مجبور کر کے اس ریل کی تعمیر کے سرمایہ کے سود کی ادائی کا ضامن ٹھہرایا تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ ملک کی آمدنی

ایک سو برس تک اسی مین کھپ جائیگی۔ اس کے علاوہ جیسا کہ دوسرے مقامات پر تعمیل ریل کیلئے کیا گیا ہے روسی اس ریل کیلئے بھی اپنے ملک کا مال مصالحہ بیچارے ایرانیون کے سر مڑھین گے اور جو قیمت چاہین گے اُن سے لین گے بالخصوص اُس حصہ لائن کیلئے جو جلفا اور اصفہان کے درمیان ہو گی۔ اُسکے لئے تو یقیناً ایسا ہی کیا جائیگا۔ اگر یہہ ریل صرف اصفہان ہی تک بنے تب بھی اس مین روس کا بڑا فائدہ ہے اور اگر اس کو بڑھا کے ہندوستان کی سرحد تک لائے تو اُس صورت مین روس کے فوجی اغراض پورے ہونے کی کوئی حد ہی نہین اس قسم کی ریل سے ملک کو فائدہ پہونچنے کے لیے مدیان درکار ہون گی اسکا وجود محض پولیٹکل ہوگا اور بمقابلہ صرف کے ایرانیون کو کوئی نفع نہ پہنچیگا۔

اسیطرح اور دوسرے بڑے تعمیری پروگرام ہین جو گورنمنٹ برطانیہ نے گذشتہ تین ماہ مین گورنمنٹ ایران کے سامنے پیش کئے ہین اور یہہ ارادہ ہے کہ بہت جلد روس اور برطانیہ کی نگرانی مین شروع کئے جائین سر ایڈورڈ گرے نے ہر چند اہل انگلستان کو مغالطہ مین ڈالنے کی کوشش کی مگر اس کارروائی کا نتیجہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف یہ ہی کہ اُن کاٹھ کے پتلون کو جن سے گورنمنٹ ایران اس وقت مرکب ہے ابھی حال مین گورنمنٹ روس اور برطانیہ نے سات فیصدی سالانہ سود پر دو لاکھ پونڈ قرض دیئے ہین

کوہ کندن و کاہ برآوردن کی شل عنقریب ثابت آئیگی - یہہ فرض بعض عجیب و غریب شرائط پرویا گیا ہے اور وزرائے کبنٹ نے وہ شرائط منظور بھی کرلیئے ہین مگر دیکھا چاہیئے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے - جو متحدہ شرائط نامہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو دونون سفارتون کیطرف سے پیش ہوا ہے بہت قابل دید ہے - اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جب سے معاہدہ روس و انگلستان مورخہ سنہ ۱۹۰۷ء مرتب ہوا ایران نے کہان تک خودمختاری ترقی اور آسودہ حالی دکھائی -

دونون سفارتون کی آرزوئین برآئین - یہہ متحدہ شرائط نامہ پیش ہونے کے دو دن بعد ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو ہمارے پرانے دوست سچے اور تجربہ کار وزیر امور خارجہ یعنے وثوق الدولہ نے ان دو ہمسایہ سلطنتون کی نیک نیتی پر بھروسہ کرکے شرائط نامہ منظور کرلیا - اس شرائط نامہ سے گویا ایران کی گردن مین ایک اور زنجیر پڑی جوکہ انکم روس کے ہاتھہ مین رہیگی -

روس اور برطانیہ نے ایران کی قومی حیثیت کو جو تباہ کیا یہہ واقعہ تاریخ مین ایک یادگار رہیگا اور یہہ افسوسناک کہانی کبھی نہ بھولیگی بعض حالتون مین جب کبھی کسی قوم کی خودمختاری چھینی گئی ہے تو اُس کیلئے معقول وجوہ بھی پیش ہوئے ہین - مثلاً شائستگی کا پھیلانا یا انتظامات کی اصلاح وغیرہ مگر ایران کیلئے کوئی ایسی وجہ یا عذر نہین پیش ہوسکتا - روس کبھی یہہ دعویٰ نہین کرسکتا کہ ایران مین شائستگی پھیلائی یا ملک کو ترقی دی گئی -

گورنمنٹ ایران اور دونون سلطنتون کے مابین جو کچھ مباحثے یا جھگڑے رہے وہ محض اس بنا پر تھے کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اہل ایران کی بھلائی کیلئے ہے مگر جو کچھ کہا گیا یا کیا گیا اس سے صاف ایسی خود غرضی اور بے انصافی ٹپکتی ہے جسے دیکھکر شرمانا چاہئے۔ محض روسی اغراض یا برطانیہ کی تجارت کیلئے ہزارہا بے گناہ اہل ایران ذبح کردیے گئے اور لاکھون بندگان خدا کی جانین خطرے مین پڑین اُن کے حقوق بیرحمی سے پامال کیے گئے اور اُن کی جائدادین ضبط ہوئین مگر کبھی اس کے متعلق ایک حرف بھی مُنہ سے نہ نکالا گیا۔

ایران کے متعلق برطانیہ کی دو کتب آبی جو ابھی حال مین شایع ہوئی ہین اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایران کی خودمختاری پر کیسے ظالمانہ حملے ہوئے ہین گو اسبات کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کتب آبی مین سے بعض مضامین جن سے ان دونون سلطنتون کی بدنامی کا اندیشہ تھا خارج کر دیئے گئے ہین تاہم جو کچھ ان مین درج ہے وہ اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہے ان کتابون مین کہین ایک سطر بھی اس مضمون کی نہین ہے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ ایران ایک مخلصانہ ملک تھا جسکی بادشاہت اور خودمختاری کے تحفظ کیلئے دونون سلطنتین دسمبر ۱۹۱۱ء مین ضامن ہوئی تھین مگر اُسے یون تباہ کیا گیا۔

چنانچہ اب ایران مین روس اور برطانیہ کے عمل دخل کا وقت آگیا اسمین شک نہین کہ زیادہ تر روسیون کا دخل رہیگا۔ مگر یہہ صرف انگلستان کی کمزوری

کیوجہ سے خیر کچھ ہو بیچارے ایرانیون کے حق مین نتیجہ وہی ہوا اُن کی پولیٹیکل حیثیت دنیا سے اُٹھ گئی اور اب ہمیشہ کیلئے غلامی نصیب ہوئی۔ دنیا ان کی فریاد نہین سُن سکتی۔ اس لیے کہ بیچارے کمزور ہین اور ایشیائی ہین اس کے علاوہ روس کا قدم درمیان مین ہے ایک سال کے عرصہ مین تین اسلامی سلطنتین مراکش۔ طرابلس اور ایران خاک مین مل گئین اور اس کا باعث وہی مہذب عیسائی سلطنتین ہوئین جو ہمسائگی کا دم بھرتی تھین۔ یہہ اندوہناک واقعہ کچھ معنی نہین ہے دُنیا کے کروڑہا مسلمان اگر ناراضگی ظاہر کرین تو کوئی اُن کو الزام نہین دلیکتا۔ کیا وہ نہین جانتے کہ ۱۹۱۱ء کے واقعات یورپ کی عیسائی سلطنتون کی متفقہ سازش کا نتیجہ ہین جنھون نے یہہ ارادہ کرلیا ہے کہ دنیا مین کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے۔

ایران کے مسلمان تو عیسائیت کا بہت احترام کرتے تھے اور روح اللہ کی وعظ وتلقین پر نہین بہت اعتبار تھا۔ انھون نے مغربی اخلاقی اصول کی تقلید شروع کی تھی اور ہمارے تجارتی اور تمدنی طریقون کو اختیار کرنا چاہا تھا۔ انھین انجیل مقدس کے دس احکامات خوب معلوم تھے لیکن عیسائی دنیا مسلمانون کو کیا جواب دلیکتی ہے۔ اگر اُس سے یہہ سوال کیا جائے کہ اُن دس احکام مین جو ایک حکم یہہ بھی ہے کہ اپنے ہمسایہ کی حیثیت چھڑاؤ۔ اس حکم کی پابندی مراکش۔ طرابلس اور ایران کے معاملہ مین کس حدتک کیگئی۔

مصنف کو بین الاقوامی معاملات کی پاسداری کی نسبت کوئی دہوکا یا غلط فہمی نہین ہے اور نہ اپنے تئین دھوکا دینے کی کوئی وجہ ہے مگر ایران کے زوال سے ایک نیا سبق جو حاصل ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے کہ مہذب دنیا کو موجب برکت بننے کے لیے ابھی منزلین درکار ہین۔ بیچارے اہل ایران اس کوشش مین رہے کہ اپنے ملک مین اچھا انتظام کرین تاکہ امن سے زندگی بسر ہو اور انھون نے یہہ چاہا کہ ظالم اور بدمعاش راشی حکمرانون کی حلقہ بگوشی سے ازادی اختیار کرین۔ ایسی حالت مین اُن کے لیے کیا یہی مناسب تھا جو کیا گیا وہ مجبوراً پھر غلامی کے گڑھے مین ڈھکیلے گئے یا جانورون کیطرح ذبح ہوے برطانیہ اور روس کے مدبرین نے ایران مین جو کچھ کیا بجائے خود قبنا چاہین فخر کرین۔ مگر یہہ بات بہت مشکوک ہے کہ دنیا بھی اوس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گی

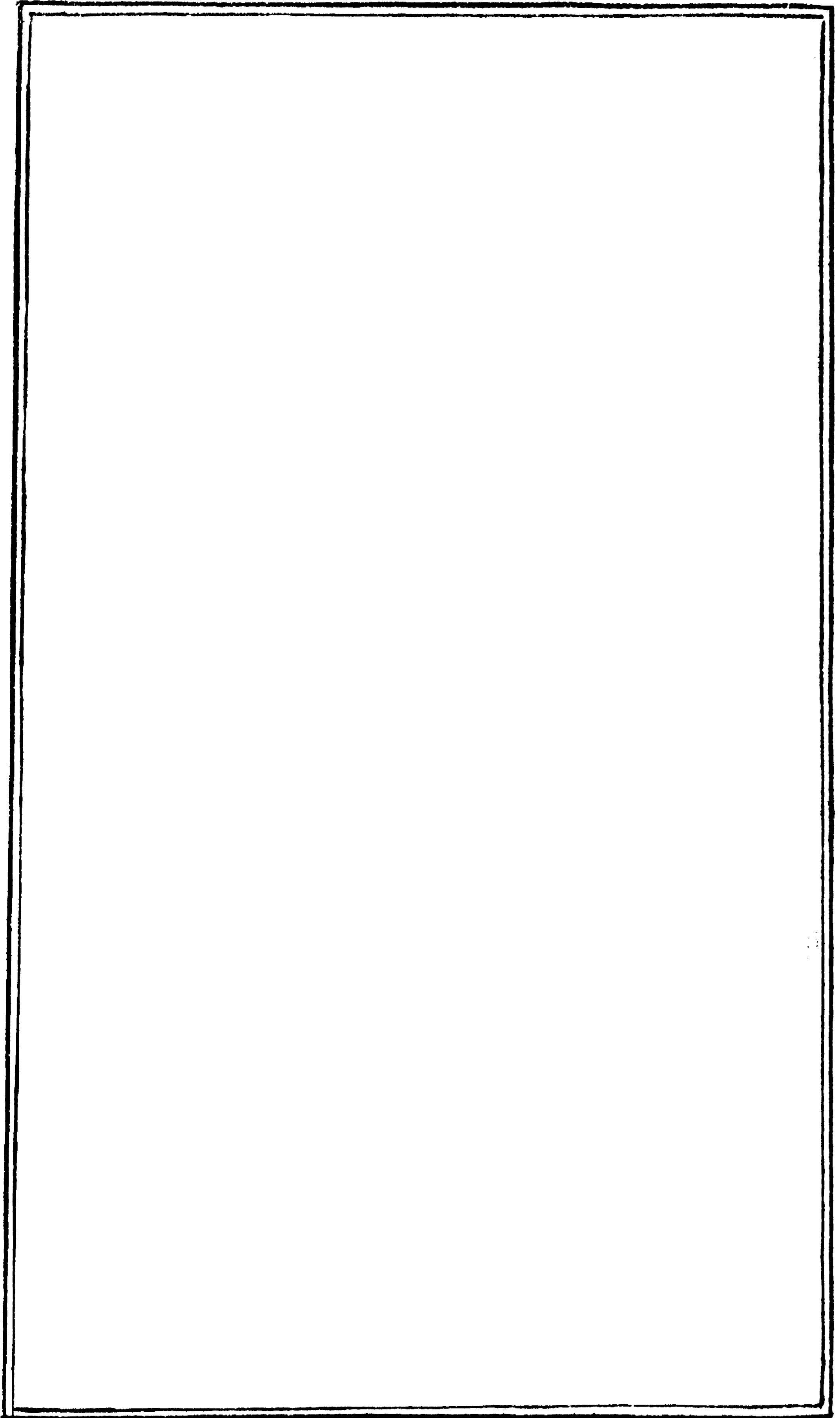
انگلستان کا مشہور ظریف ناول نگار لکھتا ہے کہ ہم مشرق کو درہم برہم نہین کر سکتے۔ اُس کے اس قول مین بڑی دوراندیشی اور حکمت بھری ہے مغربی لوگ اور مغربی کمالات مشرق کو درہم برہم کر سکتے ہین مگر اس صورت مین کہ مشرقیون کو یقین ہو جائے کہ اس مین اُن کا فائدہ ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ اخلاقی فریاد اور قومی تفاخر و حب الوطنی کا جوش جیسا مغرب مین ہے ویسا ہی مشرق مین بلکہ مشرق مین بہت گہرا ہے۔ مشرقی جب دیکھتے ہین کہ کسی بات

مین بعض مغربیون کا فائدہ ہے تو اُسے ایسا جلدی اختیار نہین کرتے۔

ایران کی ساری نجات اس مین تھی کہ اپنے مالی ابتریون کی اصلاح کرے زمانہ گذشتہ مین البتہ یہہ بھی ممکن ہوتا کہ بغیر ان اصلاحات کے ایک قوی مرکزی حکومت قایم ہوسکتی جیسا کہ بعض شاہان ماسبق نے سارے ملک پر ایک زبردست حکومت کی مگر زمانہ حال مین وہ وقت نہین رہا کہ ایران مین بغیر معقول محصولبندی اور دوسرے مالی معاملات کی اصلاح کے ملک مین انتظام ہوسکتا۔ چنانچہ اہل ایران بھی اس بات کو بخوبی سمجھ گئے تھے اور سوائے چند بددیانت امرا اور ملازمین کے سب یہہ چاہتے تھے کہ ہم اپنے کام مین کامیاب ہون۔ روس کو اس بات کی خبر ہوگئی اور اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ کہین ایسا نہ ہو ہم ایران کی حالت سدہارین وہ یہہ نہین چاہتا تھا کہ ایران کی حالت کبھی درست ہو۔ باقی معاملات تو محض ذیلی تھے۔

بپیر میخانہ چہ خوش گفت بدُردی کش خویش
کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند





# غلط نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶ دیباچہ | ۱۴ | تل الکبیر | تل الکبیر | ۱۳۶ | ۱۱ | شہسوارنکو | شہسوانیونکو | ۲۷۶ | ۱۶ | شنکے | بتنکے |
| ۱۹ " | ۲۴ | غرو | غرہ | ۱۴۴ | ۱۶ | ر | - | ۲۷۸ | ۷ | طئے | سطے |
| ۳۱ " | ۳ | رسنان | سنان | ۱۵۱ | ۱۵ | ش | - | ۲۸۱ | ۱۷ | اُجہل | اوجہل |
| ۳۲ " | ۱۷ | شلون | متلون | ۱۶۴ | ۴ | کے | لے | ۲۸۲ | ۷ | دُولت | دولت |
| ۳۸ " | ۱۱ | تے | نے | ۱۶۷ | ۱ | چاہتے | چاہتی | ۲۸۶ | ۱ | سکے | اسکے |
| ۱۴ اصل کتاب | ۱۰ | باقتدار | باقتدار | ۱۷۲ | ۲ | - | x | ۲۹۷ | ۱۶ | کلعبتاً | کلیتاً |
| ۹ " | ۱۷ | جبترسم | بنترسم | ۱۷۳ | ۱۴ | وہین | وہین | ۲۹۹ | ۱۷ | عجلے | سمجہتے |
| ۱۳ " | ۶ | رہوئی | ہولی | ۱۷۴ | ۴ | بخنیاردلن | بخنیاریون | ۳۰۳ | ۷ | جیسے | جب سے |
| ۱۵ " | ۱۷ | ڈالتاہے | بڑالتاہے | ۱۷۵ | ۲ | مقابلہ | مقابلمین | ۳۰۵ | ۶ | بنرسٹن | سپرسٹین |
| ۱۹ " | ۱۱ | مختزم | محترم | ۱۸۳ | ۷ | ستازی | ساری | ۳۰۶ | ۱۲ | رومی | روسی |
| ۲۱ " | ۵ | شکبنجی | شکر رنجی | ۱۸۳ | ۸ | ارشدالدولہ | ارشدالدولہ | ۳۰۸ | ۴ | یالتک | بالتک |
| ۲۷ " | ۱۷ | فائدہ اٹہاسکی | فائدہ نہ اٹہاسکی | ۱۹۳ | ۲ | کوزین | کوزیل | ۳۱۵ | ۱۳ | ہندوستانی | ہندوستان |
| ۲۷ " | ۱۷ | دستین | دیتی | ۱۹۳ | ۷ | جب | حسب | ۳۲۲ | ۹ | ذمہ داری | ذمہ دار |
| ۴۹ " | ۵ | نرڈنگے | نہ ڈگے | ۱۹۶ | ۱۴ | بلائی | بُلالی | ۳۲۴ | ۱۴ | بدنمائی | بدنما |
| ۵۶ " | ۱۴ | تعینات | تعنات | ۲۰۱ | ۱۳ | بہی | مجہے | ۳۲۸ | ۱۴ | فرودری | فروری |
| ۶۴ " | ۳ | کو | x | ۲۱۷ | ۴ | کرکے | کرسے | ۳۳۲ | ۱۵ | سوٹے | چھوٹے |
| ۸۰ " | ۱۵ | سفیرمردنا | سفیردن | ۲۱۹ | ۱۷ | ہوجادین | ہوجائین | ۳۳۳ | ۱۰ | سنحت | تحت |
| ۸۱ " | ۲ | گہوڑاسوای | گہوڑسواری | " | " | طئے | طے | ۳۳۳ | ۱۷ | ۳۵ | ۱۳۵ |
| ۱۰۳ " | ۱۰ | صلاح | اصلاح | ۲۳۱ | ۱۱ | اب | ابھی | ۳۳۴ | ۱۳ | تیاریون | تیاریوں |
| ۱۱۱ " | ۱۱ | معزولہ | معزول | ۲۳۲ | ۷ | جلفیہ | حلفیہ | ۳۳۴ | ۱۴ | پیش آنگی | پیش آئیگے |
| ۱۱۲ " | ۱۶ | روز | ہرروز | ۲۳۳ | ۱۷ | صورتیون | صورتون | ۳۳۵ | ۱۶ | اول سی | اوسے |
| ۱۱۶ " | ۴ | تہمنیات | تعنات | ۲۳۷ | ۹ | معزو | معزول | ۳۳۶ | ۹ | شخص | مشخص |
| ۱۲۱ " | ۵ | ہین | مین | ۲۳۸ | ۸ | چاہا | چاہیے | ۳۴۱ | ۸ | مین | x |
| ۱۲۱ " | ۱۵ | تعنیات | تعنات | ۲۳۹ | ۵ | گزر | گزرتی | ۳۴۲ | ۱۴ | اورکچہ نہ کیا | اور نہ کچہ کیا |
| ۱۲۶ " | ۱۳ | میبر | میری | ۲۵۳ | ۱۲ | سیدہی | سیدہی | ۳۴۷ | ۸ | اصلاح و مال | اصلاح مال |
| ۱۲۹ " | ۱ | ووز | روز | ۲۶۴ | ۷ | نزع | نزاع | ۳۵۹ | ۳ | معمزہ | معجزہ |
| ۱۳۲ " | ۱۵ | ہوا ہوگا | ہُوا ہوگا | ۲۶۴ | ۹ | کا | اکثر | ۳۷۳ | صفحہ | ۳۵۳ | ۳۷۳ |
| ۱۳۵ " | ۵ | گگے | کے | ۲۷۲ | ۱ | طئے | طے | ۳۷۴ | ۱۵ | فوج | فوجی |
| | | | | | | | | " | ۷ | ازلوالملک | عضدالملک |